U358. P - 12 - 1-10

Title - MAZAHIRUL HAQ.

Creator - Jalil Maulvi Sayyed Abul Hasan; Mutarjuma Momineen Sadaqat Aaiyeen. (Dipwincel).

Publisher - Matba Hussaini Isna Ashri (Lucknow).

Date - ~~Jalal~~ 1287.

Pages - 248.

Subjects -

الحمد للہ یعلو ولا یعلیٰ والفضل ما شہدت بہ الاعداء

درین زمان میمنت اقتران ہدایت بنیان عجالۂ نافعہ و رسالۂ لائقہ

مسمیٰ بہ

مظاہر حق

محصل کتاب جان ڈیون پورٹ کہ بڑی احتیاط و شستگی سے
فاضل نبیل عالم جلیل مولوی سید ابو الحسن صاحب انگریزی
دان نے ترجمہ کیا باعانت منشی تصدق حسین

مطبع حسینی اثنا عشری محلہ فراشخانہ متصل زیر گنج شہر لکھنؤ میں
بتاریخ ۲۹ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۸۶ ہجری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ایّد السنّۃ السنیّۃ المحمدیۃ
بشہادۃ مخالفیہا و شیّد الملّۃ الزاہرۃ الاحمدیۃ
باقرار معاندیہا و الصلوٰۃ علی افضل انبیائہ
محمد الذی استنارت شموس رسالتہ
فی سائر الامصار و استضاءت بدور نبوتہ
فی جمیع الاقطار و علی آلہ و اصحابہ سیما ابن
عمہ علی الذی اقرّ اہل الکتاب بوصایتہ
و خلافتہ و شہد حاملو التوراۃ و الانجیل
علی شجاعتہ و سخاوتہ اما بعد بر ناظرین

اردو مذاہب

خدمت مین عرض کرتا ہے اقل العباد علماً
واذلّهم عملاً سید ابوالحسن ابن السید عسکری الرضوی
القمی جعل الله یومه خیراً من امسه ووفقه لعمل یحبه و
فی رمسه که بالفعل بمفاد الفضل ما شهدت به الاعداء
ایک عالم نصرانی مسمی به جان ڈیونپورٹ باشندہ
شہر لنڈن نے ایک رسالہ بطور تذکرہ حضرت اشرف الانبیاء
تصنیف کیا اور اوسمین فضائل ومناقب آنحضرت وقرآن شریف
موافق اقوال معتمدہ ودلائل معتبرہ درج کئے اور اعتراضات
اہل کتاب کے حلاً ومعارضةً وعقلاً ونقلاً رد کئے سبحان
اللہ کیا قدرت خدا ہے اور کسقدر اوس سے تائید اسلام منظور
ہے کہ ایسے ملک مین ایسا شخص پیدا کیا جسنے کوئی دقیقہ
اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا اور ایسے ایسے دلایل
وبراہین کتب مقدسۂ سماویہ اور کلام علماء ومورخین معتبرین
متوثقین نصاری سے لکھین کہ یہہ رسالہ اہل اسلام کے لئے
سند قوی اور حجت قاطع ہے فشکر الله سعیه و
اجزل اجره اور جو صاحب زبان انگریزی مین مہارت
رکھتے ہین اونکو اس مرد عالم کے علم وکمال کی کیفیت معلوم
ہو جائیگی مترجم گمان کرتا ہے کہ انگلستان مین کیا تمام اقلیم یورپ
مین چندہی اشخاص علم وحکمت وزبان دانی مین اس شخص

کے شامل ہونگے پس بنظر رضاے الٰہی حقیر نے پچیسین و زبین اون رسال
کا ترجمہ کیا اور حتی الامکان ترجمۂ لفظی کا لحاظ رکھا لیکن چونکہ
عبارت اصلی بسبب مضامین دقیقہ و خیالات رشدیہ کے ایسی مشکل ہے
اور اسقدر اوسمین انگریزیت ہی کہ اہل ہندوستان کے مذاق کے بالکل منافی ہے
پس اگر اوسکا ترجمہ لفظی کیا جاتا تو مہمل ہوجاتا اور کسیکی سمجھہ مین نہ آتا لہذا مترجم
مجبور ہوا کہ ایسی عبارت کے خلاصۂ مضمون کا ترجمہ کرے اور بعض مقامات پر توضیح
مطلب کے لئے اپنی طرف سے عبارت لکھدی ہی اور اوسے اس قطع کے دائرہ ( )
مین لکھدیا ہے اور حتی الامکان ترجمہ بہت سمجھکر کیا ہے اور کہین غلطی کا گمان نہین
لیکن اگر بمقتضاے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہو گئی ہو
تو مترجم امیدوار ہے کہ ناظرین لطف و مروت کو کام فرمائین اور حقیر کو
معذور سمجھین اور اگر کسی صاحب کو ترجمہ مین کوئی اعتراض ہو تو امیدوار ہون
کہ یا خود میرے غریبخانہ پر تکلیف فرمائین یا بذریعہ خط کے اوس اعتراض
سے اطلاع دین کہ انشاء اللہ اوسکی تسکین کردیجائیگی اور اس ترجمہ
مین مترجم نے ایک تصرف یہہ بھی کیا ہے کہ اسم مبارک جناب
رسالتمآب صلعم کو ترک ادب سمجھکر نہین لکھا اور اوسکے بدلے آنحضرت
یا حضرت صلعم یا آپ لکھدیا ہے فقط

تمت

ترجمہ

رسالہ

مسمّی

عذر از طرف محمدؐ و قرآن

مصنفہ

جان ڈیونپورٹ

مصنف تذکرہ علی پاشا حاکم جنینا ـــ و تاسیلوڈ
ـــ و تاریخ گرگ و راجگانِ گرگ ـــ و یادداشت تاریخ
ہندوستان ـــ و تاریخ مروج مدارس ـــ و دیگر کتب بکار آمدِ تعلیم

فہرست ابواب رسالہ

مسمّیٰ

بہ

عذر از طرفِ محمدؐ و قرآن

حصہ اوّل حال حضرت محمدؐ

حصہ دوم قرآن و اخلاق حمیدہ مندرجہ آن

حصہ سیم جوابات اتہّامات نسبت محمدؐ

حصہ چہارم خوبیہائیِ قرآن

مطبوعۂ شہر لنڈن سنہ ۱۸۶۹ع

ترجمہ دیباچہ

یہہ رسالہ ایک ہدیہ ناچیز ہے جسکے راقم نے بڑی کوشش سے حال حضرت محمد صلعم کو اتہامات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہے اور اس امر حق کی تائید کی ہے کہ آنحضرت اون بندگان (ذوالکرام) کے زمرہ سے ہین جنکے بڑے بڑے احسان بنی آدم پر ہین — (واضح ہو کہ بعض مورخین نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور ایسے ایسے اتہامات نام پاک مروج مذہب توحید پر لگائے - پس اسسے معلوم ہوتا ہی کہ ان متعصبین نے فقط اون امور نیک سے مخالفت اور انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین خود منجی (یعنی مسیح ع) نے ایسی تاکید کی ہے بلکہ فہم مین بہی خطا کی ہے (یعنی بے سمجھے بوجھے ایسے اعتراضات لغو آنحضرت پر کئے ہین) اسواسطے کہ اگر یہہ لوگ ذرا بہی تامل کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ پیغمبر خدا اور آپ کے احکام کا حسن و قبح مطابقت یا مخالفت شریعت عیسوی یا اور شرائع حال سے نہ دریافت کرنا چاہیے (بلکہ بوجہ حقیت اور عدم حقیت شریعت آنحضرت صلعم) اون مذاہب کی نسبت دیکھنا چاہیئے جو اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ (یعنی

عرب وغیرہ) مین مروج ہے **خلاصہ** یہہ کہ **محمد**ؐ کو یہہ تصور
کرنا چاہیئے کہ وہ حضرت مہذب ملت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین
صدی عیسوی مین عرب مین پیدا ہوئی تھے اور اس بات کا اعتراف
بہی یقیناً واجب ہی کہ انحضرت سے زیادہ جلیل القدر کوئی شخص اقلیم
ایشیا مین نہین پیدا ہوا جسکے وجود ذی جود پر وہ فخر و مباہات کرتے
بلکہ حق تو یہہ ہی کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک انحضرت سے بہتر بہت کم
لوگ پیدا ہوئی - اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثت انحضرت عرب کیسے تھی
اور بعد بعثت کیسے ہوگئی اور یہہ بہی بنظر تعمق سے دیکھین کہ انحضرت
کی شریعت غرا نے کرورہا آدمیون کے دلون مین شعلۂ ایمان مشتعل کیا
اور ابتک اونکی قلوب اوسی کے نور سے منور ہین تو ہمین ضرور تسلیم ہوگا
کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے باز رہنا بڑی بے انصافی
ہی - اور اونکی نبوت کو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب کرنا قادر مطلق
کی قدرت کاملہ پر حرف لانا ہے **خاتمہ** مصنف اس رسالہ کا التماس
کرتا ہے کہ چونکہ اپنے مین اتنی استعداد اور لیاقت نہ پائی کہ ایسے امر عظیم و دل
چسپ کو کماحقہ حیطۂ تحریر مین لاسکے لہذا چند مقامات پر اور مورخین
کی مضامین اور عبارات نقل کیے اور اس اعانت مین راقم اونکا نہایت
ممنون و مشکور ہے فقط ....

حصہ اول محمدؐ و حال آنحضرت

باب اوّل حال آنحضرت صلعم

اِس بات مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین کہ جسقدر صحت و تفصیل سے آنحضرت صلعم کا حال لکھا گیا ہی اوسقدر اور کسی بانی شرع اور فاتح کا حال نہین تحریر کیا گیا حقیقت یہہ ہی کہ اگر اون کرامات و معجزات کو آنحضرت کیطرف منسوب نہ بھی کرین جو مورخین اقلیم ایشیا ہمیشہ سی لکھتے چلے آئے ہین تاہم اور حالات آنحضرت ایسے عجیب و غریب ہین کہ اونپر اعتبار و وثوق مشکل ہی واضح ہو کہ جب آنحضرت صلعم پیدا ہوئے اوس زمانہ مین اکثر بلاد عرب اور بادشاہون کی تحت حکومت تھے باین تفصیل کہ عرب خاص شام فلسطین اور مصر تحت حکومت سلاطین قسطنطنیہ تھی اور وہ بلاد جو ساحل خلیج فارس پر واقع تھے اور وہ ملک جنمین دجلہ اور فرات بہتی ہین اور صوبجات جنوبی عرب خسروان فارس کے مطیع و محکوم تھی اور وہ بلاد جو جنوب مکہ مین بحر قلزم کے کنارے پر واقع تھے یا شاہان عیسائیان حبش کے تحت حکومت تھے لکن مکہ اور دیگر بلاد جو وسط عرب مین واقع تھے اور جہانتک کسی غنیم کی رسائی ممکن نہ تھی خود مختار رہتے تھے باشندگان عرب کا مذہب اکثر اون بادشاہوں کی ملت کے موافق تھا جنکی سلطنت اوس ملک مین تھی مثلاً جہان یونان اور حبش کی عملداری

تھی وہان مذہب عیسائی کو غلبہ تھا اور جو صوبجات بادشاہ فارس سے متعلق تھے اونمین مذہب آتش پرستان اور مانکیان جنکی احکام و آئین مین مبائنت کلی تھی رائج تھا اور سوائی ممالک مذکورہ کے ہر دیہ قریہ مین بت پرستی کی حد نہ تھی ابتدا مین تو عرب ایک خدا سے بزرگ کی عبادت کرتے تھے اور اوسے اپنی زبان مین اللہ تعالی یعنے خالق آسمان و زمین تعبیر کرتے تھے لیکن بعد ازان اون لوگون نے یہہ عبادت ترک کر دی اور بتخانے بناکے اونمین ارواح بجنسہ کی پرستش کرنے لگے اور اپنے معبودون کو فرزندان خدا کہتے تھے اور اونکی مسکن ثوابت اور سیارات سمجھتے تھے اور اونہین تمام روی زمین کا مالک اور حاکم جانتے تھے لیکن تمام ملک عرب مین صرف انہین دیوتاؤن کو نہ پوجتے تھے بلکہ ہر قوم اور ہر قبیلہ کا ایک جداگانہ معبود تھا اور آدمیونکی قربانیان اونکی نذر کرتے تھے عرب نہ عقبی کا اعتقاد رکھتے تھے اور نہ حدوث عالم کے قائل تھے بلکہ خلقت عالم کو بخت اور اتفاق کیطرف منسوب کرتے تھے اور اوسکی فنا کو دہر کیطرف نسبت دیتے تھے تمام ملک مین عیاشی اور راہزنی پھیلی ہوئی تھی اور چونکہ یہہ لوگ حیات کا انجام موت سمجھتے تھے لہذا نہ تو نیکی کی جزا اور نہ بدی کی سزا دیتے تھے (مخفی نرہے) کہ ایسی ایسی خرابیان ان و عیسائیون اور یہودیونکی مذہب اور اخلاق مین بھی واقع ہوئی تھین جو مدتہای مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اوس ملک مین اقتدار و اختیار رکھتے تھے یہودیون نے رومیون کی ظلم سے اوس ملک محفوظ

ہ لی تہی اور عیسائی بھی نسطوریون کے ظلم و قتل اور ایرانیون
مباحثہ اور مناقشہ سے محفوظ رہنے کے لیئے اوسی ملک مین
آ گئے تھے اور اوس زمانہ مین دین مسیحی ایسا خراب اور
ہو گیا تھا کہ قابل بیان نہین اور جو طرق مذہب عیسوی
ایشیا اور افریقیہ مین رائج تھے سب آپس مین
فت اور مباینت رکھتے تھے اور سب مین اشد کفر و زندقہ
عقائد فاسدہ مروج تھے اور ہمیشہ باہم مباحثہ اور مناقشہ کیا
ے تھے اور بسبب اعتراضات اریان و سیبلیان و نسطوریان و
یان کے ان سب فرق عیسائی مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑ گیا تھا
عیسوی نے ایسے عادات قبیحہ مثل شہوت پرستی اور کج خلقی اور
لت اختیار کیئے تھے کہ ان باتون سے دین مسیحی بہت بدنام ہو گیا تھا
ر سب عیسائیون کے اطوار و اخلاق خراب ہو گئے تھے عرب مین
را کے صحرا سیبتو بیشتر یعنے راہبون سے بھرے ہوئے تھے یہہ راہب
ایت کم عقل اور جاہل محض تھے اور انہون نے اپنی عمرین واہیات
بیہودہ خیالات اور تصورات مین ضایع کی تھین اور اکثر مسلح
لیر شہرون مین گہس جاتے تھے اور اپنے عقاید فاسدہ لوگون سے
زور شمشیر قبول کراتے تھے جو طریقہ عبادت جناب مسیح نے مقرر فرمایا تھا
یعنے عبادت اوس خدا کی جو حکیم اور قادر مطلق اور کریم اور عدیم المثل ہے)
کل محو ہو گیا تھا اور اوسکی جگہہ بت پرستی نے غصب کر لی تہی اور مثل

یونانیون اور رومیون کے) ان لوگون نے بہی ایک کوہ المپیئر بنالا تہا
جہان مثل خدایان زمانہ سابق شہدا اور اولیا اور ملائکہ کا مجمع رہتا تہا
اور بعضے فرقے عیسائیون کے تو ایسے بیابان ہوگئے تہے کہ (زلیخا) زوجۂ
حضرت یوسف کو صفات الوہیت سے متصف کرتے تہے اور جن لوگون کو حضرت
عیسیٰ نے یہہ حکم فرمایا تہا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اونہون نے
تراشی ہوئی اور چہپی ہوئی صورتون کی پرستش بڑے خلوص عقیدہ سے
اختیار کی تہی ایسے ایسے تماشے کنائس سکندریہ اور حلب اور دمشق
مین نظر آتے تہے جب حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین عرب نے
اپنے اصول مذہب ترک کردئے تہے اور مباحثات اور مناقشات
لاطائلہ مذہبی مین ہمیشہ مشغول رہتے تہے آخرالامر اون لوگون کو
نتیجہ یہہ ہوا کہ جس امر ضروری پر کل عقاید مذہبی کا مدار ہے یعنے عبادت
جناب باری بصدق و خلوص نیت وہ امر اونکے مذہب سے بالکل
معدوم ہوگیا تہا اور اونمین اور کفار مین جو اونکے ہم عصر تہے
کوئی فرق و امتیاز نہ باقی رہا تہا اس واسطے جو عقائد باطلہ اور اوہام
فاسدہ اور فرق کفار مین رائج تہے وہی اونہون نے بہی اختیار کیے تہے
واضح ہو کہ حضرت محمد صلعم مکہ مین پیدا ہوئے تہے لیکن یہہ
تحقیق نہین کہ کس سنہ مین بعض مورخین کے نزدیک سنہ ولادت آنحضرت
سنہ ۵۶۰ع بعضون کے نزدیک ۵۷۱ع بعضون کے نزدیک ۵۷۲ع بعضون
کے نزدیک ۵۷۵ع بعضون کے نزدیک ۵۷۶ع اور بعضون کے نزدیک

نزدیک ۱۲ سنہ ع ہی لکن ان سب مین زیادہ معتبر ۱۰ ماہ نومبر ۱ سنہ ۵ع ہے
عجیب بات ہی کہ ایسا ہی اختلاف تاریخ ولادت جناب مسیح ع مین بھی واقع
ہی چنانچہ ابتدا ۱ سنہ ع تک سنہ ولادت حضرت عیسی اتنی تحقیق سے
نہ معلوم تھا کہ تعیین تاریخ واقعات وغیرہ مین بکار آمد ہوتا یہانتک کہ
جسٹنین قیصر روم کے عہد مین اگزنس گیس ایک رئیس رومی نے
سنہ عیسوی رواج دیا حسب بیان مورخین عیسائی و اہل اسلام جد
حضرت محمد ص اور اونکی اولاد و احفاد اپنے ملک کے رئیس تھے لکن یہہ
بزرگوار عقل مندی اور دیانت داری سے حکومت کرتے تھے بعد ازان
ریاست نسل جد آنحضرت سی ایک اور خاندان قریش کیطرف منتقل
ہوگئی قریش اون قومون مین سے تھے جنہین تمام عرب مین بڑا اقتدار
و اختیار حاصل تھا اور اپنے تئین نسل حضرت اسمعیل ع بن حضرت ابراہیم
سے جانتے تھے حقیقت یہہ ہی کہ خود مورخین عرب مین اختلاف ہے
کہ حضرت محمد ص سے حضرت اسمعیل تک کی پشتین ہین بعضونکی نزدیک
تیس ۳۰ اور بعضونکی نزدیک ساٹھہ پشتین ہین لکن اس پر سب مورخین
کا اتفاق ہی کہ عدنان سے جو احفاد حضرت اسمعیل ع سے تھے آنحضرت ص
تک اکیس ۲۱ پشتین ہین لکن اب اسمین اختلاف ہی کہ عدنان اسمعیل تک
کتنی پشتین ہین (واضح ہو کہ پانچ پشتون تک حکام شہر مذکور (یعنے
مکہ) اور خدام کعبہ قوم قریش مین سے مقرر کئے گئے یہہ معبد مقدس
(یعنے کعبہ) اوسی شہر مین واقع ہی اور قبل بعثت آنحضرت ص بت پرستان عرب کا

اور دیوار پر سیاہ کپڑا منڈھا ہے اور اوسمین ایک سنہری پٹی لگا ہی اور یہہ پوشش ہر سال سلطان روم کی طرف سے بدل دی جاتی ہے برکھٹ صاحب کعبہ کی کیفیت یہہ بیان کرتے ہین کہ اگر کل عمارت خانہ کعبہ [illegible] جمیع ملحقات [illegible]

محلِ عبادت اور مقامِ حج تھا اور تین سو ساٹھ بت موافق عدد ایام
سالِ عربی اس گھر مین تھے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ
نے یہہ گھر تعمیر کیا تھا اور یہی وجہ خاص اسکی احترام کی تھی اور دوسری
وجہ اسکی عظمت کی یہہ تھی کہ یہہ پہلی عمارت تھی جسکو انسان نے
خدا کی عبادت کی لیے بنایا تھا اور جسطرح یونانیون کا معبد ڈلفی
تھا اوسیطرح کعبہ تمام عرب کی پرستش گاہ تھی اور چونکہ اوس زمانہ مین
کمالاتِ علمی کا حصر فصاحت اور شعرگوئی مین تھا لہذا جو لوگ ان
فنون مین بڑے نامی ہوتے تھے وہ سب کعبہ مین آیا کرتے تھے اور گرد
اوس گھر کے وہ قصائد معلق تھے جنکا حفظ کرنا عرب مستحسن سمجھتے تھے
اور بسبب زیادہ قدامت کے اوسکی عظمت اور احترام اور زیادہ ہو گیا تھا
اسواسطے کہ تواریخ سی معلوم ہوتا ہی کہ ۹۹۳ برس قبل تعمیر معبد حضرت
سلیمانؑ یا دو ہزار برس پیشتر حضرت عیسیٰؑ کے یہہ معبد (یعنی کعبہ) بنا ہوا تھا
اس معبد کے گوشہ جنوب و مشرق مین ایک چھوٹا سا پتھر نصب ہی اور قریب
چار فٹ کے زمین سے بلندی پر واقع ہی مسلمان اس پتھر کا بڑا احترام
کرتے ہین اور اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ سنگہائے بہشت مین سی ہی اور
اسے حضرت آدمؑ بہشت سی اپنی ہمراہ لائی تھے اور وہ بزرگوار اسے
بجای تکیہ استعمال کرتے تھے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ پتھر اندر سی سفید
ہے لیکن بسبب مس کرنے ایک زمانہ کے یا بسبب گناہان خلایق کے
باہر کی طرف سے سیاہ ہو گیا ہی مگر لکھتے ہین کہ اغلب یہہ ہے کہ حاجیان

حاجیان مکہ نے اس پتھر کو اس قدر چوما کہ سیاہ ہو گیا

مورخین عرب کا یہہ عقیدہ ہے کہ اونکے پیغمبر کی ولادت کی وقت بڑے
بڑی کرامات اور معجزات ظاہر ہوئے اور یہہ عجائب اور غرائب انہون
نے بڑی شد و مد سے بیان کئے ہین چنانچہ اون عجائب مین سے
ایک امر عجیب یہہ تھا کہ بوقت ولادت آنحضرت آسمان پر ایک نور
عجیب پیدا ہوا اور چشمہ ساوا دفعۃً خشک ہو گیا اور پارسیون کے
آتشکدے جو ہزار برس سے برابر روشن تھے فوراً خاموش ہو گئے
لیکن اونکے خاموش ہو جانیکا کچھہ سبب نہ سمجھہ مین آیا - آنحضرت
کے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا اور جب یہہ صاحبزادے
اونکے یہان پیدا ہوئے تو آمنہ کے بھائی نے جو رمال تھا آنحضرت
کے لئے فال دیکھی اور یہہ خبر دی کہ یہہ (صاحبزادے) بہت قوت اور اقتدار
حاصل کرینگے اور سلطنت عظیم بنا کرینگے آنحضرت کی ولادت کے ساتوین
دن عبد المطلب آپکے جد نے بڑی دھوم سے اپنے روسا قبیلہ کی دعوت کی
اور آنحضرت کو اونہین دیکھلا کر کہا کہ یہہ لڑکا تمہاری قوم کا فخر ہے اور یہہ
اسی واسطے آپکا نام محمد رکھا یعنے تعریف کیا گیا یا نہایت جلیل الشان
ہنوز آنحضرت کا سن دو برس کا ہوا تھا کہ آپ کے والد نے انتقال کیا
اور سوای دو اونٹ اور چند بھیڑ دنبے اور ایک جاریہ حبشیہ مسماۃ بہ برکت
کے اور کچھہ ترکہ نہین چھوڑا - جبتک کہ آنحضرت کی والدہ نے انتقال کیا
آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا لیکن چونکہ بسبب مصائب و الام کے

اونکا دودہ خشک ہوگیا تھا لہذا اونہون نے ایک دایہ قوم بدوسے
تلاش کی لیکن اس امرمین کامیاب ہونا مشکل تھا اس واسطے کہ اونکا
معمول ہے کہ اپنا حق خدمت بہت کچھہ طلب کرتے ہین پس اون زنان
بدویہ نے آنحضرت صلعم کو مفلس سمجھکر آپ کی تحقیر کی اور دودہ پلانے سے
انکار کیا آخرالامر ایک گڈریہ کی زوجہ کو آپ پر رحم آگیا اور غریب و بیچارہ
سمجھکر اوس صاحبزادے کو اپنے گھر جو ایک قریہ متصل کوہ طائف متشرف
مکہ مین واقع تھا لیے گئی تھوڑے ہی دن حضرت صلعم ان والدین مجازی
(یعنے گڈریے اور اوسکی زوجہ) پاس رہے تھے کہ اونہون نے آپ کے
مابین الکتفین ایک نشان دیکھا اور اسلئے اونہین یہہ وہم فاسد پیدا ہوا
کہ اس صاحبزادے پر کسی دیو یا جن کا سایہ ہے اور اس خوف سے اونہین
اونکی والدہ ماجدہ پاس پھر بھیجدیا جب آنحضرت کا سن چھہ برس
کا ہوا تو آپ کی والدہ نے بعد مراجعت یثرب ۱۲ جہان معہ اپنے صاحبزادے
کے بعض عزیزون کی ملاقات کیواسطے تشریف لیگئی تھین انتقال کیا
اور ایک دیہہ مسمی بہ ابوا مین جو مابین مکہ و مدینہ واقع ہے دفن ہوئین
علم اور نرم دلی اوس جناب کی اسقدر زیادہ اور کسی بات سے نہین
دریافت ہو سکتی کہ تادم مرگ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کو جایا کیے
اور اونہین یاد کرکے غم و الم کرتے تھے چونکہ آنحضرت صلعم کی والدہ
نے آپ کے صغر سن مین انتقال کیا تھا لہذا اوسی زمانہ سے
آپ کو غور اور خوض کرنیکی عادت پڑگئی تھی اور یہہ عادت مدت العمر

باقی رہی - جب آنحضرت کا سات برس کا سن ہوا تب آپ والدہ کے مرنیکے
قدر معلوم ہوئی اور سمجھے کہ اس عالمِ یتیمی مین کوئی میرا معین و مددگار
نہین معلوم ہوتا ہی قرآن مین جس مقام پر آنحضرت کا ذکرِ عنایت اور حفاظتِ
خدا سے لینے دل کو تشفی دیتے ہین اور اوسکی رحمتونکا شکریہ ادا کرتے ہین
وہان بہی اسی بات کیطرف (یعنے انتقال والدہ ماجدہ) کنایہ فرماتے ہین
اور وہ آیت یہہ ہے (ایا نہین پایا اوسنے تجہے یتیم پس پناہ دی تجہے)
زمانہ آخر مین آنحضرت صلعم نے مدینہ سے حدیبیہ کو جاتے ہوئے اپنی والدہ
کی قبر کی زیارت کی اور چند اصحاب بہی ساتہہ تہے لیکن چونکہ وہ نہ
جانتے تہے کہ یہان آمنہ دفن ہین آنحضرت کو زار و قطار روتے دیکہکر سبب
گریہ پوچہا پس آنحضرت صلعم نے جواب مین فرمایا کہ یہہ قبر میری والدہ مرحومہ
کی ہے حق تعالی نے مجہے اسکی زیارت کرنیکا حکم فرمایا ہے اور مینے اونکی
دعائے مغفرت کے لئے اجازت طلب کی ہی لیکن ابہی تک حاصل نہین
ہوئی اِس وقت اونکی شفقت مادری جو یاد آئی تو تاب ضبط نہ باقی
رہی اور بے اختیار رونے لگا - بعد وفاتِ والدہ تولیت اوس یتیم
کی (یعنے آنحضرت صلعم کی) اوسکے جدِ پدری عبد المطلب سے متعلق ہوئی -
اور اوس زمانہ مین عبد المطلب متولیانِ خانۂ کعبہ کے سردار تہے
اور جب بعد دو برس کے اونہون نے بہی انتقال کیا تو اونکے بیٹے اور
جانشین ابو طالب نے خدمتِ تولیتِ آنحضرت صلعم اپنے ذمہ کر لی
اور اونسے ہر بات مین مثل اپنے فرزندون کے پیش آئے - اسی زمانہ مین

[illegible] پہلے تہا بعثت جو آنحضرت صلعم اپنی والدہ کی دعای مغفرت ... [illegible] بار کہین کی تہی اوس بات کی دلیل ہے کہ دین اسلام اون لوگون کے حق مین سختی نہیں جو زمانہ جاہلیت مین مرجاتے تہین فقط منہ

حضرت سے وہ امور ظہور مین آئے جنسے معلوم ہوا کہ آپ ذہین و فہیم اور تحقیق
اور تہا ئیمین غور و خوض کرنیکو استعداد دوست رکہتے تہے کہ جب ہمسن لڑکے
اپنے ساتہہ کہیلنے کو بلاتے تہے تو آپ اونسے جواب مین فرماتے تہے کہ آدمی اس
امر کے لئے خلق کیا گیا ہے جو اس لہو و لعب سے نہایت بہتر ہے جب آنحضرت
کا تیرہ برس کا سن ہوا تو آپ کے چچا جو ایک تاجر دولتمند تہے ہمرہ کاروان
عازم ملک شام ہوئے آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے بہی اپنے ساتہہ لیتے چلیئے
ابوطالب نے یہہ درخواست اپنے بہتیجے کی قبول کی اس سفر مین آپ نے
اپنے چچا کی ایسی خدمت اور اطاعت کی کہ اونہین آپ پر بڑا اعتبار ہو گیا
دوسرے برس آنحضرت ایک جنگ مین شریک ہوئے پس اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی شخص تجارت اور سپاہ گری دونو پیشے کرتا تہا تو عرب کے نزدیک
یہہ امر معیوب نہ تہا بلکہ یہہ رسم شرفا قبائل عرب مین جاری تہا کہ اگر کوئی شخص
تاجر ہو تہا اور سپاہی نہ ہوتا تہا تاہم جنگ سے دریغ نہ کرتا تہا ان مہمات مین
شریک ہونے سے آنحضرت کا ہنر اور لیاقت جنگ درجہ کمال کو پہنچ گئی علاوہ
ان اوصاف کے آپ صادق القول و الفعل صائب الرای پابند وضع تہے اور
ان صفات حمیدہ سے آپکی قدر و منزلت اور بہی زیادہ ہو گئی تہی جب حضرت کا سن
زیادہ ہوا تو اور سوداگرون نے آپکی جودت و لیاقت دیکہکر معاملات تجارت مین
اپنا کارندہ مقرر کیا ایک سفر مین آنحضرت اپنے چچا کے ساتہہ ایک صحرا مین ملک شام کے
پہنچے کہ وہان راہب ملا کرتے تہے بحیرا راہب مین تہوڑی دیر تک آنحضرت کو بڑے غور سے دیکہا
اور بعد اسکے ابوطالب کو علیحدہ بلا کر کہا کہ اپنے بہتیجے سے بہت خبردار رہو

رہو اور ایسے یہودون کے مکر سے بچاؤ اسواسطیکہ حقیقت مین یہہ جوان
بڑی بڑی باتون کے لئے پیدا ہوا ہے پس بعض مورخین کہتی ہین
کہ یہہ پیشین گوئی اوس راہب نے اون لڑائیون کے بارے مین
کی تھی جو انحضرت مین اور اولادِ حضرت ابراہیم (یعنے یہود) مین ہونے
والی تہین — انہین سفرہائی تجارت مین انحضرت صلعم اون میلون
مین تشریف لیجایا کرتے تھے جو عرب مین جابجا باوقاتِ مختلفہ ہوا کرتے
تھے — اور اون میلون مین عرب حکایات اور قصص بیان کیا کرتے تھے
اور عقائدِ مذہبی مین مباحثہ اور مناظرہ کیا کرتے تھے پس جسقدر یہہ
باتین انحضرت صلعم دیکھتے گئے اوسیقدر آپ کو قبح و سفاہتِ بت پرستی
اور اپنے ہموطنون کے عقائدِ باطلہ اور اوہام فاسدہ سے تنبہ بڑہتا گیا
— اسی زمانہ مین کعبہ آگ لگنی سے خراب ہو گیا تھا اور اوسکی مرمت
ہو رہی تہی اور عرب کو یہہ منظور تہا کہ اثنائی مرمت مین سنگِ مقدس
(یعنے حجر الاسود) اپنے مقام پر نصب کیا جائی اور اس نظر سے کہ ابتمین
جہگڑا ہو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ شخص اس پتہر کو اسکے مقام
پر نصب کرے اور اس خدمت سے مشرف ہو جو پہلے ان حدودِ
مقدسہ (یعنے کعبہ) مین داخل ہو اتفاقاً سب سے پیشتر حضرت صلعم ہی
خانہ کعبہ مین داخل ہوئی — اور حسبِ اقرار مذکور رسوم مقررہ بجا لاکر
حجر الاسود کو اوسکے مقام پر نصب کیا اور چہار طرف سے حضرت صلعم کی
تعریف کا نعرہ بلند ہوا — پس اس طرح سے حضرت نے اوس معبد کو درست

کیا جس مین بتون کی عبادت ہوتی تہی - اور بعد چند عرصہ کے آپ
خاص کرکے اونہین بتون کے غارت کرنے کے لئے مبعوث برسالت
ہوئے پس واقع مین حضرت صلعم نے ایک پتہر نہین نصب کیا بلکہ ایک نئے
مذہب کی بنا ڈالی جسکے آپ سردار ہوئے پچیس ۲۵ برس کے سن تک
انحضرت صلعم اپنے چچا کی خدمت مین رہے اوس زمانہ مین ایک شخص
روسائی مکہ مین سے مرگیا اور اوسکی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو اپنے کار
وبار کے انتظام کے لئے ایک کارندہ کی تلاش ہوئی کسی شخص نے اوس
عورت سے حضرت صلعم کی سفارش کی اور اوسنے کہا کہ یہہ شخص تیرے
کاروبار کے انتظام کی لیاقت رکہتے ہین پس جو جو شرطین اوس عورت
نے کہین سب حضرت نے قبول کین اور تین برس تک اوسکی طرف
سے دمشق اور اور شہرون مین تجارت کی اور جب مکہ کو مراجعت فرمائی
تو خود خدیجہ کے مکان پر تشریف لیگئے تاکہ اونسے ثمرۂ مشقت تجارت
بیان کرین - وہ زن بیوہ فرد حساب دیکھکر بہت خوش اور مطمئن ہوئی
لیکن جب اوسنے اپنے خیرخواہ اور سرگرم کارندہ یعنے حضرت صلعم کو اسطرح اپنے
سامنے کہڑے دیکہا جسطرح نوکر اپنے آقا کے سامنے کہڑا ہوتا ہے اور یہہ
بہی دیکہا کہ آپ کی چشمہای سیاہ اور روئی مبارک اور جسم شریفانہ
عجیب سنجیدگی اور خوبصورتی اور دلربائی پائی جاتی ہے تو اوسکی اپنی
دولت کے بڑہنی سے بہی زیادہ تر سرور حاصل ہوا - اب اوس بیوہ
خستہ کا چالیس ۴۰ برس کا سن تہا اور دو عقد کر چکی تہی اور ایک بیٹی

اور دو بیٹی بھی رکھتی تھی تاہم آنحضرت کی حسنِ جسمانی اور اوصافِ نفسانی اور عقلمندی اور سرگرمی پر ایسی فریفتہ ہوئے کہ تاب ضبط نہ باقی رہی اور فوراً حضرت سے عقد کر لیا جب خدیجہ سے آپ نے عقد کیا اوس زمانہ مین آپ کا حسن شباب پر تھا صورت سے آثارِ حکومت نمایان روئی (مبارک) سے رعبِ سلطانی نمودار خال و خط مناسب چشمہائی (مبارک) سیاہ اور دلربا بینی (شریف) فی الجملہ خم دہن (مبارک) خوش قطع دندان (شریف) مانند سلکِ گہر رخسارِ (مبارک) سرخ و سفید موئی سر اور محاسن (شریف) سیاہ اور باریک تھی لیکن بسبب خضاب کی اونکا رنگ ایسا ہلکا ہو گیا تھا جیسا چینٹ کی پھول کا ہوتا ہے لحن دلربا آواز شیرین حرکات و سکنات متین و دلچسپ وضع و اطوار سے خوبی صفائی قلب اور صداقتِ قول ظاہر تھی اوصاف حمیدہ متوجہ کرتی تھی اوس شخص کو جس سے آپ خطاب فرماتی تھے آنحضرت صلعم کی کمالاتِ نفسانی بھی بہت بڑے تھے ذہن حاد اور سریع الانتقال حافظہ وسیع اور قوی طبیعت شگفتہ اور عالی رائی صائب اور واضح شجاعت جسمین خوف کا نام نہین اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت اپنی باتون پر متنبہ نہوتے تھے خیر یہ لوگ جو چاہین سو لکھین لیکن راقم کہتا ہے کہ حضرت اپنی اہم مطالب یعنی رسالت کے انجام دینی مین ایسے مستقل اور ثابت قدم رہی اور ایسا صبر و تحمل کیا کہ ہر شخصکو لازم ہی کہ آپ کی تعریف اور مدح کرے آنحضرت صلعم

کی فصاحت خلقی تھی نہ کسبی اور چونکہ افصح محاورات فصحائے عرب استعمال فرماتے تھے لہذا آپ کی فصاحت زیادہ ہو گئی تھی اور قوت بیان ایسی تھی کہ اوس سے آپ + کے کلام کو اور بھی زیادہ رونق ہو جاتی تھی عبارت مرقومۂ ذیل گبن صاحب مورخ کے قلم تحقیق سے جاری ہوئی ہے + اور یہ حضرتؐ کے زمانۂ آخر کا حال ہی اور موید بیان راقم ہی حضرت محمدؐ حسن مین ممتاز تھے اس نعمتِ ظاہری (یعنی حسن) کی کوئی شخص تحقیر نہین کرتا اِلّا وہ لوگ جنہین خدا نے اس سی محروم رکھا ہے حضرتؐ کا حسن ایسا تھا کہ جب گھر مین یا بر سر وعظ فرماتے تھے تو قبل اس کی کہ زبان مبارک سی کچھ فرمائین سامعین آپکی صورت ہی دیکھکر عاشق ہو جاتی تھی اور تمام محفل مین غلغلۂ تعریف بلند ہو جاتا تھا اور لوگ کہتے تھے (سبحان اللہ) کیا رعب و سطوت شاہی ہے کیا آنکھین ہین کہ دلمین چبھی جاتی ہین کیا خوبصورت مسکراہٹ ہی کیا روئے مبارک ہی جس سی ہر ایک بات دل کی عیان ہے اور کیا اشارات ہین جسسے ہر لفظ زبان مبارک سی فرماتی ہین رسوم روزمرہ مین حضرتؐ مثل اپنی ہموطنون کے خلق و تہذیب کا بہت لحاظ رکھتے تھے امرا اور اہل مقدرت سی بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کی یہ بھی تھا کہ غریب ترین باشندگان مکہ سے نہایت خلق و مروت فرماتی تھی حضرتؐ کے

حضرتؐ کی اختراع و اطوار ظاہر مین ایسی صاف تھے کہ اون سے دل کے
باتین چھپی ہوئی تھین اور لوگون سے اس لطف و محبت سے پیش
آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ سے ہر شخص سے دوستی ہے
آپکا حافظہ وسیع اور قوی مزاج مین حلم و خلق طبیعت عالی ذہن سلیم
اور سریع الانتقال اور رای صائب تھی اور جوبات سوچتے تھے اوسکو
فعل کرتے تھے اوس سے جرأت ظاہر ہوتی اور اگرچہ رفتہ رفتہ
آپ کی ارادے سے بڑھ گئے اور کامیابی بھی حاصل ہوئی تاہم پہلی ہی
جو آپ کی ذہن مین دعوی پیغمبری کی خطور کیا تھا اوسی سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ بڑے عقیل اور عالی طبیعت تھی قبیلہ عبد اللہ نے
اشرف خاندان مین تربیت پائی تھی اور افصح محاورات عرب سیکھی تھے
اور چونکہ اکثر مقامات پر از راہ عقلمندی ساکت رہتے تھے لہذا اسی
آپکی فصاحت اور بلاغت کو اور زیادہ رونق ہوگئی تھی فقط
اگر آنحضرتؐ کی تحصیل علم کو پوچھیے اور علم کی معنی متعارف لیجیے تو
اسپر سب مورخین کا اتفاق ہے کہ آپنے مطلق علم حاصل نہین کیا ہاں
اس قدر علم حاصل کیا تھا جسقدر کہ آپکی قبیلہ مین مروج تھا اور آپکے
قبیلہ کی علم کی یہ کیفیت تھی کہ جسے ہم علم ادب کہتے ہین اوس سے
اونہین سروکار نہ تھا بلکہ اوسے حقیر سمجھتے تھے اور اپنی زبان کی آگے
کسی زبان کی حقیقت نہ سمجھتے تھے اور اپنی زبان مین بھی کتابون کے
ذریعہ سے کمال نہ حاصل کیا تھا بلکہ کثرت استعمال سے اور اون

ان لوگون نی اوسیقدر علم پر کفایت کی تھی جسقدر کاروبار خانگی مین
بکار آمد تھا اور جن اسفار کو اپنی کاروبار زندگی کی لیئے مفید
سمجھے تھے حفظ کرلیتی تھی پس یہ بات سچ ہے کہ اگرچہ عرب کبھی
اوستاد سی نہ پڑہا ہوتا ہم بڑا فہیم و عقیل ہوتا تھا اسواسطے کہ عرب
اکثر لڑائیون مین مشغول رہتے تھے اور لشکر مین بھی ایک قسم کا
مدرسہ ہوتا ہے جہان ایسی تجربہ کار اور ذی لیاقت لوگ بھی ہوتی ہین
جنکی صحبت سے اور لوگون کو بھی علوم عقلیہ اور فن ادب مین دخل ہوتا ہے
جسے ہم لوگ تعلیم کہتے ہین اوسی تہذیب اخلاق اور حدت ذہن باشندگان
ممالک مشرقیہ سے کچہ تعلق نہین (یعنی عرب وغیرہ بی تحصیل علم
خلیق و ذہین ہوتے ہین) مخفی نہ رہے کہ مورخین عرب نے آنحضرت صلعم
کی عقد کا حال بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہی اور وہ حکایت دلچسپ
یہہ ہے کہ شادی بڑی دہوم سے ہوئی دو اونٹ عورت کی لیے
ذبح کیئے گئے اور مہمانون کی خوش کرنیکے لیئے خدیجہ کی کنیزین دف
بجابجا کے خوب ناچین جب حضرت نے عقد کیا تو سن شریف ۲۵ اٹھائیس
برس کا تھا اور خدیجہ چالیس برس کی تھین لیکن اس سن مین بھی
خوبصورت تھین اور حالانکہ حضرت اون سے سن مین چھوٹی تھی تاہم
اپنے محسنہ سے بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اور اگرچہ
حسب رواج ملک دوسرے زوجہ کرنی کی مجاز تھی لیکن اس رسم کی پابندی
نہین کی اور دوسرا عقد نہ کیا اس عقد سے پندرہ برس کی زمانہ تک

حضرت کا

حضرت کا حال اچھی طرح معلوم نہین واضح ہو کہ پندرہ برس کے
زمانہ تک جناب شیخ کا حال بہی اچھی طرح معلوم نہین ہوتا ہان اتنا
معلوم ہوتا ہی کہ وہ حضرت یوسف نجار کی دوکان مین کام کیا کئے
اور جو خدمت (یعنی نبوت) حق تعالی نے اونکے سپرد کی ہتی اوسکی
بجاآوری کی فکر اور غور مین رہتے تہے آپ حضرت محمد نے چاہا کہ تصفیہ
نفس ہوجاوے اور ایسی باتین اختیار کرین کہ عداوت اور ملامت
خلائق سے محفوظ رہین شب و روز اسی بات کی فکر و تردد مین
رہتے تہے اور سوا اس کی اور کوئی کام نہ تہا کہتے ہین کہ حضرت
ہر سال مین چہہ مہینے غار کوہ حرا مین جو اٹھارہ کوس مکہ سے پچہم
کی طرف واقع ہے رہتی تہی اور اسی غار مین توریت و انجیل اور اور
کتب سماویہ کی مطالعہ سے اپنی طبیعت غور پسند بہلایا کرتی تہی چونکہ
اسقدر فکر و غور ایک ہی بات مین اس سرگرمی سی کیا تہا لہذا ضرور تہا
کہ اس مشقت نفسانی کا اثر قوی آپ کی طبیعت پر ہوا اور وہ اثر یہہ
ہوا کہ اکثر خواب دیکہنے لگے اور غش کی سی کیفیت طاری ہونے لگی
چنانچہ ایک مورخ کے کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ چہہ مہینہ تک برابر یہہ
معمول رہا کہ جس بات کا خیال آنحضرت جاگتی مین کرتے تہی وہی
بخیر خواب مین دیکہتے تہے اس امر کا انفصال مشکل ہے کہ حضرت
پر کس قسم کی حالات بیخودی طاری ہوتی تہی آیا یہہ حالتین صرف
تخیلات واہیات تہی جو بسبب زیادہ فکر اور غور کے پیدا ہوتی تہی

یا کوئی مرض جسمانی یا روحانی تھا جسکی سببی خود بخود جوش سا آجاتا تھا
اور غش کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن یہ امر یقینی ہی کہ بوقت
نزول وحی حضرت پر فکر کا غلبہ ہوتا تھا اور چہرہ متغیر ہو جاتا تھا
اور بعض وقت تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ زمین پر گر پڑتے تھے جیسے
کوئی نشہ مین ہوتا ہے یا کسی پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور سردی کے
ایام مین بھی پیشانی پر قطرات عرق مثل قطرات شبنم کے جمے
رہتی تھی تالکبہ یہ بھی لکھا ہی کہ اگر اوس عالم بیخودی مین اونٹ پر
سوار ہوتی تھی تو وہ حیوان بھی متاثر اور بیقرار ہوکر کبھی گھٹنون کے
بھل گر پڑتا تھا اور کبھی اوٹھکر دوڑنے لگتا تھا کبھی اپنی پاون
زور سے زمین مین گاڑ دیتا تھا اور کبھی ہاتہ پاؤن اسطرح دیر دیر مارتا
تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتہ پاؤن ٹوٹ کر
گر پڑین یہ قول کہ حضرت کو صرع کی دورہ آتی تھی یونانیون نے
نفسانیت سے ایجاد کیا ہی ان لوگون نے حضرت کو ایک نئے مذہب
کا بانی اور پیشوا سمجھکر ازراہ عداوت اوس حالت بیخودی کو
آپ کی اخلاق مین نقص اور عیب قرار دیا ہی جو عیسائیون کی نزدیک
مستحق زجر و توبیخ ہے راقم کہتا ہی کہ یقین ہی کہ یہ معاندین متعصبین
یہ خیال کر سکتی تھی کہ اگر حضرت اس مرض شدید مین مبتلا بھی
تھے تاہم عیسائیون کی نیکی کا مقتضے یہ تھا کہ اون کی تکلیف پر
افسوس کرتی نہ یہ کہ اوس پر خوش ہوتے اور اوسی علامت غضب الٰہی

بیجھتے سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ سنہ ولادت کی چالیسوین برس
آنحضرتؐ اور رمضان مین شب کو چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ اتنی مین سنا
کہ کوئی شخص آپ کا نام لیکر پکارتا ہے جو ہین آپ نی چادر سر مبارک
سے ہٹائی وہ کیہتی کیا ہین کہ یکا یک ایک دریائی نور امنڈ آیا ہی اور وہ
روشنی اسقدر تیز تھی کہ آپؐ اوسی نہ دیکھ سکے اور غش کہا گئی جب آپکو
ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ بشکل انسان قریب آیا اور ایک ریشمی
کپڑا آپؐ کو دکھایا کہ اوسپر کچھ لکھا تھا بعد ازان اوسنی آپ سی کہا کہ
پڑھہ آپؐ نی فرمایا کہ مین پڑہنا نہین جانتا تب اوسنے یہہ آیت
پڑہی پڑہ ای محمدؐ ساتھ نام اللہ کے جو خالق ہی سب چیزون کا اور
جسنے انسان کو ایک لطفہ خون سے بنایا پڑہہ ساتھ نام اوس
برتر کے جسنے انسان کو قلم کا استعمال کرنا سکھایا اور جو اوس کے
دلمین علم کی روشنیان داخل کر سکتا ہے حضرتؐ کا قلب فوراً منور
ہوگیا اور جو کچھہ اوس پارچہ ریشمی پر لکھا تھا آپؐ نے باسانی تمام
پڑہ لیا بعد ازان آپؐ کو خود بخود ایسا جوش اور ولولہ ہوا کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور اوس صحرا مین دور تک دوڑتے چلے گئے جہان کسی
بشر کا گذر نہ تھا اور وہان سنا کہ کوئی شخص چلا چلا کر یہہ کلمات کہہ رہا ہی
اے محمدؐ تو پیغمبر خدا بزرگ ہے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون راقم
کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی جب کوئی
شخص تنہائی مین ہوتا ہے تو خیالات ذہنی اوسی مشکل دکھائی دیتی

ہین اور اپنی نفس کو تعلقات جسمانی سے مبرا سمجھنے لگتا ہی اور ایسی
ایسی تصورات اور اوہام خاص کرکے اون فرقون کو بلکہ بعض وقت
اون گروہون کو بھی ہوتی ہین جنکی عقول بہت قوی اور کامل ہوتی ہین
جیساکہ ایک مرتبہ بروٹس نے اپنی خیمہ مین قیصر کی روح کو دیکھا اور
دیکھا کہ ایک شخص مہیب اوسکی سامنی آکر کہنی لگا کہ تو
بڑا آدمی ہوجائیگا اور تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایسی ایسی ساتھی
دی گئین اور سویڈن برگ بعد فلسفہ مدد کی اکثر ایسی گذرے لیکن ایسا
گمان کرنا آنحضرت کی نسبت نہین ہوسکتا اسواسطےکہ آپکی شان اس سی
ارفع تھی کہ یہ حیلہ کرتے کہ جبرئیل فرشتہ نے مجھ سے کلام کیا ہے کہ خدمت
نبوت اختیار کرون اور ایسی کذب صریح کے مرتکب ہوتی بلکہ اغلب ہے
کہ حضرت کو علم واقعی اور یقین واثق تھا کہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا
مجھپر وحی نازل کرتا ہی چوبیسوین رمضان کو صبح کیوقت حضرت اپنی
زوجہ پاس تشریف لیگئی اور بہت متردد اور پریشان خاطر تھی اور
فرمایا کہ میری اوپر کچھ اوڑھا دو اور پانی سر پر چھڑکو کہ اسوقت میرے دل پر
بڑا صدمہ ہی جب اوس صدمہ سی افاقہ ہوا تو اپنی زوجہ سی اپنی رسالت
کا اظہار کیا جونہین خدیجہ نے یہ سنا بلا عذر و تامل آپ کی نبوت پر ایمان
لائین خدیجہ کا ایمان لانا کچھ تعجب نہین اسواسطےکہ یہ بات بھی آنحضرت
کی نسبت یادگار ہی کہ اپنی زوجہ سی جسکی محبت نے تکلیف فقر سے
چھڑا کر اس مرتبہ عالی پر پہونچایا تھا نہایت توجہ اور عنایت سی پیش

آتی تھی اور جب تک وہ زندہ رہین آپنے اور عقد کرنی سی پرہیز کیا
حالانکہ اس نعمت سی متلذذ ہونیکی مجاز تھے اور اس بات کی صداقت
اور پہر اسکی ثابت کی کہ ہمیشہ اون کی محبت مین یکسان رہی تھیں کیونکہ
ممکن تہا کہ خدیجہ آپکی بات کا یقین نہ کرتین بلکہ اونہون نے
اعتقاد کیا کہ حضرت کی وحی امر واقعی ہی اور آپ کو وسیلہ سی خدا
اپنی مشیئت ظاہر کی خدیجہ کی اسلام قبول کرنے کے بعد زید آپکا غلام
عربی جسی آپ نی آزاد کر دیا تہا اور علی ابن ابیطالب آپکی چچازاد بہائی
اسلام سی مشرف ہوے بعد ازان آپ نی ابوبکر کو دعوت اسلام
کی اور اسمین بہی کامیاب ہوئی یہ شخص قریش مین بڑا ذی مقدرت
اور ذی رتبہ تہا اور اس کی تتبع اور ترغیب سے چند پسے اور روسائے
مکّہ نی بہی مذہب تو قبول کیا راقم کہتا ہی کہ یہہ بہی آنحضرت کی صداقت
کی دلیل قاطع ہے کہ جو لوگ پہلے مشرف بہ اسلام ہوے آپکی اعزا
اور احباب تہے اور چونکہ یہ اشخاص آپکی افعال و عادات سے
بخوبی واقف تہے لہذا ضرور تہا کہ اگر مثل اور جعلسازون کے جنکا قاعدہ ہے
کہ گہر مین کچہ کرتی ہین اور لوگون سی کچہ بیان کرتے ہین آپ کی
قول فعل مین بہی مخالفت اور منافات ہوتی تو وہ لوگ آپ پر اعتراض
کرتے اور ہرگز آپکی بات کا یقین نکرتے ان لوگونکو ایمان لائے تہوڑا ہی
عرصہ گذرا تہا کہ ایک سانحہ ایسا ہوا کہ اوسنی ترقی اسلام رک گئی وجہ
یہ تہا کہ آنحضرت نے اپنی روسائے قبیلہ کو ایک مجلس مین طلب کیا اور

اون سے اپنی رسالت کا اظہار کیا لیکن اون لوگون نے آپکی قول پر
مطلق توجہ اور التفات نہ کی لیکن جب آپنی یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ بت پرستی کو نیست
نابود کر دون اور تمام لوگون کو ملت حضرت ابراہیم کی طرف پہیر لاؤن
تو اونہین ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور چاہا کہ آپ کو ساکت کر دین
اور کچہ انہین لوگونمین منحصر نہین بلکہ آپ کی قبیلے کے اور اشخاص نی بہی
اسی غصہ اور ترش روئی سے آپکے کلام کی رد کی اگرچہ ابتک ابو طالب
مسلمان نہوئے تہے تاہم اون لوگون کے شر و فساد سے اپنی بہتیجے کو بچاتی تہی
چنانچہ اس کی چند سال تک حضرت نی بڑے ظلم و تعدی اور ہتک و ذلت
مین بسر کی اور بعض تابعین حضرت بہی اوسی بلائے ظلم مین مبتلا رہی
ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ دشمنون نے حضرت سے عرض کی کہ اگر آپ اپنے
مطلب یعنی دعوی نبوت سے دست بردار ہون تو ہم آپکو روپیہ دینگے
یا اپنا سردار مقرر کرینگے حضرت نے اون لوگون کی جواب مین وہ جزو قرآن
تلاوت کیا جسمی الکتاب الٰہی سورہ کہف ہین اور اوسمین جیسا آپ نی فرمایا ہے یہ ایک وحی ہے
خدائی رحیم و رحمٰن کیطرف سی مین صرف ایک آدمی ہون مثل تمہارے
مجہکو وحی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے پس جاؤ سیدہی اوسکی طرف اور
اوسی مغفرت طلب کرو اور افسوس ہی اون لوگون پر جو بہت سی
خدا قرار دیتے ہین جو زکوۃ نہین دیتی اور عقبی کا اعتقاد نہین کرتی
لیکن جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل مین لاتی ہین وہ باتین جو نیک ہین
تحقیق کہ پاوینگے کامل اور ابدی جزا آیا واقع مین تم انکار کرتے ہو

اوس خدا کا جسنے دو دن کی عرصہ مین زمین کو پیدا کیا اور آیا تم اوسکی
شریک گردانتی ہو تمام عالمون کا بادشاہ وہی ہے اوسی نے رکھی ہین
زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنی اوسپر برکت نازل
کی اور چار دن مین تقسیم کیا رزق تمام روی زمین پر واسطے سیر کرنے
تمام مخلوقات کی بعد اوسکی اوسنی مصروف کیا اپنی تئین آسمانو نمین
جو اوسوقت فقط دہوان تہی اور اوان سی اور زمین سے اوس نے
کہا کہ آؤ خواہ اپنی مرضی سے خواہ بدون اپنی مرضی کے پس اون
دونون نے جواب دیا ہم آتی ہین تابعدار سے اگر کوئی شیطان کا بہکا
تجہے ای محمد مین لے تو پناہ ساتہ خدا کی اسواسطیکہ وہی ہے سننے والا اور
جاننے والا جہوٹ جسطرف سی وہ آجائیگا نہ پہونچے گا یہ (قران) ایک پیام
ہی کہ بہیجا گیا ہے دانا اور تعریف کی گئی کیطرفسے کوئی چیز نہین کہی گئی ہے
تجہسے ای محمد جو نہین کہی گئی تہی اون پیغمبرون سے جو تجہسے پیشتر گذری
تحقیق کہ تیرے خدا کی ساتہ ہی عفو اور اوسی کی ساتہ ہی ڈرانیوالی سزا
حضرت صلعم کے دشمنون نی ان آیات کی جواب کہا کہ اپنی پیغمبری ثابت
کرنے کے لیئے کوئی معجزہ ہمین دکہلائیے لیکن آپ نی انکار کیا
اور فرمایا کہ مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ تمہین وعظ و نصیحت
کرون نہ اسلیئے کہ معجزہ دکہلاؤن اور ساتہ اس کی قران کا اعجاز کیا
اور اون سے فرمایا کہ اگر تمسے ہو سکے تو کوئی اور کتاب مانند اسکے
فصاحت اور بلاغت مین تصنیف کرو درحقیقت یہ بات کبہی نہین ہو

ہوئی کہ آنحضرتؐ نے ترویج شریعت یا اثبات دعوی نبوت کیلیے
کوئی حیلے کیے یا طرح طرح کے معجزے دکھلائے بلکہ علاوہ اسکے معلوم ہوتا ہی
کہ آنحضرتؐ نے فقط اپنی عقل اور فصاحت پر تکیہ کیا اور ابتدائی دعوی
نبوت سے سرگرمی اور حمیت مذہبی آپکی ممد و معاون رہی آنحضرتؐ
پر حمیت مذہبی کا بڑا غلبہ تھا اور ہر زمانہ میں اور ہر فعل سے آپکی
یہ حمیت ظاہر تھی یہ عجیبات سے ہے کہ حضرتؐ نے تو اظہار معجزہ سے
انکار بہت کیا لیکن لوگوں نے ہر قسم کی معجزات آپکی طرف منسوب کیے
ہیں اور جس طرح لوگوں نے تاریخ اور فضائح اولیاء و مقدسین عیسوی
جھوٹی کہانیاں جوڑ کر اور حاشیہ چڑھا کر خراب کی اوسی طرح حضرتؐ
کی حال و مقال کو بھی غارت کیا فی الواقع جیسا [illegible] اور اسکا صم
انجیل اور خیالات باطلہ وہمیہ ہونا و ٹھا میں فرق بین ہے اوسی
طرح اخبار مرقومہ قرآن اور قصص و حکایات مخترعہ میں منافاۃ کلی ہی
گبن صاحب مورخ نے عبارات مرقومہ ذیل میں بعض کرامات
ان کرامات منسوبہ بآنحضرتؐ سے بیان کی ہیں عیسائیوں نے
از راہ تعصب مذہبی آنحضرتؐ کی نسبت یہ بیان کیا ہی کہ ایک کبوتر
آسمان سے اوترتا تھا اور آپ کی کان میں کچھ کہتا تھا چونکہ یہ
جھوٹی کرامت گروشیئس نے آنحضرتؐ کی طرف منسوب کی تھی اسکو
مترجم عربی مسمی بہ پاکاک نے جو ایک مرد عالم تھا اس سے پوچھا کہ
آپ نے یہ کرامت حضرتؐ کی کن کتابوں میں دیکھی ہے گروشیئس کو

اس نے جواب مین اور کچھ نہ بن پڑا تو اسلئے کہ اپنے گناہ کا اعتراف
کیا اور نہ کہا کہ یہ کرامت تو مسلمان خود مفتون جانتے اور اس خیال سے
کہ مبادا یہ مفتیان مسلمانون کی غصہ اور مضحکہ کا باعث ہو یہ کذب صریح
ترجمہ عربی سے نکال ڈالا گیا لیکن لاطینی کتاب کی بہت سی نسخون مین
یہ حکایت موجود ہے جب ابوطالب نے دیکھا کہ آنحضرت کی دشمن قریش
آپکے بغض و عداوت مین مصر و مستحکم ہین تو بہ کمال اصرار آپ سے
کہا کہ اب اس بات (یعنی اثبات نبوت) کی زیادہ پیروی نہ کرو حضرت
نے یہ جواب مین فرمایا کہ اگرچہ قریش میرے قتل پہ مستعد ہون لیکن
جبتک کہ آفتاب اور ماہتاب (اسلیے کہا تہا کہ ان ستارون کو
قریش ازراہ جہالت خدا جانکر پوجتے تھے) میری دہنی اور بائین
طرف ہین (یعنی جبتک کہ یہ باقی ہین) مین اپنی ارادہ سے ہرگز
نہ باز آؤنگا اس مقابلہ اور مجادلہ سے حضرت کی کچھ خوف نہ کیا اور چہ
چند اشخاص کو جمع کیا جنمین اکثر آپ ہی کی قبیلہ کے تھے اور انکی
سامنے تھوڑا سا گوشت تیار اور ایک جام شیر رکہا اور اسمین سے
تھوڑا سا خود بھی تناول کرکے اوٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی کیفیت
اون سے بیان کی اور فرمایا کہ جو شخص مجہپر ایمان لائیگا اوسے
خزائن ابدی عنایت کرونگا اور آخر مین ایک خطبہ فرمایا جس کی
فصاحت عرب مین مشہور ہے اور اس خطبہ مین ارشاد کیا کہ کون
شخص تم مین سے اس بوجہ کے اوٹھانے مین میری مدد کریگا

اور کون شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جسطرح ہارون موسیٰ کا نائب
تھا تمام شخص چپ اور ساکت ہوگئی اور کسی شخص کو جرات نہ ہوئی کہ
اس عہدۂ نازک کو قبول کرے یہانتک کہ وہ مرد جوان اور شجاع
یعنی علیؑ آپ کی چچازاد بھائی اوٹھ کھڑے ہوئے اور باآواز بلند عرض
کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین تمام حضار مجلس مین صغیر السن ہون
اور میری آنکھین ان سب کی آنکھون سے زیادہ پر آزردہ ہین اور میرا
شکم ان سب کے شکمون سی بزرگتر ہی اور میری ساقین ان سب کی
ساقون سی باریکتر ہین اور یا رسول اللہ مین آپ کا خلیفہ انلوگون پر
ہونگا جب یہ کلام آنحضرتؐ نی سنا تو اپنی باہین اوس جوان صالح کی
گردن مین ڈالدین اور اوسے اپنے سینہ سی لگا لیا اور باآواز بلند
فرمایا دیکھو میرے بھائی میری وزیر کو واضح ہو کہ ابتدا مین تو
آنحضرتؐ نی خفیہ وعظ فرمائی بعد ازان علانیہ موعظہ فرمانے لگے
اور روز بروز آپ کی اصحاب بڑہنے لگی اکثر کوہ صفا اور ابو قبیس پر
جو قریب شہر مذکور یعنی مکہ واقع ہین وعظ فرمایا کرتی تھی لیکن
کبھی کبھی کوہ حرا مین بھی تشریف لیجاتی تھی اور وہان سے سنکے
شہر سی لاکر اوس کتاب مین شامل کرلی تھے جو آخر کو قران کے
نام سی مشہور ہوئے اسی زمانہ مین آنحضرتؐ نی ایک اور شخص
یعنی عمر نامی کو مسلمان کیا یہ شخص آپ کا بڑا دشمن تھا لیکن
منصف تھا تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ عمر اپنی بہن آمنہ سی بسبب قبول

مذہب لوگوں کی بہت ناخوش ہوا تھا چنانچہ ایکروز اپنی بہن کو تھپڑ لگا کر
قرآن پڑھتی سنکر زور سے مارا اور قرآن بھی زمین پر پھینکدیا لیکن
وہ عورت نہ گھبرائی بلکہ باطمینان تمام قرآن کو اوٹھا لیا اور اپنے بھائی
کو ہرگز نہ دیا اس حرکت سے عمر زیادہ تر غصہ ہوا اور اوس سے قرآن
چھین لیا اتفاقاً اوسکی نظر چند سطروں پر جو پڑی تو نہایت متعجب ہوا
اور بعد تعجب کے انفعال بھی ہوا اور اوسی جگہ مسلمان ہوگیا پھر ازان
عمر مسلح اور مکمل کوہ صفا کو جو حضرت کی جای پناہ تھی متوجہ تمام روانہ
ہوا حضرت نے عمر کو آتی دیکھکر باواز بلند فرمایا اے عمر کہاں سے آتا ہی
آیا تو یہاں رہیگا جب تک کہ یہ سقف تجھپر ٹوٹ پڑے اور تو
دب کے مر جائی عمر نے جواب میں عرض کی کہ مین آیا ہون درآنحالیکہ
بصدق دل ایمان لایا ہون خدائی برحق پر اور آپ پر کہ اوسکے رسول
محبوب ہین جب قریش نی دیکھا کہ حضرت اپنے مذہب کی ترویج
مین مصر اور سرگرم ہین تو اب اونھون نی زیادہ ظلم و تعدی پر کمر
باندھی اور آپ کی اصحاب پر اس سے بھی سخت پیش آنے لگے کہ اونھون
نے مکہ مین رہنا مناسب نہ جانا جب آنحضرت نے یہ دیکھا تو جو اصحاب
کی یار و مددگار تھے اونھین اجازت دی کہ اور کہین جا کی پناہ لین
حسب ارشاد آنحضرت م وہ مکہ سے چلی گئی اور ملک حبش مین جا کر پناہ
لی سنہ ہجرت (یعنی فرار) آنحضرت کی بعثت کی پانچوین برس مین
ہوا جن لوگون نی فرار اختیار کیا تھا شمار مین اشتی مرد و زن

اور چند لڑکی تھی نجاشی بادشاہ حبش ان فراریون سے بمہربانی پیش آیا اور جن لوگون کو قریش نے اون کی طلب کی لیے بھیجا تھا اون بیچارون کو ہرگز اون کی حوالہ نہ کیا اور مورخین عرب لکھتے ہین کہ بادشاہ موصوف خود مسلمان ہو گیا

باب دوم

آن حضرت صلعم کی بعثت کے دوسرے برس جو ماجرا گذرا

چونکہ آپ صلعم کی اصحاب اور اتباع نے مکہ مین بڑا اختیار و اقتدار حاصل کر لیا تھا تمام اہل شہر نے یہ حکم کیا کہ خبردار اب کوئی شخص یہان کی باشندون مین سے حضرت صلعم کی پیروی نہ اختیار کرے لیکن اس حکم سے حضرت صلعم کو کچھ ضرر نہ ہوا اس واسطے کہ آپ کی چچا ابوطالب آپ کی حفاظت اور حمایت کی لیے موجود تھے لیکن جب بعد کمال کے ابوطالب نے بھی انتقال کیا جب تو آپ کو بڑی مشکل پڑی اس واسطے کہ تمام مال و اسباب اور عہدہ اونکا اپکو دشمنون سے ملتا تھا اور چونکہ ان معاندین نے اب ایسا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ کبھی نہ پایا تھا تو اب بعض وقتون مین بھی زیادتی شروع کی اور ہر وقت یہان تک کہ نماز مین بھی آپ کی تضحیک اور تذلیل کرنے لگے اور طرح طرح کی نجاستین آپ کی دسترخوان پر پھینکتے تھے اور ادھر کا ناشایستہ سے ایک پریشان کرتی تھی علاوہ ان سب مصیبتون کی ایک اور مصیبت حضرت پر یہ پڑی کہ ہنوز ابوطالب کی وفات کو تین

تھوڑے ہی دن گذرتے تھے کہ آپ کی زوجۂ وفا شعار نے آپکی آنکھوں کے
سامنے انتقال کیا واقع مین اس ہمدرد کا مرنا حضرتؐ کی لیئے ایسی مصیبت
عظیم تھی جتنی بشر کا دل شق ہو جائے بیس برس تک خدیجہ آنحضرتؐ
کی مشیر اور دستگیر رہین اور اب اون کی مرنے سے آپکا دل ٹوٹ گیا
اور گھر ویران ہو گیا حالانکہ اس عمر مین کون حسن وجوانی اون مین
باقی رہا ہوگا لیکن حضرتؐ نے مرتے دم تک وہی وفا کی اور جیسا کہ اوپر
بھی بیان ہو چکا ہے کہ اور عقد کرنیکی بابت ہی خدیجہ قبرستان
مکہ مین جو اوس شہر کے شمال اور مغرب مین واقع ہے دفن ہوئین
چنانچہ ایک سیاح مشہور برکہارٹ نامی سے ہمنے سنا ہے کہ اونکی
قبر اب تک موجود ہی اور زائرین خاص کر کے ہر جمعہ کو اوسکی زیارت سے
مشرف ہوتی ہین لیکن اس روضہ مین سواء سنگ قبر کے اور کوئی
چیز عجیب اور تحفہ نہین اور اوس پتھر پر چند آیات قرآن مشہور آیۃ الکرسی
خط کوفی مین بڑی خوبصورتی سے کھدے ہین آنحضرتؐ تادم مرگ
خدیجہ کے شکر گذار اور رطب اللسان رہے اور خدیجہ کو آپنے اس افسوس
سے جو یاد کیا تو عایشہ کو جو آپ کی ازواج مین بہت کمسن اور حسینہ اور
جمیلہ تھی رشک آیا اور بے ادبی سے اون مرحومہ کی مذمت کرنے لگی
اوسوقت خدا نے حضرتؐ کی تسلی کے لیئے یہ آیت نازل کی آیا وہ +
پیر السن نہ تھی اور خدا نے اوس سے بہتر اور حسین تر تجھے نہین عنایت
کی آنحضرتؐ کا دل بھر آیا اور باواز بلند درگاہ جناب باری مین عرض کی

کہ خداوندا مجھے ان سے (یعنی خدیجہ) بہتر اور شفیق تر کوئی زوجہ مجھے
نہیں ملی وہ اوسوقت مجھپر ایمان لائی تہی جبکہ سب لوگ میرے تذلیل
اور تحقیر کرتے تھے اور مجھپر ہنستی تہی اور اونسے اوس عالم مین
میری خبرگیری کی اور مجھے راحت پہونچائی جب تمام عالم میرے قتل اور
ہتک کے درپے تہا چونکہ اب کوئی اونکا حامی اور حافظ نہ باقی رہا تہا
لہذا دشمنون نے اور بہی ظلم و تعدی کرنی شروع کی پہلا قریش کا تو کیا
ذکر عزیزان قریب اور اون لوگون نے جو کسی زمانے مین آپکی دوستی
کا دم بہرتے تہے دست تعدی دراز کیا پس حضرت مجبور ہوے کہ جائے امن
تلاش کرین اور زید اپنی وفادار غلام کو ساتہہ لیکر ایک چہوٹی سی شہر کو
جسے طایف کہتی ہین روانہ ہوے یہ شہر مکہ سے ۰ میل مشرق کیطرف
واقع ہے اور یہان ایک اور چچا آپکے رہتے تھے جنکا نام عباس تہا
جب حضرت اس شہر مین پہونچے تو وہان کی روسا مین سی تین شخصون
سے اپنی نبوت کا اظہار کیا اور اونہین ترغیب دی کہ اس مذہب نو کی
ترویج مین اعانت کرین اور یہ سعادت حاصل کرین لیکن آپکی کلام
نے اون لوگون پر تاثیر نہ کی اور اونہون نے بہی وہی اعتراضات پیش
کیئے جو آپکی ہموطنون نی کیئی تہی اور عرض کی کہ آپ اور کہین پناہ لین
تاہم آنحضرت مہینہ بہر اوس شہر مین رہے اور وہان کے باشندون مین جو
لوگ زیادہ خوش مزاج اور عقیل تھے اونہون نی تہوڑی بہت آپکی
تعظیم اور تواضع بہی کی لیکن آخرکار غلام اور اوباش اور ارذال نے آپ سے

منحرف ہوکر پتھرون کی بوچھار کردی اور اون پہاڑون مین جو گرد اوس
شہر کی واقع ہین اور اوس ریگستان مین دو تین میل تک حضرت کا تعاقب
کیا آخرش حضرتؐ ایک مقام پر پہونچے کہ وہان بہت سے باغ تھے
اور تھک کر آپ باغ مین پناہ لی اور تھوڑی دیر ایک انگور کے درخت
کی سایہ مین آرام فرمایا جب بیدار ہوے تو پھر مکہ کو راہی ہوئے
اور جب قریب شہر پہونچے تو مطعم بن عدی کو کہ بہت ذیغیرت تھا
اور آپسے موافق تھا ایک نامہ بایں مضمون لکھا کہ مجھے بحفاظت داخل شہر
کیجیے حضرتؐ کا ارشاد مطعم بجالایا اور اپنی اولاد اور خدام کو جمع
کرکے حکم کیا کہ مسلح ہوکر کعبہ کے قریب کھڑے ہو بعد ازآن آنحضرت
مع زید داخل مکہ ہوئے اور آپ کی حافظ یعنی مطعم نے ممانعت کردی
کہ خبردار کوئی شخص ان سے بے ادبی سے پیش نہ آئی بعد اوسکی آنحضرتؐ
نے آگے بڑھ کر حجر الاسود کو بوسہ دیا اور مطعم اور اوسکی لشکر کو حفاظت
کے لیئے ہمراہ لیکر بیت الشرف کو مراجعت فرمائی قریب دو مہینہ کی بعد
وفات خدیجہ آنحضرتؐ نے ایک زنِ بیوہ مسماۃ بہ سودہ سے عقد کیا اور
تھوڑی ہی عرصہ کے بعد عائشہ سے نکاح کیا یہ عورت بہت کمسن اور
حسینہ تھی اور آپؐ کی یارِ غار ابوبکر کی بیٹی تھی یہ عقد آپنے اسواسطے
کیا تھا کہ آپسمین محبت اور بتاک بڑہے منقول ہے کہ بعد وفات خدیجہ
تیرہ یا پندرہ عورتین حضرتؐ سے منسوب ہوئی تھین اونمین سے گیارہ
یا بارہ سے باوقات مختلفہ اپنی عقد کیا واضح ہو کہ — اس فعل پر آنحضرت

کی ہو محققین مخالفین نی بڑی طعن کی ہی اور اسی اپ کی شہوتِ نفسانی کی دلیل قطعی گردانی
ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ قطع نظر اسکے کہ انحضرت صلعم کی زمانہ مین عرب اور بلادِ مشرقیہ مین رسم
تعددِ ازدواج مروج تہا اگرچہ یہہ رسم قوانین یورپ کے خلاف ہو اور اوس زمانہ مین یہ فعل قبیح اور خلاف
اخلاق بہی نہ تصور کیا جاتا تہا یہ بات ذہن نشین رہی کہ انحضرت صلعم نی پچیس برس کے سن سی پچاس
برس کی عمر تک ایک ہی زوجہ پر کفایت کی اور جبتک وہ پینسٹھ برس کی ہوکر مر گئین اور کوئی
عقد نہین کیا اور اونسی کوئی اولادِ ذکور زندہ نہین پہونچی تہی اب ہم یہ پوچہتی ہین کہ آیا یہ
گمان ہوسکتا ہی کہ جو شخص بڑا شہوت پرست ہو اور ایسی ملک مین رہتا ہو جہان تعددِ ازدواج رسم عام ہو
وہ شخص پچیس برس تک ایک ہی زوجہ پر قناعت کری اور وہ زوجہ بہی کیسی کہ پندرہ برس اوسی
خود سی بڑی ہو اور آیا یہہ گمان غالب نہین ہوسکتا کہ آخر زمانہ مین انحضرت صلعم نی ترپن برس کی عمر مین
جو ازواج کین تو اسی خاص غرض کی آپکو یہہ مقصود تہا کہ اولادِ ذکور بہم پہونچین (مخفی نرہی کہ جس
ماہ متبرک مین حاجیون کے قافلے مکہ مین آتی تہی وہ مہینہ عرب مین تمام خلایق کی امن و امان کے
دن ہوتی تہی اور بڑے بڑے شر و فساد موقوف ہوجاتی تہی اور ہر طرف سی لوگ جوق جوق
اوس معبدِ عام (یعنی کعبہ) مین سالانہ عید کے لیے آتی تہی انحضرت صلعم نی یہ موقع ہاتہ سے جانی نہ دیا
اور اوس مجمعِ عام مین وعظ فرمانی شروع کی اور بہت سی لوگ باشندگان یثرب مین سے مسلمان ہو
گئی جب یہہ نو مسلم اپنی وطن کو پہر گئی تو اپنے لوگون مین اس نئی مذہب کی بہت تعریف کی
اور اپنی دوستون اور ہموطنون کو بڑی سرگرمی سی ترغیب دی کہ اس مذہب کو قبول کرین
اور اوس کوشش مین بخوبی کامیاب ہوئی اون کی کامیابی کی یہہ وجہ تہی کہ چونکہ اہلِ مکہ اور اہلِ
مدینہ مین بہ سبب تجارت کی آپسمین حسد اور نا اتفاقی تہی لہذا اس مذہب کو جو
مکہ مین تہوڑا رواج پایا تہا اچہی طرح رواج پانا واضح ہو کہ بعثت کہ بارہوین برس انحضرت صلعم اپنی سفرِ شب تلفی

معراج کی حکایت بیان کی اس قصہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ایک جانور
مسمّی بہ براق پر سوار ہو کر جبرئیل فرشتہ کی رہنمائی سے اورشلیم
(یعنی بیت المقدس) کو تشریف لیگئے اور وہان سے آسمان پر تشریف
لیگئے قرآن کی پندرہوین سیپارہ مین اس قصہ کا ذکر مبہم ہے آنحضرت
نے معراج کا قصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک شب مین اپنی زوجہ عایشہ کی
ساتھہ محو خواب تہا کہ مین نے سنا کہ کوئی شخص دروازے پر دستک دیتا ہے
پس مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور دروازے پر جو گیا تو دیکھا کہ جبرئیل فرشتہ
کھڑے ہین اور اون کے قریب براق کھڑا ہے یہ ایک عجیب و غریب
جانور تہا اسکا چہرہ آدمی کی چہرے سے مشابہ تہا کان ہاتھی کی کانون سے گردن اونٹ
کی گردن سے جسم گھوڑے کی جسم سے دُم خچر کی دُم سے اور کھر بیل کی کھر سی
اور رنگ ایسا سفید اور شفاف تہا کہ جیسے دودہ اور تیزی اور چالاکی مین
بجلی کو بھی اس سے کچہ نسبت نہ تھی بعد ازان جبرئیل فرشتہ نے اپنا
ساتوان پر کہولکر پرواز کیا اور حضرت صلعم بھی براق پر اوسکے عقب مین
روانہ ہوئے جب آپ اورشلیم (یعنی بیت المقدس) مین پہونچے
تو وہان حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اور آپنے ان سب انبیا کو
سلام کیا اور لقب برادر سے خطاب فرمایا اور اونکی ساتھ نماز پڑہی بعد اسکے آپ مع جبرئیل
بیت المقدس سے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک نردبان نورانی ایستادہ تھی اور براق کو ایک حلقہ آہنی مین
جو ایک سخت پتھر مین لگا تہا باندہ دیا کہ وہان آپ کے مراجعت کا منتظر
رہے اور آپ مع جبرئیل اوس نردبان نور سے آسمان پر تشریف لیگئے

جب آنحضرتؐ ملاء اعلیٰ پر پہونچے تو جبرئیل اپنے رفیق کو ساتون آسمان دیکھانے
نذر بیجا لیگئے (جیسا کہ ورجل شاعر رومی ڈینٹ کو لیگیا ہے) اور جب آپ
آسمان اوّل پر پہونچے تو ایک گروہ ملائکہ کو دیکھا کہ باشکال مختلفہ متشکل ہین
بعضے آدمی کی شکل اور بعضے پرند کی صورت اور بعضے چرند کی مانند ہین اور
جنکی پرندون کی شکل تھی اونمین ایک مرغ دیکھا کہ بڑا طویل القامت تھا
اور اوسکے پر ایسے سفید تھے جیسے برف اور اسقدر کثرت ملائکہ کی یہ وجہ تھی
کہ فرشتگان زمین بھی آسمانپر چلے گئے تھے تا کہ اہل زمین کی شفاعت خدا
سے کرین آخرش یہ دونون مسافر اوس مقام تک پہونچ گئے
جہان وہ شجر مقدس ہے جسے سدرۃ المنتہی کہتے ہین یہ درخت جنت العدن
کی حد پر واقع ہے اور اسکے پھل اتنے بڑے ہین کہ ایک پھل تمام مخلوقات
کی خوراک کیلیے بڑی مدت تک کافی ہے اور اسی مقام پر اونہون نے
ایک حد دیکھی کہ اوسوقت تک کسی بشر نے اوس سے گذر نہ کیا تھا یہ سرحد عرش
الٰہی اور آسمانون کی درمیان مین واقع ہے سدرۃ المنتہی کی قریب
ایک اور فرشتہ اون کی رہنمائی کیلیے منتظر تھا وہ فرشتہ آپکو مقامات
غیر محدود پر لیگیا اور اثنائے راہ مین آپنے ہزارہا ارواح سعادتیہ کو تسبیح و تہلیل
خدا مین مشغول دیکھا یہان تک کہ خدمت اقدس جناب باری مین
پہونچے اور آپکو اوس مقام تک تشریف لیجانیکی اجازت حاصل ہوئی
جہان سے تخت گاہ جناب باری تک دو کمانون کا فاصلہ ہے اور بعد ازان وہ کلمہ
طیبہ کرسی پر قلم نور سے مکتوب دیکھا جسے آپنے اپنے مذہب کی علامت قرار دیا

یہ وہ کلمہ یہہ ہی کوئی خدا نہین سوا خدا کی اور محمدؐ اوسکی رسول ہین لیکن
یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب باری نی اپنی عبد خاص سی کیا کیا ارشاد کیا ہمنی
فقط اتنا سنا ہی کہ خدا نی مسلمانون کو ہر روز پچاس رکعت نماز کا حکم
فرمایا تہا لیکن آنحضرتؐ نی حضرت موسی کی مشورہ سی عرض کی کہ عدد
نماز پانچ ہوجائی اور یہ عرض قبول ہوئی حضرتؐ نی بوقتِ مراجعت
جبرئیل کو ہمراہ لیا اور مکہ کو روانہ ہوی اور جب بیت المقدس پہونچے
تو براق پر پہر سوار ہوئی اور اوس سواری پر بحفاظتِ تمام داخلِ
خانہ ہوی بعض مورخین کی کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سفر دور و دراز
ایسی قلیل زمانہ میناوی مین طی ہوگیا تہا کہ جب حضرتؐ بستر سی اوٹہکر
جبرئیل کی ملاقات کو جانی لگی تہی تو اتفاقاً ایک ظرفِ پر از آب پر آپکی
ٹہوکر لگ گئی تہی ہنوز اوسکا پانی زمین تک نہ پہونچنی پایا تہا کہ آپنی
مراجعت فرمائی اور اوس ظرف کو پہر اوسکی مقام پر رکہدیا اس سفر
کا قصہ اون حکایات مین سی ہی جنکی ناقل بوقتِ تحریر فرطِ خوشی سی
بیخود ہوجاتی ہین اور اسکی ناقلین نے جذبۂ ایمان سی عنانِ توسنِ خیال کو
ڈہیلا کردیا ہی اور سفرِ مذکور اور آسمان کو صعود کرنا دونون باتین بہترین
لباسِ حکایات سی پیراستہ اور عمدہ ترین رنگہای داستان سے آراستہ
کی گئی ہین بلکہ تمام قصہ نفیس ترینِ زیورہای خیالی سی مزین کیا گیا ہی
واضح ہو کہ آنحضرتؐ کی اصحاب مین اس سفرِ شب کی بارہ مین بڑا اختلاف
تہا بعضی کہتی تہی کہ یہ سفر سوای خواب اور کچہ نہتا اور بعضی کہتی تہی کہ آنحضرتؐ

بیت المقدس اسی جسم خاکی سی تشریف لیگئی تھی اور وہان سے آسمان پر فقط آپ کی روح گئی تھی اور بعضی کہتی تھی کہ آپ دونون جگہ اسی جسم خاکی سی تشریف لیگئی تھی لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کی قایل تہی اور معلوم ہوتا ہی کہ حضرت[۲] نی بھی اسکی صحت کا انکار نہین فرمایا جس سال مین یہ سفر شب واقع ہوا جسی مسلمان معراج کہتی ہین اور اوس سال کو سال تشریک کہتی ہین اوسی برس بارہ شخص اہل یثرب سے یعنی مکہ مین آئی اور کوہ عقبہ پر جو اوس شہر کی شمال مین واقع ہی آنحضرت ص سی اطاعت اور وفاداری کی قسم کہائی اس قسم کو حلف النسوان کہتی ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہہ نہین ہی کہ اس عہد مین عورتین بھی شریک تھین بلکہ یہہ ہی کہ بعد چند عرصہ کی ایسی ہی قسم عورتون سی بھی لیگئی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ وہ مرتکب سرقہ اور زنا نہ ہون گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین گی (جیسا کہ بت پرستان عرب مین رسم تھا کہ اس خوف سی اپنی لڑکون کو مار ڈالتی تھی کہ مبادا ہم ان کی کفالت نہ کر سکین) نہ غیبت کرینگی اور جو باتین معقول ہون گی اون مین آنحضرت ص کی متابعت کرینگی اور جبکہ مکہ مین حضرت ص کی سفر شب مین مباحثی اور مناظری ہو رہی تھی اودہر مدینہ مین آپ کی تعریفون کی آوازین بلند تھین اور لوگ جوق جوق + آپکی خدمتمین حاضر ہوتی تھی ان لوگون مین سی بارہ شخص حضرت ص نی کچھہ دنون مذہب کو تعلیم کرنیکی لیئ ٹھہرالیے ا فراد ہنین اشخاص کو یعنی بارہ وکیل قرار دیکر شہر مذکور یعنی مدینہ کو ارسال کیا کہ وہان ترویج اسلام

کرین یہ وکیل اس امر مین ایسی کامیاب ہوئی اور ایسی کوشش کی کہ عرصہ
قلیل مین بہت سی باشندگان مدینہ کو مذہب نو کی طرف کہینچ لائی اور
جب ہین آن حضرت نی یہ حال سنا اوس طرف تشریف لیجانیکا عزم بالجزم
کیا آپ خاص کرکے مدینہ اسواسطی تشریف لیگئی تہی کہ آپ کی دشمن
قدیم اور عدو جان ابو سفیان نی ابو طالب کا عہدہ لیلیا تہا اور حاکم
مکہ ہوگیا تہا اور دوسری وجہ آپ کی مدینہ جانیکی یہ تہی کہ قریش نی آپکی
قتل کا ارادہ مصمم کیا تہا اور جلاد نوکر رکہی تہی تاکہ کسی طرح ایسی دشمن
سی جسکا اقتدار اور اختیار روز بروز بڑہتا ہی جاتا تہا نجات پائین جب
آنحضرت پر اس سازش خفیہ کا حال کہلا تو آپ اور آپکا دوست ابوبکر اوس
شب تاریک مین چپکی راہی ہوئی اور علی کو حکم فرمایا کہ تم میری جگہ لیٹ رہو
اور میری چادر سبز اوڑہ لو اون جلادون نے پہلی تو اوس گہر کا محاصرہ کیا اور
بعد اوسکی زبردستی اندر گہس گئی لیکن جب اونہون نی یہ دیکہا کہ بعوض
مقتول مقصود یعنی آنحضرت کی علیؑ لیٹی ہین اور خاموش اور راضی برضا
آلہی اوس مرگ کی منتظر ہین جو اون کی سردار کی لئی تجویز ہوئی تہی تو
اون سب کو یہان تک کہ اون کو بہی جو حضرت علیؑ کی قبیلہ کی تہی اونکی
اطاعت اور جانفشانی پر رحم آگیا اور اون کی قتل سی باز رہی اسی اثنا مین
آنحضرت نی مع اپنی دوست کی ایک غار مین جو غار ثور کہلاتا ہی اور کوہ ثور مین ہی جو مکہ کی
قریب واقع تہا پناہ لی اور تین دن قیام فرمایا اور اس عرصہ مین پسر اور
دختر ابوبکر خبر بہی لایا کئی اور طعام وغیرہ بہی مہیا کرتی رہی جبکہ اسطرحسی یہہ

یہ دونون شخص مخفی تھے تو ابوبکر آنحضرت کو اس خوف عظیم مین دیکھکر بہت
ملول اور مایوس ہوا اور کہنے لگا کہ اب ہم کیونکر بچکر جا سکتے ہین اسواسطے
کہ ہم تو دو ہی شخص ہین آنحضرت صلعم نے جواب مین اوس سے فرمایا کہ ایسا
نہین ہے بلکہ تیسرا شخص بھی ہے وہ خدا ہے اور وہی ہمکو بچائیگا وہ قاتل جو
اب تک تفحص کر رہے تھے اوس غار پر پہونچے لیکن جب یہ دیکھا کہ اوسکے
منہ پر ایک کبوتر کا گھوسلہ ہے اور مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کہ یہ دونون
چیزین آپ کی معجزہ سے وہان پیدا ہو گئین تھین تو وہ سمجھے کہ اس
غار مین کوئی نہین ہے اور اوسطرف تجسس کرنے لگے جب وہ لوگ
چلے گئے تو آنحضرت صلعم اور آپکا رفیق اوس غار سے نکلے اور ایک قریب
کی راستہ سے بحفاظت تمام یثرب مین پہونچے اور بعد ۳ روز کی علی بھی
اون کی عقب مین روانہ ہوئے یہ ۲۹ صفر ثانی جسے ہجرت یعنی جلاوطن
کہتے ہین ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ء عہد خسرو بادشاہ فارس مین واقع ہوا
اور اوس زمانہ مین حضرت صلعم کا سن شریف ترپن ۵۳ برس کا تھا اہل یثرب
نے آنحضرت صلعم کی بڑی خاطر مدارات کی اور اوس شہر کا اسم قدیم بدلکر
آپکی نام مبارک سے ملقب کیا اور مدینۃ النبی کہنے لگے اب مدینہ مین
آپ نے سلطنت اور رسالت دونون عہدے حاصل کیے اور درخت خرما
پر تکیہ کرکے یا منبر سادہ اور بے پوشش پر اپنی قوم کی بت پرستی کی ہجو و
مذمت فرمانے لگے اور سامعین کے دلون مین ایسی سرگرمی اور حمیت
اور جان نثاری اور وفاداری ڈال دیتے تھے کہ قاصدان اہل مکہ

لشکر مین بھی اور بیرون شہر بھی مجبور ہوکر اقرار کرتی تھی کہ واقع مین
اہلِ مدینہ حضرت سے اس اکرام اور احترام سے پیش آتی ہین اور ایسی
اطاعت اور فرمان برداری کرتی ہین کہ خسروانِ فارس اور قیصرانِ
روم کو بھی یہ بات نصیب نہین واضح ہو کہ اتبک تو یہ مذہب تو صرف
عقاید ہی مین تھا لیکن چونکہ اب یہ ضرور ہوا کہ اسکی بنیاد مضبوط اور
مستحکم کی جاوے اور طرق عبادت اور اورادِ رسوم
واجب العمل بھی معین کیے جائین لہذا حضرت نے نمازہای یومیہ اور
اون کی بجالانیکی اوقات اور وہ جہت آسمان کی جس طرف مومنین کو
بوقتِ عبادت متوجہ ہونا چاہیے یہ سب امور مقرر فرمائی اور اسی
زمانہ مین ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی جسکی قطع سے بہت سادگی اور
بی تکلفی پائی جاتی ہی اور جسے حضرت نے اپنی دستِ مبارک سے بنایا تھا
اور یہ رسم بھی جاری ہوا کہ مومنین کو نماز کی لیے موذن طلب کیا کرین
اور موذن ایک مینار پر باواز بلند یہ کہتا تھا خدا بزرگ ہی کوئی خدا
نہین سوا ایک خدا کی اور محمد اوسکی رسول ہین آؤ نماز مین خدا
بزرگ ہی اور اوسکا کوئی شریک نہین اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرت ہی کی
ذاتِ خاص مین اتنی عہدی جمع تھی یعنی سلطنت اجتہاد پیشوائی اور
سپہ سالاری اکثر لوگون نے اقرار کیا کہ آپکو خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہی
اور صحابہ نے آپ سے ایسی وفاداری اور جان نثاری کی کہ کبھی کسیکی
رفقانی یہ بات نہین کی اور یہ لوگ آپکا ایسا احترام کرتی تھی کہ جو جنیر

جسم مبارک سی مس ہو جاتی تھی اوسی بہی متبرک سمجھتے تھے
اگرچہ حضرتؐ کو بادشاہون سی بہی زیادہ تر اقتدار حاصل تھا تاہم آپ
ایسی سادگی اور انکساری سی بسر کرتی تھی کہ اوس سی زیادہ ممکن نہین
چنانچہ عائشہؓ سی روایت ہی کہ آپؐ خود اپنی گہر مین جاروب کشی
کرتی تھی خود چراغ روشن کرلی تھی اور خود اپنی کپڑی سیتے تھے
اور آپ کی غذا اکثر اوقات جو شیر و شہد ہتا ۲ھ اور یہ چیزین بہی مومنین
اپنی مال سی آپکو مہیا کر دیتی تھی لیکن جسطرح آپؐ امور دینی مین
مصروف رہتی تہی اوسیطرح مہمات دنیوی مین بہی مشغول رہتے تہی جب آپکو یہ خبر پہونچی کہ ایک قافلہ اوا ہزار
اونٹ بسرداری ابو سفیان شام سی آتا ہی اور اوسکی حفاظت کیلئی
اہل مکہ نی نوسی پچاس چیدہ سپاہیون کا بہرا بہیجا ہی تو آپؐ نے
نی اوس قافلہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا حالانکہ آپ کی لشکر مین کل تین سو
تیرہ آدمی ساٹہہ اونٹ اور دو گہوڑی تہی آپنی قریب چاہ بدر جو مکہ
کی راہ مین قریب بحر قلزم کی واقع ہی مورچہ کیا اور ہنوز آپؐ صفوف
جنگ آراستہ نہ کرچکی تہی کہ سامنے سی پہلی ٹکڑی فوج مکہ کی نمودار
ہوئی لیکن چونکہ وہ لوگ نشیب مین تہی لہذا اونکی فوج کی کثرت
نہ معلوم ہوتی تہی حضرتؐ جانتی تہی کہ اب مقام خوف ہی اور یہ بہی
خوب سمجہی ہوئی تہی کہ اسلام کی ترقی اور تنزل اسی لڑائی کی فتح
اور شکست پر موقوف ہی لہذا آپؐ نے دست مبارک بسوئی آسمان
بلند کیئی اور بکمال خضوع و خشوع یہہ دعا مانگی اے مالک میری مین

[illegible]

کهینچی عرض کرتا هون که اپنی وعدهٔ نصر و فتح کو بهول نه جائیو خداوندا
اگر یه فوجِ قلیل شکست پائیگی تو بت پرستی کو غلبه هوجائیگا اور
تیری عبادتِ صادق و خالص تمام روی زمین سی جاتی رهیگی
جب آپنے یه دعا مانگی تو جنگِ عظیم هوئی اور اثنائی لڑائی مین آپکی
بهنچهائی سرخ اور به آوازِ بلند فرمایا که دروازه هائی بهشت کهلی هین
اوس شخص کے لیئے جو راهِ خدا مین شهید هوا اور پهر بآوازِ بلند فرمایا
که فرشتی هماری طرف هین مین اونهین آتی دیکهتا هون دیکهو مین
جبرئیل فرشته کو دیکهتا هون که اپنی گهوڑی حسوم کو طلب کررهی
هین اور یه تیغِ خدا هی جو اونهین قتل کررهی هی بعد ازان حضرتؐ
جهک گئی اور ایک مشتِ خاک اوٹهاکر اهلِ مکه کی طرف پهینکی اور
به آواز بلند فرمایا آن کی چهرے پریشان هوجائین مسلمانون کی
حمیت اور شجاعت کا مقابله کفار نه کرسکے اور حضرتؐ نی یه فتح و ظفر
مدینه کو مراجعت فرمائی اور جو غنیمت هاته آئی تهی اپنی اصحابِ
وفادار مین برابر تقسیم کردی قرآن مین اکثر مقامات پر جنگ بدر کا ذکر هی
اور اسی لڑائی کی فتح سی حضرتؐ کو اتنی کامیابیان حاصل هوئین
جنگِ بدر کی دوسری برس یعنی سنه ۳ه مین ابو سفیان اور اور
قریش نی ازراه عداوت تین هزار آدمی کا لشکر میدانِ جنگ مین
حضرتؐ کی مقابله کو جمع کیا ابو سفیان سردارِ لشکرِ کفار مدینه سی چهه میل
تک بڑه آیا اور حضرتؐ سی همراهی نو سی پچاس مومنین کو واسطه مقابله

کیا لشکر قریش حلقہ باندہ کی آگی بڑہا اور یمین فوج کا سردار خالد تھا جو شجاع ترین اور مہیب ترین عرب تصور کیا جاتا تھا آنحضرت صلعم نے اپنا لشکر بڑی ہنر اور عقلمندی سی آراستہ کیا اور پہلی تو آپ کی فوج غالب آئی اور قلب لشکر مخالف مین گہس گئی لیکن طمع غنیمت ایسی دامنگیر ہوئی کہ اون کی صفون مین بی انتظامی اور پریشانی پڑ گئی اور دفعتہً خالد نی جناح اور خلف لشکر اسلام پر حملہ کیا آنحضرت صلعم کی روئے مبارک پر زخم تیرہ لگا اور دو دندان مبارک ایک پتہر سی شہید ہوئی خالد نے باواز بلند پکارا کہ حضرت صلعم قتل ہو گئی اور زمین پر پڑی ہین یہ ادا خالد کی مسلمانون نی جو سنی تو اونمین ہل چل پڑ گئی اور سب بہاگ گئی اور اتنا بہی نہ ٹہری کہ خبر شہادت حضرت صلعم تو تحقیق کر لیتی سوای چند اصحاب جان نثار کی جو حضرت صلعم کے گرد جمع ہوی اور کسی گوشۂ امن مین آپ کو لیگئی اس معرکۂ شدید و عظیم مین حضرت علیؓ نی ایسی شجاعت اور جوانمردی ظاہر کی کہ اس کی انعام مین آنحضرت صلعم نی اپنی دختر محبوبہ فاطمہؓ کو اون کی عقد مین دیا یہ (خاتون معظمہ حسن و جمال اور زہد و تقوی مین اپنا مثل نہ رکہتی تہین یہان تک کہ عرب نی چار زنان صالحہ و طاہرہ یعنی زن فرعون مریم اور خدیجہ مین چوتہا انہین قرار دیا تہا اس عقد کے ایک برس کی بعد آنحضرت صلعم نی عید رمضان معین کی قریب اسی زمانہ کی چند قبایل عرب نے یہ حیلہ کر کی کہ ہمنی اسلام قبول کیا ہی حضرت سی عرض کی کہ وہ شخص اپنی صحابہ مین سے

[illegible] نزدیک تھا اور اسکی واسطے سزای قتل تھی چنانچہ ... ۲۱ القعدہ ... کے فتوی کا ... پکڑ گذشتہ ... ۱۲۲۹ ... پس اس شخص کی نیز امین اور سپرد قتل کا فتوی دیا گیا اور یہ فتوی ۲ جولائی کو عمل مین آیا پس اب راقم پوچھتا ہی کہ ان نیت اور تہذیب شرع محمدی مین ہی یا شریعت مسیح مین فقط

۴۶

ارسال فرمائی کہ ہم لوگونکو آپ کی مذہب کی عقائد تعلیم کرین لیکن جو
یہ صحابی اون کی سرحد مین داخل ہوئی سبکو بیرحمی سی قتل کیے
گئی مقتل اور مخالفین کی یہود بہی ہر طرح سی اس مذہب کی مقابلہ
کی درپی ہوئی اور ہمیشہ حضرتؐ کی قتل کی تدبیرین کیا کرتی تہی
لیکن آپ کی ایمان اور استقلال اور ہوشیاری سی کوئی تدبیر نہ
چل سکی اب تو حضرتؐ نی ایسا اقتدار حاصل کرلیا تہا کہ شرابخواری
موقوف کرادی اور فرمایا کہ جو سچی مسلمان ہین شیرۂ انگور سی نفرت
اور کراہت کرینگی چونکہ اوس زمانہ مین اسلام لاکہا دشمنان قوی
مین گہرا تہا لہذا یہ درستی اخلاق (یعنی ممانعت شرابخواری) واجب
تہی تاکہ مسلمان اون دشمنون کی حملون سی نہ دب جائین العیاذ اونکی
افعال وعادات زشت نہ اختیار کرلین آب قریش بہی یہودیون سی
مل گئی تہی اور بہت سی قبائل عرب بہی صحراون سی آگئی تہی یہان
سب فوجون نی اکٹہا کرکی مدینہ پر چڑہائی کی جہان مسلمان اون کی
آمد کی منتظر تہی اور سوائی ایک شخص (یعنی آنحضرتؐ) کی استقلال
کامل اور حمیت لازوال اور جرأت وشجاعت غیر مغلوب کی اور کوئی وسیلہ
نرکہتی تہی محاصرین کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور ہر حملہ کی بعد حضرتؐ
ظفریاب رہی یہان تک کہ دشمن محاصرہ سی باز آئی اور حضرتؐ مع
لشکر ظفر پیکر فتح بنی قریظہ کو روانہ ہوئی اور بعد چند روز کی جنگ کی
انہون نی بہی شکست فاش دی اتحفظی نرہی کہ چند روز بعد فتح بنی قریظہ

حضرت کو دشمنون نے ازراہِ عداوت ایک تہمت آپ کی نسبت کی اور اوسکا ذکر اس مقام پر تذکرہ کرنے کی لیے ضرور ہے وہ تہمت یہ تہی کہ آنحضرت نے اپنی متبنی کی زوجہ مطلقہ سے عقد کیا لہذا مرتکب جرم عقد از محرمات شرعیہ ہوئے راقم کہتا ہے کہ حقیقت امر یہ ہے کہ بڑی مدت پیشتر رواج اسلام کی عرب مین یہ رسم تہا کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً اپنی زوجہ کو لفظِ مادر سے پکارتا تہا تو پہر اوس سے مباشرت کرنیکا مجاز نہ رہتا تہا اور اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو لفظِ پسر سے پکارتا تہا تو وہ لڑکا اوسوقت سے اون حقوق کا مستحق ہوجاتا تہا جو پسر صلبی کی ہوتے ہین لیکن جبکہ بعد رواجِ اسلام کی یہ دونون رسوم مذکورہ قران مین منسوخ کیئے گئے لہذا ہر شخص مجاز تہا کہ اپنی زوجہ سے مباشرت کرے بعد اسکے بہی کہ وہ اوسے لفظِ مادر سے پکار چکا ہو اور اپنی متبنی کی زوجہ سے بہی کہ بعد مطلقہ ہونیکی عقد کرسکتا تہا چونکہ حضرتؐ ایک عورتِ مسماۃ بہ زینب کی بہت عزت کرتی تہی لہذا آپنی اوسکا عقد ایک جوان مسمی بہ زید سے کہ اوسکی بہی ویسی ہی قدر کرتی تہی کردیا شوہر اور زوجہ مین نا اتفاقی ہوئی اور زید نے طلاق دینے کا ارادہ کیا اور ہر چند آپ مانع ہوئے لیکن نہ مانا ازبسکہ یہ حضرت کی نسبت یہ الزام عائد ہوتا تہا کہ آپ ہی کی مہربانی سے یہ عقد ہوا تہا اور زینب کی رنج اور مصیبت پر بہی آپ کو ترس آگیا لہذا اس الزام سے برأت اور اس غم والم کی مکافات آپ سے اور نہ ہوسکی سوا اسکی کہ زنِ مذکورہ کو بعد زید کے طلاق

ویتی لی اپنی حبالۂ عقد مین لائین اور یہ امر آپنی بڑی مشکل سی کیا
اسواسطیکہ آپ ڈرتی کہ مبادا وہ قبایل عرب جنمین رسم مذکور ہنوز
باقی ہی متہم بہ عقدِ محرماتِ شرعیہ کرین لیکن پاس اور خیالِ
حکمِ الٰہی ان سب قباحتون پر غالب گیا اور آپنی زینب سی عقد کرلیا
بعد سکی ہولی ایک اور ختم جنگ کی جو چند قبایل عرب سی ہوئی تہی +
عایشہ آپکی زوجۂ محبوبہ کی نسبت یہ تہمت کی گئی کہ ایک افسرِ جوان
مسمی بہ صفوان سی مرتکبِ فعلِ شنیع ہولی لیکن اوس عورت کی
حقیقتِ حال ایسی صاف صاف اور طراری سی بیان کی اور اسکی
گریہ اور حزن کا ایسا غلبہ ہوا کہ حضرتؐ کو اوسکی برات کا یقین ہوگیا
اور جن لوگون نی اسپر تہمت کی تہی ہر شخص کو اسی اسی درّون
کی سزا ملی جب آنحضرتؐ نی یہودانِ قرب و جوار مکہ پر حملہ کیا اور اونپر
یہ درشتی پیش آئی تو اونہون نی اہلِ مکہ سے مدد طلب کی اور ایک فوج
قوی اعانت کی لیئ حاصل کر کی مدینہ پر چڑہائی کی چونکہ آنحضرتؐ
شکستِ جنگِ اُحد سی ہوشیار ہو چکی تہی لہذا ایک صحابیِ فارسی کی
مشوری سی گرد شہر کی حفاظت کی لیئ خندق کہودوائی اور خندق کی
باہر دشمن کو لوٹنی دیا اور کچہ تعرض نہ کیا بعد ازان فوجِ مخالف
محاصرۂ شہر کو چلی لیکن ازبسکہ وہ لوگ بہت سی حملون مین پس پا
ہی ہو چکی تہی اور آپس مین پہوٹ ہی پڑ گئی تہی لہذا اونہون نی
اپنی خیمی اوکہاڑ لیئ اور جہان سی آئی تہی وہان پہر گئی یہ لڑائی

جسی جنگ خندق کہتی ہین سنہ ۶۲۶ ۶۲۵ء مین مطابق سنہ ۵ ہجری کی واقع
ہوئی بعد جنگ مذکور آن حضرتؐ نی دشمنون کو قید کر لیا اور قلعہ ای
ناقت اور ایلوقب لی لیی اور بعد مقابلہ شدید قلعہ خیبر بھی
فتح کرلیا اور اس شہر مین حضرتؐ بی جانی ہوی اوس آفت کی
جواب پڑا نیوالی تھی داخل ہوئی وہ آفت یہ تھی کہ ایک زن یہودیہ
جسکا بھائی باپ شوہر اور اور اقربا ان لڑائیون مین مارے گئی تھی
غلبہ خواہش معاوضہ اور مکافاۃ سی حضرتؐ کی قتل پر آمادہ ہوئے
تاکہ اپنی قبیلہ اور خاندان کی دشمن کو غارت کردی اور اسواسطے
اوس عورت یہودیہ نی تھوڑا سا گوشت بُز تیار کیا اور اوسمین
سم قاتل ملادیا اور جب حضرتؐ شب کو کہانا نوش فرمانے لگے تو
گوشت مسموم آپ کی آگی رکھہ دیا اور ایسی باتین کین کہ اوسکی
عداوت اپؐ پر ظاہر ہوئی بعد مین آپ نی پہلا لقمہ تناول کیا اور فرمایا
آپ چلائی دیکہو دیکہو اس گوشت مین زہر ملا ہی ایک شخص آپ
کی اصحاب مین سی بشر نامی جنہون نی آپ سے بھی زیادہ اوس
گوشت مسموم مین سے کھایا تھا دفعۃً زرد ہو گئی اور اون کی دست وپا
مین طاقت حرکت نہ رہی یہان تک کہ انتقال کیا اور اس گوشت
کی کہانی سی حضرتؐ بھی درد شدید اور جانکاہ مین مبتلا ہوئی اور
فوراً آپؐ نی اپنا اور اون لوگون کے جو اوس کہانی مین شریک
ہوئی تھی مابین الکتفین فصد کھلوائی جب اوس زن یہودیہ کو

بلاکر اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اوسنے بیخوف ہو کر جواب دیا کہ آپ (محمد صلعم) نے میرے
باپ بھائی اور شوہر کو قتل کیا ہے تب اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ شخص واقع
میں نبی ہے تو آگاہ ہو جائیگا کہ یہ گوشت مسموم ہے لیکن اگر یہ جھوٹا
اور حیلہ باز ہے تو ہم لوگ اس سے نجات پاوینگے اور یہودی بھی سرسبز
ہو جاوینگے تو عورت فوراً قتل کی گئی اور بعد اوسکے حضرت بہت دن تک
علیل رہے اور چونکہ آپنے اوس زہر کے اثر سے صحت کامل کبھی نہیں
پائی لہذا اس امر میں کچھ تعجب نہیں کہ آپ یہودیوں پر ایسی غضبناک ہوئی
کہ بہت سے قریون نے اون کی بلا شرط آپ کی اطاعت قبول کی اس سبب سے
حضرت کی حکومت بخوبی مستحکم اور مضبوط ہو گئی اور ہر طرف سے لوگون نے
آپکو باہم مشارکت دیا اور اون کی دلون پر قرات قران مجید کا ایسا اثر ہوتی
تہا کہ اکثر مقامات میں اونہون نے حضرت کے ساتھ [illegible] کی گفتگو کی
ہر مسلمان کامل الایمان کو بصدق دل اور خلوص نیت یہ آرزو بڑی مدت سے
تھی کہ اوس کعبۂ قدیم اور مقدس کی زیارت سے مشرف ہوجے جسکی طرف
نماز پڑہتے میں نظر بندگی سے دیکھتے ہیں اور حضرت نے بھی اس امر میں انہیں
ترغیب دی اسواسطے کہ آپ کو بڑی کد تھی کہ مکہ کو فتح کریں اور وہان کے
لوگونکو مسلمان کریں اور اوس شہر میں بفتح و ظفر و بشان و شکوہ
داخل ہون جہان ایسی ایسی ذلتیں اوٹھائی تھین اور ایسی ایسی مصیبتون مین
مبتلا ہوے تھے لہذا آپ لشکر اسلام ساتھ لیکر بجانب تمام حج خانہ کعبہ کو روانہ
ہوے لیکن ارادہ جنگ کسی سے نہ ظاہر کیا اور اگرچہ ہر منزل پر کفار نے

مقابلہ کیا تاہم آپ مع ہزار مسلمانون کے بقصد فتح وظفر مکہ کو روانہ ہوے بعض اہل مکہ خفیہ مسلمانون کے شریک ہوگئی تہی اسواسطے کہ ایک تو حضرت کی نام ہی سے وہ لوگ خایف ولرزان تہے اسپر یہ طرہ ہوا کہ آپ کی معجزات وکرامات بہی سنی تہیں (ان باتون کا یہ نتیجہ ہوا کہ) سب سے پیشتر قریش ہی نے شروط صلح پیش کیئی اور آخر الامر اون مین اور مسلمانون مین مصالحہ ہوگیا شروط مصالحہ یہہ تہی شرط اول فریقین معاہدہ کرتی ہین کہ تیس برس تک آپس مین جنگ ملتوی رہے اور فریقین اس عہد کا ایفا کرینگے شرط دوم قبایل عرب کو اختیار رہے کہ چاہین آنحضرت کے شریک ہون چاہین اہل مکہ کی شرط سوم حضرت اور آپکی اصحاب اسی سال مین حدود مقدسہ مکہ سے باہر چلے جاینگے شرط چہارم مسلمانون کو اجازت ہی کہ اسی سال مین مقامات مقدسہ مسمی بہ البیت کی زیارت کرین شرط پنجم - اہل اسلام سوا تلوار کی اور کوئی ہتہیار باندہ کی مکہ مین نہ داخل ہون اور تلوار بہی ہو تو میان مین شرط ششم مسلمان اس شہر مین تین دن مقام کرین اور کسی شخص پر شہر چہوڑ دینے کا جبر نہ کرین سب کامیابیون مین حضرت کی صلح مذکور بڑی کامیابی تہی اسواسطیکہ اس صلح کی سبب سی دین اسلام مدینہ مین ایسا مستحکم ہوگیا تہا کہ اب آپ کی وہان رہنے کی کچہہ ضرورت نہ تہی بعد فتح مکہ آپ حسب احکام قران حج بجا لائے اور حجر الاسود کے قریب کہڑے ہو کر بآواز بلند خدا ئی برحق کا نام لیا اور تین سو ساٹہہ بتون کو بیخ و بن سے اوکہاڑ ڈالا

سال عربی مین ۳۶۰ دن ہوتی تہی اور ہر ہر دن ایک بت کے مخصوص ہوتا تہا اور ہیت آدمی اور عقاب اور شیر اور [illegible] کے مشابہ تہی اور ان سب مین [illegible] بڑا [illegible] اور مشہور تہا اور ایک شاخ [illegible] کا بنا ہوا تہا اور اسکی ہاتہ مین سات تیر تہی اور ان سے فال [illegible] اور طرح طرح کی علامات قرار دیتی [illegible]

باب سوم

سال ۷ ہجرت مین تمام اطراف و جوانب سی قاصد مکہ و مدینہ مین آئی اور اپنی
اپنی بادشاہون کا پیام اطاعت حضرت کو دیا۔ بادشاہ حبش نے جسکے پاس
حضرت نی ایک خاص قاصد بہیجا تہا یہ مضمون جواب مین لکہا شکر ہے
اوس خدا کا جو بادشاہ مقدس مومن صادق قوی نگہدار اور نجات دہندہ
ہے مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکے رسول ہین پیغمبر خدا
نی مجہہ لکہا ہے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کا عقد میرے ساتھ کردے اور مین
خوشی سے اونکا ارشاد بجا لاتا ہون اور چار ہزار دینار اوسکا زر مہر دیتا ہون
اسی زمانہ مین آنحضرت نی ایک مہر کہدوائی اور اوسپر یہ نقش کروایا محمد رسول الله
یہہ مہر اون خطوط پر ثبت کی جاتی تہی جو آپ جا بجا کے بادشاہون کو
تحریر فرماتے تہے اور اونہین دین اسلام کی دعوت کرتے تہے چنانچہ پہلا
نامہ آپنے باذان حاکم یمن کو لکہا اور اوس مین یہ بہی لکہدیا کہ یہ خط خسرو
بادشاہ فارس کو ارسال کیا جائے خسرو نے وہ خط پارہ پارہ کرڈالا اور
باذان کو لکہا کہ یا حضرت کا کچہ علاج کرے کہ دعوی پیغمبری سے باز آوین
یا آپکا سر کاٹکر بہیجدین جونہین حضرت نی اس ذلت کی خبر سنی بآواز بلند فرمایا
اسی طرح اللہ خسرو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور اوس کی
جانشین نہ ہونگے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد خسرو کو اوس کے
بیٹے شیرویہ نے مارڈالا اور باذان حاکم یمن مع اپنی رعایا کے
اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت نی اوسی اوسکے ملک کا بدستور حاکم

اور کہا مورخین عرب لکھتے ہیں کہ ایک نامہ حضرتؐ نے ہرقل سلطان روم
کو بھیجا اور اوسنے وہ خط بڑی تعظیم و تکریم سے لے لیا اور اوسی اپنے
ہمراہ ایک قاصد مع تحفہ ہای بیش قیمت حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور
دو بادشاہ یعنی شاہ عمان اور اوسکے بھائی طلب حضرتؐ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تاکہ آپ کی سامنے اسلام سے مشرف ہوں راقم کہتا ہی
کہ ایسی کامیابیوں کا سبب اس امر سے خوب دریافت ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ
کی عادات اور اخلاق ہی پسندیدہ نہ تھے اور صرف آپ تلوار ہی کی
دھنی نہ تھی بلکہ آپ ایسے فصیح و بلیغ بھی ایسے تھے کہ لوگ آپکا ارشاد بلا عذر بجا لاتے تھے
اور جو کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوتے تھے وحی کی تاثیر رکھتے تھی
اور عرب کی دلوں پر نقش کالحجر ہو جاتے تھے اور ایک شخص دوسرے سے
نقل کرتا تھا دوسرا تیسری سے یہاں تک کہ بڑی بڑی دور پہونچ جاتی تھی
جو کتاب حضرتؐ نے عرب اور اور باشندگان ممالک مشرقیہ کو دی ہے وہ
بھی وعدون سے بھرے ہوئی ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ جسمیں عمل
قلیل کا حکم اور ثواب کثیر کا وعدہ ہے اور وہ اصول اور کلیات اوسمیں ہے
بیان ہوتے ہیں جنکی طرف ہر چیز رجوع کرتے ہے اور جنمیں کلام ہنوز نہیں
ہو سکتا ہنوز حضرتؐ مکہ اور مدینہ میں سلطنت قایم کر رہے تھے کہ اس بات
کی درپئے ہوئے کہ گرد و نواح کے ملک کو مغلوب کریں لیکن جو قاصد
آپنے حاکم شہر [illegible] جو قریب شہر دمشق کے واقع ہے) کو بھیجا تھا قید
کر لیا گیا اور اوسی شہر [illegible] نے قتل کیا جو ایک قبیلۂ عرب نصارا کا امیر تھا

اوراس

اور ہرکیولیس بادشاہِ یونان کی رعیت تھا ہرچند کہ اس قاصد کی مارے
جانے سے کچھ ایسا نقصان تو آپکا نہین ہوا لیکن البتہ ذلت بڑی ہوئی
پس فوراً تین ہزار آدمی کا لشکر تیار ہوا اور آپ نے انھین ترغیب دی کہ
راہِ خدا مین جرات اور جوانمردی ظاہر کرین اور بکمالِ فصاحت فرمایا کہ جو شخص
تم مین سے فتح پائیگا دنیا کی خوشیان حاصل کریگا اور جو شہید ہوگا عقبیٰ مین
نعماتِ بہشت سے متلذذ ہوگا اور ساتھ ہی اس کی اپنی فوج سے حضرتؐ نے
یہ بھی فرمایا کہ ملکِ مفتوح کو خزینہائے شاہی سے غنیمت لینا لیکن خبردار
غربا کا مال ظلم سے نہ لوٹ لینا اور میرے نقصانون کے عوض گوشہ نشینون
اور بیگناہون کو نہ ستانا بلکہ عورتون کے ضعف پر رحم کھانا اور اونہین
چھوڑ دینا اطفال شیرخوار کو نہ ہاتھ لگانا اور اون لوگون سے بھی نہ تعرض
کرنا جو چند روز مین اس دنیای فانی سے کوچ کرنیوالی ہون اور جو لوگ
وہان کی بستے بر سر مقابلہ نہون اون کی گھرون کو نہ ویران کرنا اور اون کی
اسباب بسر اوقات کو نہ برباد کرنا اور اون کو درختہای میوہ دار کا خیال رکھنا اور
درختہائے خرما مین نہ ہاتھ لگانا اسواسطیکہ یہ درخت بسبب سایہ داری اور شادابی
کے اہلِ شام کو بہت مفید اور عزیز ہین *
چونکہ یونانیون کا لشکر بہت زیادہ تھا اسواسطیکہ مع فوج عرب اون کی طرف
قریب سو لاکھ آدمی کی تھا لہذا پہلی حملہ مین تو اہل اسلام پس پا ہوگئے اور
افسران فوج مین سے تین شخص یعنی زید جعفر اور عبد اللہ جو اسوقت
مقرر کیے گئے تھی کہ اگر ایک شخص انمین سے مارا جائے تو دوسرا اوسکی

جگہ پر آ جاتے تھے پی در پے شہید ہوئی زید بڑی بہادری سے لڑے اور
سب سے آگے کی صف مین شہید ہوئے حضرت جعفر بھی ایسی جوانمردی
سے لڑے کہ اون کی شہادت یادگار ہی چنانچہ جب اون کا داہنا
ہاتھ کٹ کر گر پڑا تو علم ہدایت شیم بائین ہاتھ مین لے لیا اور جب
بایان ہاتھ بھی کٹ گیا تو اوسی دستہای خون آلود سے سینہ سے
لگا لیا یہانتک کہ پچاس زخمہای کاری کہا کر شہید ہوئے اور بڑا نام
کر گئی عبداللہ نے جعفر کی جگہ پر آکر اپنی لشکر سے چلا کر کہا آگے بڑھو
آگے بڑھو یا تو ہمنے فتح پائی یا بہشت ہمارے ہاتھ آیا ایک یونانی
سپاہی نی ایک ہی نیزہ مین اونکا وار ایسا رد کیا کہ کام ہی تمام
کر دیا لیکن جب نشان گرنے لگا تو خالد نے دوڑ کر اپنی ہاتھ مین
لے لیا یہ شخص (یعنی خالد) نو مسلم تہا اور اسقدر لڑا تہا کہ نو ۹
تلوارین اسکے ہاتھ مین ٹوٹی تہین فوج نصارای نی لشکر اسلام کو
دبا ہی لیا تہا لیکن اس شخص نے بڑی جوانمردی سے اونھین
روکا اور پس پا کیا آخرالامر مسلمان فتحیاب ہوئے اور چونکہ خاص
کر کے خالد کے ہنر اور جوانمردی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی لہذا
اسکے انعام مین حضرت نے اوسے سیف اللہ کا خطاب دیا
سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ قریش مین اور انحضرت ص مین مصالحہ
ہوا تہا لاکن چونکہ قریش نے عہدشکنی کی اور آپ ص کے دشمنون کو مدد
دی لہذا ضرور ہوا کہ آپ اپنی اطاعت اون سے قبول کرائین بعد

درست کرنے سامان ضروری کی آنحضرت مع دس ہزار آدمی بقصد جنگ
مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن ایک فریب خانگی اس مہم کے سرہونے
مین مخل ہوا وہ فریب یہ تہا کہ ایک شخص مسمے بہ حاطب بن ابی لونڈی سارہ
کو ہاتہ ایک خط اہل مکہ کو باین مضمون بہیجا کہ تم لوگون پر ایک بلا آنیوالی ہے
پس خبردار رہنا لیکن حضرت علی نے اس امر کی اوسی وقت اطلاع پائی اور
گہوڑے پر سوار ہوکر اوس قاصدہ کا تعاقب کیا اور اوسے گرفتار کر لیا
لیکن اوس عورت نے علی سے کچہ خوف نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی
خط نہین اور ہر وقت تلاشی کے بہی کوئی خط اوسکے پاس نہ نکلا پس اوس عورت
کے فریب پر حضرت علی بہت غصہ ہوئے اور ذوالفقار نیام سے
کہینچکر اوس کی سر پر مارا ہی چاہتے تہے کہ وہ شدت خوف سے تہرانی لگی
اور اپنے بال کہولدیئے اور اوسکے بالوں سے ایک خط گرا جسکا یہ مضمون
تہا کہ یہہ خط حاطب بن ابی کی جانب سے اہل مکہ کو پہونچے بحکم اللہ
آگاہ ہو کہ پیغمبر خدا لوگون پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہین پس ہوشیار رہو
آنحضرت نے اسقدر جلد کوچ کیا کہ ہنوز قریش کو آپ کی آمد کا وہم و گمان نہ تہا
کہ آپ دروازہ مکہ تک پہونچ گئے اہل شہر نے بدون کسی شرط کی
آپ کی اطاعت قبول کی اور آنحضرت لباس سرخ پہنے ہوئے اپنے
ناقہ قصوا موسومہ القصوی پر بڑے شد و مد سے داخل شہر ہوئے ابو سفیان
آپ کے سامنے پکڑا آیا اور بشرط قبول اسلام جان بخشی پائی بعد ازان
آنحضرت آگے بڑہے کہ اپنے ہاتہ سے کعبہ کے بتون کو توڑین اور ساتہ

مرتبہ طوافِ حرم کرکے یہ کلمۂ طیبہ زبان مبارک پر جاری کیا خدا ایک ہے اور
محمدؐ اوسکے رسول ہین بعد ازان پانی پینے کو چاہ زمزم پر تشریف لیگئے
یہ وہی کنوان تہا جو فرشتہ نے ہاجرہ کو اوس صحرا مین دکہایا تہا بعد اس کی
آپنے حضارِ مجلس کے سامنے قرآن کا اٹہائیسوان سورہ تلاوت کیا جب
آنحضرتؐ نے پہلے پہل خانہ کعبہ مین موذن کی آواز سنی کہ لوگون کو نماز مین
طلب کرتا ہے اور جب آپؐ نے دیکہا کہ ٹوٹے ہوئے بتون کی ٹکڑے
پہینکدیئے گئے اور سب لوگ آپ کی گرد اگرد کہڑے ہوے اوسوقت آپنے حضار سے
خطاب کرکے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو اون سب نے بکمالِ عجز و انکسار عرض
کی کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ مثل والد کے ہمسے پیش آئین حضرتؐ نے
فرمایا جاؤ خدا اپنی رحمت تمپر نازل کریگا اس اثنا مین قبایلِ ہوازن
اور قریش جنکا سردار مالک تہا اپنے بتانِ متبرک کو شکستہ دیکہکر بڑے
طیش مین آئے اور مسلح ہوکر میدانِ خیبر مین جو مکہ سے تین میل کے
فاصلہ پر واقع تہا بقصدِ جنگ صف آرا ہوئے حضرتؐ کی لشکر مین مع دو ہزار
اہلِ مکہ جو اونہین دنون مین اسلام سے مشرف ہوے تھے بارہ ہزار آدمی
تھے اور بسبب کثرت کی ان لوگون کو یقین تہا کہ ان چند قبایل پر بآسانی
تمام فتحیاب ہونگے لیکن لشکرِ مخالف نے دفعۃً ایسا دہاوا کیا اور ایسی بوچہار
تیرون کی کردی کہ فوجِ اسلام پر خوف چہا گیا اور قریب تہا کہ اون کے پاون
اوکھڑ جاوین پس ایسی ہنگام مین خدا سے دعا مانگنا یا فرشتون کی
مدد طلب کرنا کافی نہ تہا بلکہ اور تدبیرین بہی ضرور تہین اور درست چالاک الطبیعت و ذہین

منتظم کا کام تھا لہذا حضرتؐ خود فوجون کے دل مین گھسگئے اور اپنی شجاعت
اور جرأت سے اپنے لشکر کو فرار ہونے سے روک لیا اور آخر الامر فوج اعدا کو
شکست دی لشکر اسلام نے نہایت چالاکی سے بڑہی دور تک کفار کا تعاقب
کیا یہانتک کہ بنی ہوازن نے اطاعت قبول کی اور اپالک نے مذہب نو
اختیار کیا اور اوسکے لوگون نے بھی اوسکی پیروی کی چھہ ہزار قیدی چوبیس ہزار
گھوڑے چار ہزار دینار اور اسی قدر درہم فتاح کے ہاتھ لگے اور یہ غنیمت
عظیم ہنوز تقسیم نہ ہوئی تھی کہ کفار کے وکیل آئے اور بکمال الحاح وزاری حضور نبی
عرض کی کہ اتنے گھرون کو نہ برباد کیجیے پس حضرتؐ نے اپنی اصحاب کو جمع
کرکے یہ چند کلمات اون سے ارشاد کیے اے مسلمانو تمھارے بھائی
توبہ اور ندامت کرنے کو تمہارے پاس آئے ہین اور مجھ سے عرض
کرتے ہین کہ ہمارے باپ و ماں اور لڑکون کو رہا کردیجیے اور ہمارا
مال و اسباب ہمین دلادیجیے پس مین انکا سوال رد نہین کرسکتا اور اگر
تم بھی اون کی التجا قبول کروگے تو مین دل سے تمہارا ممنون و مشکور ہونگا
لیکن اگر تم مین سے کسی شخص کو اگر اپنی نقصان کا خیال ہو تو وہ نقصان
بیان کرے مین اقرار کرتا ہون کہ اوسکی مکافاۃ اور کسی لڑائی مین کردونگا
جسمین خدا ہمین اس سے بھی زیادہ غنیمت عنایت کریگا جبتک آپ نے یہ
کلام تمام کیا کسی نے دم نہ مارا اور مال غنیمت کفار کو واپس دیا گیا اور
قیدی رہا کردیے گئے اور ظلم و تعدی کے عوض مین عدالت اور انصاف
کیا گیا بعد اس لڑائی کے بہت سے شیوخ قبایل عرب حضرتؐ کی خدمت

مسلمان ہونیکو آئی اونہین سے مسیلمہ والی یمن بہی تہا عجب یہ شخص نامی
طماع اور بی ایمان اپنی ملک کو بازگشت کرنے لگا تو حضرت صلعم کی فتح کی خبر
سنکر لالچ مین آیا اور یہ نہ خیال کیا کہ پیغمبری کیواسطے عقل سلیم اور ادراک کامل
شرط ہے اور نبوت کا دعوی کیا اور یہ خط آنحضرت کو لکہا از مسیلمہ پیغمبر خدا
بنام محمد رسولخدا میری عرض آپ سے یہ ہے کہ نصف دنیا مجھے دیجیے اور
نصف آپ لیجیے حضرت نے یہ جواب لکہا از محمد رسولخدا بنام مسیلمہ کذاب واضح
ہو کہ زمین خدا کی ہی وہ جسے چاہے اوسکا وارث کرے سال دہم ہجری مین
آنحضرت نے علی کو ملک یمن مین بہیجا کہ وہان دین اسلام رواج دین منقول
ہے کہ تمام قبیلہ ہمدان ایک دن مین مسلمان ہو گیا اور اون کی دیکہا دیکہی
سب باشندون نے اوس صوبہ کے اسلام قبول کیا سوای قبیلہ نجرم کہ جنہون نے
بسبب عیسائی ہونے کے جزیہ دینا قبول کیا پس اسطرح سے اسلام
حضرت صلعم کی حیات ہی مین تمام عرب مین قایم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ و بن
نہ باقی رہی راقم کہتا ہی کہ ایسی کامیابی حضرت صلعم کو بسبب شجاعت اور
قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تہی بلکہ اس کی یہ وجہین تہین کہ آپنے
مذاہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب و مفتوح کیا اور
وہ مذہب مروج کیا جو انبیاء سابقین یعنی ابراہیم و موسی و عیسی کا مذہب تہا اور
طریقۂ آداب و اخلاق آنحضرت صلعم بہی بہت مستحسن اور ممدوح تہا اس زمانہ
کے عیسائی اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لیکن حق تو یہ ہے کہ اون
طریقون کی نسبت جو اوس زمانہ مین عرب مین جاری تہے یہ طریقہ بہت اعلی

اور پاک ملکہ خود طہارت اور پاکیزگی ہی علاوہ ان سب باتون کی یہ امر قابل
غور ہے کہ چون کہ آنحضرت صلعم کی اہل وطن یعنی عرب بڑی مدت سی مقاتلہ اور
مجادلہ کیا کرتے تھی لہذا اون لوگون مین غصہ اور حرارت ایسی بڑھ گئی تھی کہ
دشمن سے بانتقام لینے ندر ہتی تھی پس اس غرض پسندیدہ سے کہ اونکی
شہوت نفسانی حد اعتدال سے نہ تجاوز کر جائے آن حضرت صلعم نی ایسی شریعت
جاری کی جسمین قبل تحقیقات اور منظوری حاکم شرع اور صدور فتوی بالانصاف
انتقام جرم ممنوع ہی پس اکثر عرب نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور چون کہ
اب لوگون کو مذہب کا بڑا پاس و خیال رہنی لگا لہذا حرارت اونکی طبیعت درشت
کی ایک طور پر ہو گئی اور ہر مسلمان بجان و دل اس بات پر مستعد رہنی لگا
کہ براہ خدا مین جہاد کر کے فتح حاصل کیجیے یا اوسکی توحید اور عظمت کے
اظہار مین جان دیدیجیے اور حب جاہ و منزلت حرص نام آوری اور امید
بہشت نی اس حرارت مذہبی کو اور بھی زیادہ کیا سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ
چون کہ تمام ملک عرب نجاست بت پرستی سے طاہر ہو گیا تھا اور سب نی کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کیا تھا لہذا اب اس فتاح مذہبی (یعنی
آن حضرت صلعم) نی ملک شام کے فتح کرنیکی فکر کی تاکہ وہ سرزمین یونانیون کے
قبضہ سی نکلجائی اور وہان ملت اسلام رواج پائی اور سنہ ۹ھ مین یہ ارادہ آپنے
سب سے بیان کیا اور حکم فرمایا کہ اسکی تعمیل مین دیر نہو اور بڑی مدت تک کا سامان
جنگ مہیا کیا جائے حالانکہ اوس زمانہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ پہل
درختون پر پک رہی تھی خریف تیار تھی اور ریگستان عرب شدت تمازت

آفتاب سے زیادہ تر گرم ہو گیا تھا ایسے ہنگام مین آنحضرتؐ کی مرضی کو زیادہ تر غلبہ ہوا اور صحابہ نے آپ کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی نہ کی تھی اسواسطے کہ اونھین یقین تھا کہ آپ کی رضا رضائے الٰہی ہے بیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار سب کے سب بخوبی مسلح و مکمل حضرتؐ کی رکاب ظفر انتساب مین مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن اثنائے راہ مین ایسی ایسی مصائب اور عوائق پیش آئے جنکا اونھین وہم و گمان بھی نہ تھا بعد تحمل ایسی مصائب اور تکلیفات کی جو اوسوقت تک سننے مین نہ آئی تھی لشکر اسلام شام مین پہونچا لیکن کسینے اوسکا مقابلہ نہ کیا اسواسطے کہ سب چھوٹے بڑے حاکم جنمین وہ ملک منقسم تھا پہلے تو تھوڑا بہت لڑے لیکن اونہون نے آنحضرتؐ کی شجاعت کا ایسا شہرہ سنا تھا کہ اوسی سے اونکے پاؤن اوکھڑ گئے اور آخر الامر لشکر اسلام مین آکے آنحضرتؐ کے قدمون پر گر پڑے اور آپنے لی اون پر جزیہ باندھا اور کسیقدر روپیہ لیکر اونھین چھوڑ دیا لیکن آپنے ہر بات مین مفتوحین کے مذہب کا لحاظ رکھا اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اپنے مذہب کی اونھین ترغیب کی لیکن اوسکی قبول کرنیکا جبر اون پر کبھی نہ کیا پس آپنے قرآن کے حکم کی تعمیل کی وہ حکم یہ ہے کہ اے محمدؐ کور دلون سے کہ اسلام قبول کرو تاکہ تمہارے دل روشن ہو جائین اگر وہ لوگ باغی ہین تو تم اونھین فقط تعلیم کرنے کے ذمہ دار ہو خدا جانتا ہے کہ کیونکر اپنے بندون مین امتیاز کرے واضح ہو کہ آنحضرتؐ اس لڑائی مین خاصکر کے اسوجہ سے کامیاب ہوئے کہ آپنے عیسائیون سے بہت حلم اور مروت

فرمائی اور فقط جزیہ قلیل اون سے طلب کیا چنانچہ جب آپ نے مدینہ کو مراجعت
کی تو اوس ملک مفتوح یعنی شام مین ہر شخص آپ کی شریعت کی نرمی پر
متعجب اور متحیر تہا اس زمانہ مین حضرتؐ کی تاریخ کے ایک ایسا سانحہ ہوا کہ
ہر صاف قلب اور منصف کے نزدیک آپ بار اتہامات مکر و فریب سے
سبکدوش ہین وہ حادثہ یہ تہا کہ آپ کی اکلوتی بیٹے ابراہیم نے جو ماریہ
ماریہ قبطیہ سے تہی سترہ برس کی سن مین انتقال کیا یہہ صاحبزادے آپ کو
اکسٹہہ برس کے سن مین پیدا ہوے تہی واقع مین اس حادثہ جانگاہ کا
صدمہ اوس باپ کے دل سے پوچھیے جسکی آنکھون کی سامنی ایسا چراغ
بجہہ گیا ہو کہ وہی آپکا نام روشن کرتا اور اوسی کی ذریعہ سے آپکا فیض
تمام نسل کو آپ کی پہونچتا ایسا اتفاق ہوا کہ جسوقت اوس صاحبزادے
نے انتقال کیا اوسی وقت آفتاب مین گہن لگا اور عوام الناس نے
اس امر عجیب سے یہ بات پیدا کی کہ کسوف اسبات کی علامت قاطع ہے
کہ آسمان بہی اس صاحبزادۂ مرحوم کے غم مین شریک ہوا لیکن آنحضرتؐ
اس سے ارفع تہی کہ ایسے ایسے اوہام باطلۂ اصحاب جہلا کے تصدیق و
تائید کرتے اور اون کی کلمات خوش آئند کو سماعت فرماتے پس آپنے
لوگون کو جمع کر کی فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ آفتاب اور ستارے
حق تعالی کی دست قدرت کے صنعتین ہین لیکن ہم بندگان فانی کی
پیدایش یا مرگ کی خبر دینے کے لیے نہ اون مین گہن لگتا ہے اور نہ اونکی
روشنی جاتی رہتی ہے اس زمانہ سے آنحضرتؐ اون امور مین خاص کر کی

مشغول رہتے تھے کہ جو لوگ قران کی تصدیق کے لیے مدینہ مین آتی تہی
اون کی اطاعت قبول کرتے تھے اور اوس سلطنت عظیم کے قوانین تالیف
کرتے تھے جسکی تقدیر مین یہ تہا کہ نصف حصہ زمین پر پہیل جاے اور
وہ حصہ بہی کیسا کہ اور سب حصہ ہاے زمین پر اشرف اور اولی بعد ازان
حضرت ص نے ہر جگہ منادی کرائی کہ میرا ارادہ ہے کہ حج خانہ کعبہ کرون
اس سے آپکی یہہ غرض تہی کہ مجہے حج کرتے دیکہکر لوگون کو فرایض ظاہری
مذہبی کی پابندی اور خیال رہے اور گویا کہ آپ ص پیشتر ہی سے جانتے تھے
کہ یہ حج آخری ہی اسواسطے آپ ص نے چاہا کہ یہ حج الیسی سند ہو مدتون
کہ اہل مکہ نے کبہی نہ دیکہا ہو یہ بیان مختصر اون رسوم کا جو آپ اوس وقت
بجالاے تھے اور جنکی پابندی حاجیان مکہ ابتک حج مین کرتی ہین اس
مقام پر لکہا جاتا ہے بعد بجالانے طہارت ہاے واجبہ اور حلق الراس کے
آنحضرت ص کعبہ کیطرف چلے حجر الاسود کو بوسہ دیا سات مرتبہ طواف حرم کیا
اور بعد ازان سب باتون کے شہر سے باہر نکلکر بکمال تہذیب و متانت
آہستہ آہستہ کوہ صفا کو تشریف لے گئے اور وہان کعبہ کیطرف پہر کر باواز
بلند فرمایا خدا ایک ہی اور اوسکا شریک نہین اوسی کی قدرت اور قوت
اور سلطنت ہے تعریف اوسکی اسم مقدس کی خدا ایک ہی جب آپ صفا سے
روانہ ہوے تو مروہ اور اور مقامات مقدسہ پر بہی یہی کلمات فرماتے اور
بعد ازان ترسٹہ ۶۳ اونٹون کی قربانی کی اپنے سن کی ہر سال کی عوض مین
ایک اونٹ اور اوتنی ہی غلام آزاد کیے بعد ازان آپنے مدینہ کو مراجعت

کی جہان موت آپکی منتظر تھی حالانکہ اوس طبیعت اولوالعزم مین ابھی تک
بڑے بڑے ارادے باقی تھی تھوڑے ہی دن بعد مدینہ مین داخل ہونے کے
آنحضرتؐ تپِ صفراوی مین مبتلا ہوئے اور چونکہ آپکو یقین تھا کہ اس
مرض مین تعب و مشقت بہت ہوگی اگرچہ ہلاکت نہ ہو لہذا آپنے چاہا کہ
جن لوگون کو ہم بہت عزیز رکھتے ہین وہ سب ہمارے پاس آئین اور اپنے
مقام موت کے لیے اپنی زوجۂ محبوبہ عایشہ کا کمرہ تجویز فرمایا چند مدت تک
آپ شدیدِ سکراتِ موت مین مبتلا رہے اور جب آپکو مرض کی دورے
آتی تھی تو یہ آوازِ بلند فرماتی تھی یہ یہودیون کا زہر ہی جو مجھے مارے
ڈالتا ہے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک رگ پھٹی جاتی ہے لیکن باوجود
اس درد و الم کے حضرتؐ کی حواس بالکل نہین زایل ہوے یہانتک
کہ آپنے ایک اور جنگِ شام کا بخوبی انتظام کیا اور علمِ اسلام کے
حق مین دعای خیر کرکے اوسی عمر کی سرگرمی اور وفاداری اور جوانمردی
کے سپرد کیا اور اوسی لشکر کا سردار مقرر کیا اپنی وفات کی تین دن پیشتر
تک آنحضرتؐ نے برابر فرائضِ عبادتِ عام (یعنی نمازِ جماعت) ادا کیے لیکن
جب ایسے علیل ہوئے کہ اپنی غلامون کے کاندھے پر تکیہ کرکے مسجد
تشریف لیگئے اسطرحسے کہ پایِ مبارک زمین پر رگڑتے جاتی تھی تو آپنے
اپنے دوستِ قدیم اور وفادار یعنی ابوبکر کو خطبہ پڑھنی کا حکم کیا جب آپ
آخری مرتبہ مسجد تشریف لے گئے اور نماز تمام ہوگئی تو آپنے حاضرینِ
مجلس کے سامنے بکمال خشوع و خضوع توبہ کی اور اس کلام سے دنیا

ایمان کو اور زیادہ کامل اور مستحکم کیا اے اخوانِ مومنین اگر مینے کسی شخص کو
تم مین سے ناحق کوڑے لگوائے ہون تو میری پشت حاضر ہے بسم اللہ
اسپر دُرّے لگاؤ اگر مینے کسی مسلمان کو بدی یاد کیا ہو پس وہ میری
قصور اس جماعت کے روبرو بیان کرے اگر مینے کسی شخص کا مال چھین لیا
ہو تو جو مالِ قلیل میرے پاس ہے اوسمین سے وہ اپنا اصل روپیہ مع منافع کے
لے لے ایک شخص نے حضار مین سے عرض کی کہ بڑا عرصہ ہوا کہ آپ صلعم نے
تین درہم مجھسے قرض لیے تھے حضرت صلعم نے اوسیوقت اوس شخص کو زرِ قرضہ
دلوا دیا اور فرمایا کہ مجھے دنیا کی ذلت قبول ہے لیکن عاقبت کی ذلت قبول
نہین آپ کی دختر فاطمہ زہرا آپ صلعم کے بستر مرگ پر آکر بیٹھتی تھین اور آپ صلعم
فرماتے تھے کہ اے دختر کیون روتی ہے آیا تو اس بات سے خوش نہین کہ
تمام زمین و آسمان کی عورتون کی سردار ہے بعد ازان آنحضرت صلعم نے سب
غلامون کو آزاد کر دیا اور جو عزیز آنسوؤن سے تر آپ صلعم کی بستر کے گرد
کھڑے تھے اون سے فرمایا کہ اب مین تمہین وہ باتین تعلیم کرتا ہون جو
بعد میرے انتقال کے تمہین کرنی چاہئین میری لاش کو غسل و کفن
کر کے اور صندوق مین رکھکے میری قبر کے کنارے پر رکھدینا اور میری قبر
وہین پر کھودنا جہانپر مین اب ہون اور جب یہ فرایض بجا لا چکو گے تو
تم لوگ چلے جانا بعد اسکے تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا کہ پہلی جو شخص میری
جنازے پر آئیگا وہ میرا دوست صادق جبرئیل ہے اور اوس کے بعد
میکائیل اور اوسکے بعد اسرافیل اور ان سب کے بعد ملک الموت مع اپنے

گروہ کی آئینگے جب یہہ فرشتی چلی جائین تو تم سب کی سب اندر چلے آنا
اور میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا مین اپنی عیال
کو حکم کرتا ہون کہ ہیاسوگ رکہین تاکہ اس رسم مین سب مومنین اونکی
متابعت کرین اور میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع
میری آرام مین خلل نہ ڈالے بعد ازان چند ساعت تک حضرت بیہوش
رہی اور جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک کاغذ
لکہون تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے محفوظ رہو جب آپنی یہہ فرمایا تو عمرؓ
قران کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ وہ کاغذ تو لکہا ہوا ہے بعد اوس کی سوا
عائیشہ کے اور سب لوگ اوس کمرے سے چلی گئی آپکی وفات کے
دن آپ اپنی دستِ مبارک پانی سے دہو کر باآواز بلند فرمایا خداوندا میری
روح کو موت کی ہولون سے بچا اور تہوڑی دیر کی بعد آپ پر غش آگیا
عائیشہ کہتی ہے کہ جب حضرتؐ کی موت قریب ہوئی تو مین آپ کی پاس
بیٹھی تھی اور آپکا سرِ مبارک میرے آغوش مین تہا کہ دفعۃً آپنے چشم
مبارک کہولکر چہت کیطرف دیکہا اور اگرچہ آپکی زبان لکنت کرتی تہی تاہم
یہ کلمات آپکی میری سمجہ مین آئی تہی کہ خداوندا میری گناہ بخشدے
آہ میری دوستِ صادق جبرئیل مین تمہارے ساتھ آسمان پر چلتا ہون
یہ فرماکر فرشِ خواب پہ جان بحق تسلیم کی مخفی نہ رہی کہ آنحضرتؐ نے
تیرہوین ربیع الاول یعنی تاریخ اوّل سال یازدہم ہجرت مطابق آٹھوین
جون سنہ ٦٣٢ع ترسٹھ ٦٣ برس کی سن مین وفات پائی اور ستائیس ٢٧ برس

کے عرصہ مین نبوت حاصل کی اور مدینہ مین دفن ہوئی نہ مکہ مین یہ جو
لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہین کہ حضرتؐ کا تابوت مقناطیس کے کشش سے ہوا
مین معلق ہے بالکل غلط ہی بلکہ آپؐ ابوبکرؓ و عمرؓ کی داہنی جانب دفن ہین
آپ کی انتقال سے لوگون مین تہلکہ پڑ گیا اور ہر جگہ ایک دوسرے سے
کہتا تہا کہ آیا بعدِ وفاتِ حضرتؐ بہی یہ مذہب باقی رہیگا عمر کہتا تہا کہ ہماری
پیغمبر نہین مر سکتے بلکہ جیسا حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقدمہ مین ہوا ویسی
ہی آنحضرتؐ کی روح بہی چند روز کے لیے غائب ہو گئی ہے اور بعد تہوڑے
عرصہ کے مومنین کی مجمع مین پہر عود کرے گی پس ابوبکرؓ کو لازم ہوا کہ جس
قول کی تائید مین عمر تلوار لیے مستعد تہا اوسی باطل کرے پس اوسنے
کہا کہ ای عمر آیا تو محمدؐ کا ذکر کرتا ہی یا خدا کا محمدؐ کا خدا باقی ہے لیکن وہ
حضرتؐ ایک بشر تہے ہمین مین سے اور وہ بہی اوسی طرح مر گئی جس طرح
ہم مر جاینگے جب اس تقریر سے بہی ابوبکر اوس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا
تو اوسنے وہ آیات پڑہی جنمین خود آنحضرتؐ اپنی فانی ہونیکا اقرار کرتی ہین
اور آخر الامر اوس جہگڑے کے کرنے مین کامیاب ہوا واضح ہو کہ حضرتؐ کی
بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ ایک دوسری کی بعد خلیفہ ہوئے اور
ان سب نے بخطابِ خلیفہ سلطنت کی اس مقام پر یہہ بات بیان کرنا مناسب
ہے کہ جب تک آنحضرتؐ زندہ رہی تلوار آپ کی ہاتہ مین رہی اور کوئی
اوسکی منہ پر نہ چڑہ سکا لیکن آپکے بعد خلفاء نے بہی اوس تلوار کو نیام مین
نہ رکہا جبتک کہ اوس سے ایک سلطنتِ وسیع جسمین اقالیمِ ایشیا یورپ

اور افریقیہ شامل ہین قایم نہ کرے اہل اسلام کی زیر سایہ رایات ظفر آیات
عمر اور خالد اور دیگر خلفاء آنحضرت فتح پر فتح حاصل کی اور فارس فلسطین شام
و مصر کی بعد دیگرے حملہ آوران اسلام کی مطیع و منقاد ہوئے بارہ
برس کی عرصہ مین ان لوگون کی چھتیس ہزار شہر اور قصبی اور قلعی اپنے
مطیع کر لیے چار ہزار شیوالی ور گرجی برباد کردیے اور چودہ سو مسجدین
اپنی ہم مذہبون کیواسطے تعمیر کین اور ان ملکون پر بھی کفایت نہ کی
ملکہ جب تک کہ باشندگان حبش کو مغلوب نہ کرلیا اور تمام اقلیم افریقیہ
اسکندریہ سے ٹینجیرس تک مع ملک اسپانیہ اپنی سلطنت قاہرہ مین نہ
داخل کر لیے جبتک دم نہ لیا پوشیدہ نہ رہے کہ مورخین عرب نے
آنحضرت کی فضایل اور کمالات نفسانی خلقی بڑے فخر و مباہات سے
بیان کیے ہین آنحضرت اغریاسی حلم فرماتے تھے امر اسی بخلق پیش
آتی تھی اور مغرورون سے تعلی کرتے تھے اور ان اخلاق حمیدہ کی
ذریعہ سے آپ کی مدح وثنا عزت و احترام حاصل کیا تھا اور آپ کی طبیعت
مین تالیف قلوب اور حکومت دونون باتون کی لیاقت مساوی تھی
اور اگرچہ علوم رسمیہ سے بالکل واقف نہ تھی تاہم فنون طبیعیہ سے بخوبی
ماہر تھی اور آپ مین یہ قدرت تھی کہ ہنگام مباحثہ خصوم اشد الذہن
سے اپنی طبیعت کھول دیتے تھی یعنی دلایل و براہین قاطعہ پیدا
کرتی تھی اور قلیل ترین صحابہ سے اپنی دل کو بند کرلیتے تھی یعنی
کلام مختصر شانی فرماتی تھی تاکہ وہ آپ کی رعب مین نہ آجاوی اور گھبرا

نہ جانی اور آپ کی فصاحت مین تکلف نہ تہا اور چونکہ روئے مبارک
سے رعب وسطوت شاہی اور حلم وانکسار فقیری نمایان تہا اور یہہ
دونون باتین ملکر ایک کیفیت اعتدال کی پیدا ہوگئی تہی لہذا آپکا کلام
فصیح وبلیغ زیادہ تر موثر ہوتا تہا اور آپکے طبیعت ہی ایسی آثار حکومت
اور عظمت عیان تہے کہ علما رمتاثر اور متحیر ہوتی تہی اور جہلا مطیع و
منقاد ہوجاتے تہی اور یہہ صفت منجانب اللہ تہی دوستی اور شفقت
پدری مین آپ ؐ ہمالوگون سی (یعنی عیسائیون سی) بہی زیادہ نرم
دل تہی اور باوجودیکہ آپ کی دلمین محبت اور سخاوت کا جوش رہتا تہا
اور فرائیض ذاتی اور امور خلایق کے بجالانی مین مصروف رہتی تہے
تاہم آپ ؐ نے ایسا کوئی فعل نہین کیا جو باعث تذلیل اور توہین
خطاب رسالت ہوتا بسبب اوس سادگی اور صفائی کی جو ایسی نفوس
عالیہ مین منجانب اللہ ہوتی ہی آپ وہ خدمات ادنی بہی بجالاتے
تہے جنکی سادگی اور بی تکلفی کو تکلف سی مٹانا سفاہت ہی باوجودیکہ
آپ سلطان عرب تہی اسپر بہی اپنی ہاتہ سے اپنی کفش اور ہوئی ریشمی
کپڑے دوخت فرماتی تہی اپنی ہاتہ سے بہیڑون کا دودہ دوہتی تہی
اور خودہی تنور صاف کرتی تہی اور اوسمین آگ روشن کرتی تہے
غرضا اور آب آپکی معمولی غذا تہی شیر وشہد تکلف کا کہانا ہنگام سفر مین
آپ اپنی لقمہ مین اپنی غلام کو بہی شریک کرلیتے تہے آپ کی صفائی
نیت نسبت تاکید سخاوت کی بعد آپکی وفات کی ثابت ہوئی جسکہ آپکی

صندوق بالکل مال و زر سی خالی نکلی ٹامس کرلائیل صاحب نی اس پیغمبر اولوا العزم کا حال ایسی بی تکلفی اور انصاف اور لطافت سی بیان کیا ہی کہ راقم کا جی نہین چاہتا کہ اوسی چھوڑ دی مورخ موصوف کہتی ہین کہ اوس عقیل باشندۂ صحرا (یعنی آنحضرت صلعم) کی جسکی چشم سیاہ اور پر نور تھی اور دل کشادہ اور خلیق تھا حرص و طمع نہ تھی بلکہ اور اور خیالات تھی وہ شخص متین اور اولوالعزم تھا اور اون لوگون مین سی تھا جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتی ہین اور جنکو خود حق تعالی نی صداقت کے لیئے پیدا کیا ہی اور لوگون کا تو یہ حال ہے کہ مصنوعات اور مسموعات پر عمل کرتے ہین اور اونہین پر قناعت کرتی ہین لیکن وہ شخص (یعنی آن حضرت صلعم) ہمیشہ خود تھا اور اوسکا نفس تھا اور نفس الامر تھا وہ طرار نہ تھی اوسی شخص کی ذات مین عیان تھا اور وہی شخص اوس سر مکنون کی عزت و جلال کا مظہر تھا ایسا صدق و صفا جیسا ہمنے بیان کیا کچھ نہ کچھ خدا سے علاقہ رکھتا ہی اور ایسی شخص کا کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کی دل سے نکلتی ہی لوگ توجہ سی سنتی ہین اور اونھین واجب ہی کہ بہ گوش دل سنین اوس آواز کو نہین تو اور کسی بات کو نہ سنین اسواسطیکہ اور جتنی باتین ہین وہ اوسکی مقابلہ مین سب مثل ہوا کی ہین ہمیشہ سے ہزارون خیال ہنگام حج اور سیاحت مین اوس شخص کے دلمین خطور کرتی تھی وہ خیالات یہ تھی کہ مین کیا ہون یہ شئ غیر محدود جسمین مین رہتا ہون

اورجبھی عالم کہتی ہین کیا ہی اورحیات اورموت کیا چیز ہی اورمجھی کیا
یقین کرنا چاہیئے اورکیا کرنا چاہیئے کوہ حرا اورکوہ سینا کی سیاہ
پتھرون نی اوروحشت ناک تنہائیون نی اوسکی سوالات کا جواب نہ دیا اور
نہ اوس شخص کو افلاک نی جواب دیا جو مع اپنی نیلگون اورنورانی ستارون
کی گردش کررہی تھی کسی چیز نے اوسی جواب نہ دیا بلکہ اوس شخص کا
دل اوروحی الٰہی اوسی جواب دیتی تھی راقم کہتا ہی کہ محمدؐ ایک شخص
خانہ نشین نے ایسا کیا کہ اوسکے خاندان نی اوسے پیغمبر جانا محمدؐ ایک
غریب عرب نی اپنی ملک کی قبائل وحشی مفلس برہنہ اورگرسنہ کو ایک
گروہِ معقول اورمضبوط کردیا اوراونہین ساری دنیا سی علیحدہ افعال
واطوار تعلیم کیئے تیس ۳۰ برس سے کمتر زمانہ مین اس مذہب کی لوگون نے
سلطان روم کو شکست دی بادشاہانِ فارس کو مغلوب کیا شام وعراق
ومصر فتح کیا اورتمام بلاد بحر ظلمات سی بحر اخضر اوردریائی جیحون تک
مقہور کیئے اوربارہ سو برس کی عرصہ مین اون کی سلطنت سوا ملک
ملک اسپانیہ کی اورکسی ملک سی ممالک مذکورہ مین سی نہین گئی بلکہ اونلوگونکا
مذہب شمالِ اقلیمِ ایشیا وسط افریقیہ اورکنارہای بحر اخضر پہ پھیلتا گیا
اوراتبک پھیلتا جاتا ہے محمدؐ پیغمبر اولوالعزم ایسی ستھے جیسا کہ بیان
کیا گیا اوراون کی عقل اورسرگرمی نی ایسا مذہب بنا کیا جس نی
پیروان زردشت کو ایسا مغلوب ومقہور کیا کہ فقط چند خاندان متفرق
اورنلتشر اونمین سے باقی رہ گئی اورہندوستان پہ حملہ کیا اورنہ

قوم

قدیم براہمہ کو اور نیز مذہب بدھ کو جو اوسی ہی دور تک پہیلا ہوتا
مغلوب کیا اور دریای گنگ کی اوس پار کردیا اور اس مذہب کے
لوگون نی بہت قدیم اور معزز صوبہ جات ہندوستان عیسایئون کی
قبضہ سی نکال لیے اوس ملک کی تمام بلاد مشرقی اور افریقہ شمالی
مصر سی آبنای جبل الطارق تک فتح کر لی اقلیم یورپ کی بلاد مغربی پر
حملہ کیا اکثر بلاد ملک اسپانیہ لی لئے اور ساحل دریای لوار تک بڑہگئی
اوران ملکون کی فتح کرنی سے خود روم پایہ تخت مین زلزلہ
ڈالدیا اور آخر الامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ مین فتح و فیروزی
اپنی حکومت و ملت قایم اور مروج کی ٭

ترجمہ قصیدہ عربی مسمی قصیدہ بردہ مصنفہ شرف الدین
البصری در مدح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد بادشاہ ہین دونون جہان کی اور حاکم ہین جن و انسان کے
محمد بادشاہ ہین عرب کی اور وحشی قومون کے وہ ہمارے پیغمبر ہین
اور اونہون نی سکہائی ہی ہمین وہ چیز جو ہمین کرنا چاہئی اور
وہ چیز جس سے ہمین پرہیز کرنا چاہئی محمد سب آدمیون سے
زیادہ راست گو ہین خواہ وہ کسی بات کا اقرار کرین خواہ انکار
وہ حبیب ہین خدا کی اور اونہین کی شفاعت پر ہماری ہر ایک
امید موقوف ہی اور اونہین کی وسیلے سے ہمین پناہ ملتی

چاہتے عذاب ہائی شدید سی اور اونہین نی دعوت کی ہی بنی آدم
کی طرف ایک خدائی برحق کے پس جو شخص اون کا دامن
پکڑ لیگا اوسنی گویا ایسی رسّی پکڑی جو ٹوٹ نہین سکتی محمد افضل
ہین سب پیغمبرون سی اوصاف حمیدہ ظاہریہ مین اور محاسن
اخلاق و صفات عقلیہ مین اور علم و فضل مین کوئی شخص اونکی
برابری نہین کرسکتا ہر شخص رسولخدا سے سوال کرتا ہی کہ اپنی
بحر علم لدنی سے ایک جام ہمین بھی عنایت کیجئی اور اپنی باران فضل
مین سے ایک قطرہ ہمین بھی مرحمت کیجئی محمد صلعم کے قریب ہر شخص
اپنی درجہ مناسب پر ہی اسواسطیکہ ہر شخص کا علم و فضل آنحضرت
کی علم و فضل کے نسبت ایسا ہی جیسا کہ ایک نقطہ یا مد حرف
مکتوب پر وہ کامل ہین اور لائق عزت ہین بسبب اپنی فضایل
جسمانی اور کمالات نفسانی کی خالق ارواح نی اونہین اپنا دوست
کیا کوئی چیز دنیا مین دعوی نہین کرسکتی اون کی فضایل بے مثل
اور غیر محصور کا خود بخود فضل و شرف اونہین حضرت کا حصہ ہے
اگر عیسائی اپنے پیغمبر کے بزرگی کے اظہار مین بیادبی اور لاف
زنی کرتی ہین پس تو اون سی متعرض نہ ہو لیکن تو اپنی پیغمبر کی
مدح بے قید کر اور بجز صفت الوہیت جمیع صفات سی اونہین
متصف کر اور بہت تعریف کر اون کی جرات اور شجاعت کی اور
مدح کر حق مدح اون کی اوصاف حمیدہ کی بہ تحقیق کہ فضایل رسولخدا

کے غیر محصور ہین اور زبان عاجز ہی اون کی بیان سی لوگ ناحق کوشش
کرتی ہین کہ اون حضرت صلعم کی فضایل نفسانی خلقی جسمین انحضرت
مثل آفتاب کی ہین کہ اگر اوسی دور سی دیکہی تو اوسکا قرص عظیم
اچھی طرح نہین معلوم ہوتا لیکن اگر اوسی نزدیک سے دیکھے تو
نگاہ خیرگی کرتی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ انسان فانی غریق بحر
غفلت گرفتار ہوا وہوس اس امر کو بخوبی دریافت کرسکے کہ رسولخدا
کیسے ہین ہم فقط اتنا جانتے ہین کہ وہ حضرت صلعم بشر تھے اور تمام
مخلوقات خدا سے اشرف ہین کسقدر رمز اور تعریف ہی روی مبارک
رسولخدا کا جسکا حسن بسبب اوصاف حمیدہ کے اور زیادہ ہوگیا تہا اور
اونھین کی ذات مین سب حسن دلربا جمع تھی اور اون کی روے
نورانی سے حلم وصفا عیان تہا اور ان اوصاف سی وہ حضرت صلعم متانت
تھی تحقیق کہ اون کے جسم شریف مین جمع تھی خوبصورتی اور نزاکت
اوس پھول کی جو فصل بہار مین پہولتا ہی اور عظمت وسطوت
ماہتاب کی اور اون کی سخاوت ایسی وسیع تھی جیسے دریا اور اون کی
ارادی مثل زمانہ کی وسیع اور عظیم تھے پیغمبر خدا صلعم کی روی مبارک سی
ایسا رعب اور سطوت شاہی نمایان تہا کہ اگر وہ حضرت تنہا بھی ہوتی
تھے تو بھی دیکہنی والون کو معلوم ہوتا تہا کہ گویا ایک فوج جرار
اون حضرت صلعم کی ساتھ ہے اور مشغول کارزار ہین خوشبو اوس ارض
مقدس کی جسمین وہ حضرت صلعم دفن ہین بمراتب بہتر ہی مشک ختن

خوشبوؤن سے پس خوش قسمت ہین اور بڑے خوش قسمت
ہین وہ لوگ جو سونگھتی ہین اوس خوشبو کو اور جو ترکرتی ہین اوس
تربت کو اپنی بوسون سے آب مین چاہتا ہون کہ پیغمبر خدا کی کلام
مقدس کی شرح کرون پس جس طرح سے کہ کوئی شخص رحال شب تیرہ و
تار مین کسی کوہ بلند پر چراغ روشن کرے تاکہ اوسکی روشنی سے
مسافر راہ پاوے اوسی طرح سے اون حضرت کی حدیثین نورانی روشن
کرتی ہین اپنی شعاع سے تاریکی اور ظلمت گناہ کو گنہگارون کے
وہ حدیثین خدای رحیم نے بھیجی ہین تحقیق کہ وہ کلام حادث
ہے لیکن چون کہ اوس شخص کا کلام ہے جو قدیم ہے لہذا وہ
کلام بھی قایم ہے اور اوسے زوال نہین اور اوسی کلام سے
ہم دریافت کرتے ہین کہ اوس روز آخر ہولناک یعنی روز جزا کو
کیا ہوگا اور اوسی سے ہمین معلوم ہوا کہ ماوا اور ایمان کی زبانین
کیا ہوا پس خوش قسمت ہے وہ شخص جسے یہ نعمت عظمی نصیب
ہے اس واسطے کہ اوسنے پکڑلی ہے وہ لینا جو سب سے قوی تر ہی
یعنی خود خدا پس ہوشیار رہے کہ مبادا وہ ریسمان اوس کی ہاتھ
سے نکل جاوے اور اگر تو اوس کلام کو پڑھیگا تو پاویگا اوسمین
وسیلہ نجات کا آتش جہنم سے اور آپ سر کتاب خدا کا ٹھنڈا کردیگا حرارت
کو قعر جہنم کے پل صراط سے پار ہو اور وہ میزان عدل ہی جسمین تولی
جاوینگی اعمال سب کی روح جبرون کے فقط یہی کلام ہمیشہ ہے

راستی اور عدالت کا درمیان بنی آدم کی بیچ تعجب ہے کہ اگر وہ جاہل لوگ ایسی
کلام کی قدر نہ سمجھیں جو اس دنیا میں مثل ہوا اونکی ہوتی ہیں اگرچہ بہت علم اور
ادراک رکھتی ہیں آیا تو نہیں دیکھتا کہ جس شخص کی آنکھیں بسبب پیرانہ سالی
کی دھندلی ہو جاتی ہیں اوسکو آفتاب کی روشنی نہیں دکھائی دیتی اور جو
شخص بیمار ہوتا ہی اوسکو آب صاف اور شیرین کا مزا نہیں معلوم ہوتا اے
اشرف خلایق کسی شخص سے سوا تیری میں پناہ لونگا اوس روز جو مقدر
ہو لیکا ہوگا ہر شخص کیلئے جو ہمیشہ خدا اونکا سرسبز کم ہو جائیگا اگر آپ میری مدد کرینگی
اوس روز ہولناک کو جبکہ خدا خود انتقام لیگا تحقیق کر دنیا اور عقبی اوس خداے کریم کی
عجیب ہیں اور یہ ایک حکم ... لکھا ہی تیری علم ... میں ہی

حصہ دوم خوبیہای قرآن

واضح ہو کہ لفظ قران قرء لفظ عربی (بمعنی خواندن) سے مشتق ہی
اور اس لفظ کی معنی حقیقی پڑہنا ہی یا کہ وہ چیز جو پڑہنی چاہیے اور
یہ کتاب الفاظ مفصلہ ذیل سے بھی ملقب ہی یعنی الکتاب (یعنی
کتاب) کتاب اللہ کتاب عزیز کلام شریف مصحف (یعنی کتاب مجید
شریف) الفرقان (یعنی وہ چیز جو جدا کرتی ہی اوس چیز کو جو نیک
اور سچی ہے اوس چیز سے جو بد اور جھوٹی ہی) اور تنزیل (یعنی
نازل شدہ از آسمان) مسلمانوں کا عقیدہ قرآن کی بارے میں یہ
ہے کہ یہ صرف منزل من اللہ نہیں ہی بلکہ قدیم اور غیر مخلوق ہی
اور بعض علماے اسلام کا یہ قول ہی کہ قرآن خدا کی ذات میں

قایم ہی اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نی آن حضرت صلعم کا معجزہ یعنی
قران ایسی عبارت مین لکھا جو کسی بشر سے ممکن نہین جیسا کہ
قران مین بھی لکھا ہے اور پہلا سورۃ اسکا ازل سے تخت گاہ
جناب باری کی قریب ہی اور ایک تختہ نور پر جسے لوح محفوظ کہتی ہین
مکتوب ہی اور اوسی لوح پر تقدیرات آلہی بھی لکھی ہین یعنی ماضی
اور حال اور استقبال سب زمانون کا حال مندرج ہی اور یہ بھی اہل
اسلام کا اعتقاد کہ حق تعالی نی اس لوح تقدیرات کو سب اشیا سی
پیشتر پیدا کیا تھا اور بعد اس کی قلم کو پیدا کیا یہ لوح ایک جواہر کی ہی
اور بہت بڑی ہے اور قلم ایک گوہر ہے جسکی شگاف سی نور ساطع
ہوتا ہی اور اوسی نور سے حق تعالی روشنائی کا کام لیتا ہے بلکہ
حکم خدا سی ملایکہ بھی اوسی نور سے افعال اور اقوال عباد دفتر اعمال
مین لکھتے ہین اور خدا نی ایک نقل اوس لوح کی ایک جلد مین کاغذ
پر لکھی ہوئی بواسطہ جبرئیل فرشتہ کی ماہ رمضان مین شب قدر کو
آسمان اول پر بھیجی اور وہان سی جبرئیل اوس کتاب کو آنحضرت صلعم
پاس بطور وحی لائی لیکن وہ کتاب تئیس ۲۳ برس کی عرصہ مین باوقات
مختلفہ اور حسب مقتضی حالات علیحدہ علیحدہ نازل ہوئے اس
طرح سے کہ کچھ مکہ مین نازل ہوئے اور کچھ مدینہ مین لیکن آنحضرت صلعم
کی خوشی کرنیکے لیئے سال مین ایک بار یہ کتاب تمام وکمال جبرئیل
آپ کو دکھلا جاتے تھے اور اوسوقت اوسکی یہ شکل ہوتی تھی کہ

کہ اوسکا شیرازہ ریشم کا ہوتا تہا اور جواہرات بہت سی مزین ہوتی
تہی اور آن حضرت کی سالِ آخری مین دو مرتبہ یہ کتاب بجنسہٖ پیش کی گئی
آپ پاس آئی روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ اس کتاب کی جتنے سیپارے
تمام و کمال نازل ہوے ورنہ اکثر ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوے
اور اوسکی آیات کاتبان آنحضرت صلعم کی وقتاً فوقتاً سیپارہائے مختلف
مین لکھی ہیان تک کہ حسب الحکم جبرئیل یہ آیات متفرقہ ایک کتاب کر لیجی
اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلا حصہ قرآن کا جو آنحضرت پر وحی ہوا
وہ چھیانوے سورے کی پہلی پانچ آیتین تہین وہ آیات یہ ہین
پڑہ تو ساتہ نام اوس خدا کی جسنے پیدا کیا انسان کو لطفہ خون سے
پڑہ تو ساتہ نام اوس خدا کی جو سب سی بزرگتر ہی اور جسنے سکہایا ہی
تجہے استعمال کرنا قلم کا (وحی لکہنے کے لیے) اور سکہائی انسان کو
وہ چیزجو نہین جانتا جو آیات آن حضرت صلعم پر نازل ہوتی تہی پہلی
آپ خود اپنی کاتب سے لکہوا لیتی تہے بعد ازآن وہ صحابہ مین مشہور
ہو جاتی تہی اور اونمین سی بعض اشخاص تو اپنی پڑہنے کے لیے نقلین
لے جاتی تہی لیکن اکثر حفظ کر لیتے تہے جب اصل آیات واپس آتی
تہی تو کسی صندوق مین رکہہ دی جاتی تہی اور چونکہ آیات مرتب نہ تہی
لیکنی یہ بخوبی تحقیق نہ تہا کہ کون آیت کسوقت نازل ہوئی لہذا بعض
آیت کا وقت نزول تحقیق نہین قرآن ایکسو چودہ ۱۱۴ حصون پر منقسم ہے
جنمین کوئی حصہ تو بہت بڑا ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکی بہت چہوٹا ہے

اور سب لوگ (یعنی نصاری) قرآن کے حصون کو باب کہتی ہین اور عرب
سورہ بصیغہ واحد جس کی جمع سور ہی واضح ہو کہ یہ ابواب یعنی سورے
قلمی نسخون مین ترتیب ابجد سے ممیز نہین بلکہ ہر ایک باب کا ایک علیحدہ
لقب ہی کسی سورہ کا لقب کسی مضمون خاص سے نکلا ہی اور کسی کا
لقب کسی خاص شخص کے نام سے رکھا گیا ہی جسکا ذکر اوسمین ہی
لیکن اکثر یہ ہے کہ جو لفظ جس سورہ کی ابتدا مین ہی اوسی اوسکا نام
رکھا گیا ہے اور بعض ابواب یعنی سورے بسبب اختلاف نسخ کے دو یا
زیادہ القاب سے مشہور ہین اور بعضون کی نسبت کہتی ہین کہ مکہ مین
نازل ہوے تھے بعض مدینہ مین اور مقام نزول ہر سورہ کے
نام کا جز واقع ہوا ہی (یعنی بعضون مین مکیہ کی قید لگی ہی بعضون
مدنیہ کی تاکہ اون مین آپس مین فرق و امتیاز رہی ہر سورہ اجزاے
صغیرہ غیر متساویہ پر منقسم ہے جو انگریزی مین ورسس ہین اور عربی
مین آیات وحد آیت یعنی علامت یا امر عجیب و غریب) کہلاتے
ہین اور سواے نوین سورہ کی ہر سورے پر بعد اوسکی نام کی جملہ
مرقومہ ذیل جسے مسلمان بسم اللہ کہتی ہین لکھا ہے بنام خداے رحمن
رحیم قرآن کی باب مین اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ
یہ کتاب اعظم معجزات سے ہی اور جس طرح احیاء اموات امر عظیم و عجیب ہی
اوسی طرح یہ بھی ہی اور یہ لوگ کہتی ہین کہ معجزات حضرت موسی اور
عیسی ع م فانی اور زوال پذیر تھی لیکن آن حضرت کا معجزہ دایمی اور باقی

ہی ہین یہ معجزہ تمام معجزات انبیاء سابقین سی بمراتب اشرف اور اولیٰ
ہی راقم کہتا ہی کہ من حیث الفصاحت و البلاغت قرآن افضل اور
اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی از انسکہ باشندگان ممالک مذکورہ کو
قدیم الایام سی شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق اون کی
مذاق طبیعت کی اکثر قرآن شعر مقفی ہین لکھا گیا ہی اس بات کی سب
قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورۂ قبیلہ
قریش مین جو اعلی اور اشرف قبائل عرب تھا لکھی گئی ہی لیکن بعض
مقامات پر اور قبیلہ کی محاورات بھی لکھی ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ
و نادر ہے لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہے اور مضامین ایسی
عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہی اور درجہ تعقید کو پہونچگئی ہے تاہم اکثر عبارات
و مضامین ایسی عالی اور موثر ہین کہ مصداق قول گوئٹہ ہین مورخ
موصوف مشہور کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑھنے والی
کو اسکی عبارت سست اور بی لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان
اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون
پر ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی مخفی نرہے
کہ آنحضرت کی حیات مین قرآن جمع نہین ہوا بلکہ اوس کی اجزا
متفرق رہے پہلے آپکی خلیفہ ابوبکر نے ان اجزاء متفرقہ کو جمع
کرکے ایک جلد کرلی اور یہ اجزاء صرف خرمی کی چھال اور چمڑے

وغیرہ سے نہین نقل کیی گئی بلکہ حفاظ قرآن سے نقل کیی گئی اور جب
یہ مسودہ تیار ہوا تو حفصہ بنت عمر احد ازواج آن حضرت صلعم کو سپرد
کیا گیا باین غرض کہ یہ مسودہ مثل اصل کتاب کی رہی اور اس سے
اور نسخون کی تصحیح کی جاے لیکن چونکہ نسخ متعددہ اس کتاب
کی تمام صوبہ جات مین منتشر ہو گئی تھی اور اون سب مین اختلاف
کثیر تھا لہذا عثمان خلیفہ ابوبکر نے سنہ ۳۰ ہجری مین اون نسخون کا
مقابلہ نسخہ حفصہ سے کروایا پس جو اوسکے موافق تھا اوسے رائج رکھا
اور جو اوس کی مخالف تھی اوسے منسوخ کر دیا باین غرض کہ اوصاف
قرآن بخوبی ظاہر ہوجائین یہ بات ناظرین کی ذہن نشین رہی کہ
جس زمانہ مین آن حضرت صلعم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور
صفائی بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور شعر و سخن کی بھی بڑے
قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قران صفائی
بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات مین ہے پس جو شخص
اجنبی اسی تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہوجاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارات عربیہ سی اشرف اور اولی ہے کوئی جملہ اسکا کسی عبارت
مین نقل ہوا گرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان
کے ہے اور ایسا چمکتا ہی جیسی وہ جواہر جسکی جھوٹ سے نظر خیرہ ہو جاتی
اور اوسکی عبارت ایسی ہے کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کر سکتا
اور جیسی یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علماء و فضلاء اوسکی متعجب اور متعجب

رہنا واضح ہو کہ سب لوگ قران کو معجزۂ دائمی قرار دیتی ہین اور اوسی کو
آنحضرت صلعم اپنی رسالت کی اقوی دلائل گردانتی تہی اور افصح فصحائی عرب
نے جنہین شب و روز یہی دہن رہتی تہی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجئی علی رؤس الاشہاد دعوی کرکے فرمائی تہی کہ ایک
ہی سورہ اس کی مثل لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت صلعم نی اپنی شریعت
علانیہ لوگون پر ظاہر کی تو جبتک ایک شخص ابو ربیعہ نامی باشندہ یمن
کافر تہا اور یہ شخص اون سات شاعرون مین سے تہا جنکی قصائد یعنی
معلقات تبرکاً اور تیمناً کعبہ مین معلق تہی اور اونمین سے اسکا قصیدہ
کی ابتدا مین یہ شعر تہا کہ جو تعریفین خدا کیطرف منسوب نہین ہوسکتی
ہین اور جو نیکی اوس سے نہین پیدا ہوئی ہے فقط سایہ ہے
تہوڑی عرصہ تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی
شعر کہتا لیکن آخر الامر وہ سورۂ قران جسے سورہ بقرہ کہتی ہین
کسی دروازہ پر کعبہ کے معلق کیا گیا جب ابو ربیعہ نی پہلے چند آیتین
اس سورہ کی دیکہین تو ایسا متحیر اور متاثر ہوا کہ کہنی لگا کہ ایسی آیتین
نے وحی الہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کیا وہ
آیات قرآن جنکی سبب سے یہ شخص مسلمان ہوا تہا ذیل مین مرقوم
ہوتی ہین کچہ شک نہین اس کتاب مین یہ ہدایت ہی ایماندارون کے
لیے جو ایمان لائی ہین اوس وحی کا جو دل مین خیال رکہتی ہین اوقات
مقررۂ نماز کا جو دیتے ہین زکوۃ اوس چیز سے جو ہمنی (یعنی خدا)

وہی ہی اونہین جو یقین لاتی ہین اوس وحی کا جو بھیجی گئی ہے
تجھپر اے محمدؐ اور نیز اوسکا جو دیا گیا تھا پیغمبرون کو پیشتر سے اور جو
یقین کامل رکھتی ہین عاقبت کا ایسی لوگ تحقیق کہ ہین رہنمائی پر
اپنی رب کی اور رستگار ہونگے لیکن کفار پس وہ ہین بمثل اوس شخص
کے ہین جو روشن کرتا ہی آگ کو اور جب وہ روشن کرتی ہے ہر چیز
کو گرد اوسکے سے تو بند کر لیتا ہی اپنی آنکھین خدا لی لیتا اونکا نور اور
چھوڑ دیتا ہے اونہین اندھیرے مین پس وہ نہ دیکھینگی وہ بہری
اور گونگی اور اندھی ہین پس توبہ نکرینگی یا مثل اوس ابر کے جو اوترا
ہوا آسمان سے اور بھرا ہوا اندھیری گرج اور بجلی سے پس وہ رکھتی ہین
اپنی اونگلیان اپنی کانون مین بسبب گرج کی آواز کی موت کی خوف
سے خدا گھیرتا ہی کافرونکو اور نہ بجلی فقط فنا کر دیتی ہی اونہین بسبب
نابینائی کی جب وہ روشنی دیتی ہی تو وہ چلتی ہین اوسمین لیکن
جب اندھیرا ہو جاتا ہی تو وہ حیران ہو جاتی ہین ❊
واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوتِ قران سی تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر
کہنا چاہیے اور یہ بھی سبب ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہے اسواسطیکہ آیات مین قافیہ بندی کی ہے
اور اسطرح لکھی ہین کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا اور اختلافِ
طرزِ تحریر سے لطفِ عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہے چنانچہ بعض

مقامات پر محاورہ سہل اور روز مرہ مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی
اور قافیہ بندی کی ہے جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر
کھینچی ہے کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنی بندون پر قواعد و
احکام نافذ فرما رہا ہی وہ آیات جنمین نعمات ابدی بہشت کا ذکر ہی ایسی
فصیح اور شیرین ہین کہ اون کی سننی سے دل بیچین ہو جاتا ہی اور
جنمین شعلہ ہای آتش جہنم کا بیان ہی اون سے ایسی دہشت اور خوف
معلوم ہوتا ہے کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اہل اسلام قران کا بہت
اکرام اور احترام کرتے ہین اور جو لوگ اونمین نہایت محتاط ہین وہ
تو اوسے بے طہارت مس بھی نہین کرتے اور یہ این خیال کہ مبادا
سہواً بے طہارت مس کرلین بعض اوقات یہ آیت یا اوس کتاب پر
یا اوس کی جلد پر لکھدیتی ہین کوئی شخص نہ مس کرے اسے مگر وہ
لوگ جو طاہر ہون اور وہ لوگ اس کتاب کا بہت ادب کرتی ہین
اور کبھی اپنی کمربند سے نیچی اوسی نہین لگاتی اور جب اوسی پہلی
مرتبہ کھولتی ہین تو چوم لیتی ہین اور لڑائیون مین اوسے ساتھ لیجاتی
ہین اور اوسکی آیتین علمون کے پھریرون پر لکھہ لیتی ہین اور اوسے
طلا اور جواہرات سے مزین کرتی ہین اور عمداً کسی کافر کی پاس
نہین رہنے دیتے اور اون لوگون نے اس کتاب کو بنا تعلیم قرار
دیا ہی اور سب مدرسون مین اپنی لڑکون کو یہ کتاب پڑھواتی ہین
اور حفظ کراتی ہین اور تمام بلاد اسلام مین رسوم و قوانین کا مدار

اسی کتاب پر ہی اور قاضی اور مفتی اسی کی قسم کہاتی ہین سب مسلمان
اسکی مزاولت اسواسطے واجب جانتی ہین کہ اسمین اپنی زندگی کا نور
پائین (یعنی اس کی وسیلہ سے ہدایت پائین) اکثر مساجد مین ہر روز
قران کا دورہ ہوتا ہی اس طرح سے کہ تین۳ قاری باری باری پڑہتے
ہین یہانتک کہ قران ختم کرتی ہین اسی کثرتِ مزاولت کا یہ نتیجہ ہے کہ
بارہ ہی برس کی عرصہ سے لاکہا بلکہ کروڑہا آدمیون کی دلون مین اور
کانون مین ہر وقت اسی کتاب کی صدا آتی ہے چنانچہ بعض علماءِ
اسلام ایسی گذرے ہین کہ اونہون نی ستر مرتبہ قران ختم کیا ہے
قرآن مین یہ حکم بہ کرات و مرات لکہا ہے کہ وحدانیتِ خدا کا اعتقاد
کرو اور اوسکی رضا پر راضی رہو اور بلا عذر و بدل وجان اوس کے
احکام کی اطاعت کرو اور خیرات دو اور حلم اور نرمی اختیار کرو اور نشہ کی
سے پرہیز کرو اور عفو و درگذر اپنا شیوہ رکہو اور راہِ خدا مین جہاد
کر کے سعادتِ باشہادت حاصل کرو علاوہ اس حکم کے کہ تشہیر و ترویج
اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے یعنی جن اعمال واجبہ کا قران مین حکم
ہے وہ عبادات پنجگانہ کا بجالانا ہی اس طرح سے کہ بوقت نماز مصلی
کو چاہیے کہ رو بقبلہ ہو اور پانچ ساعاتِ مقررہ مین بجالائی بعد
اوس کی ماہ رمضان مین روزے رکہنا اور اوسکی بعد زکوۃ دینا اسطرح
کہ ہر شخص چالیسوان حصہ اپنی مال کا زکوۃ کے لیے مخصوص کرے
اور اپنی دشمنون کو اور جہلاء کو بہی زکوۃ دے سکتا ہی ایسی صحیح ہو

ان تینوں اعمال میں آنحضرت نماز کو ایسا ضروری اور فرض جانتے تھے کہ اوسی رکن دین اور مفتاح جنت فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جس مذہب میں نماز نہیں اوسمیں کوئی عمل نیک نہیں نماز میں طہارت اور وضو کا بھی حکم ہے اور یہ دونوں فعل متمم صلوۃ قرار دیئے گئے ہیں جیسا کہ شبلی صاحب اپنی کتاب مسمّی بہ بدیع المنہاج صفحہ ۱۳۹ میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس عمل (یعنی وضو و طہارت) کی زیادہ تر پابندی کریں اسواسطے کہ آنحضرت سے روایت ہے کہ کل اعمال مذہبی طہارت پر مبنی ہیں اور طہارت نصف ملت اسلام ہے اور مفتاح صلوۃ ہے اور بغیر اسکی خدا نماز نہیں قبول کرتا راقم کہتا ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لیئے قولِ غزالی نقل کرنا مناسب ہے عالمِ موصوف طہارت کی چار درجے قرار دیتا ہے پہلا درجہ پاک کرنا بدن کا نجاسات اور کثافات سے ہے دوسرا باز رکھنا اعضاء کا تمام افعال قبیحہ سے تیسرا پاک کرنا دل کا تمام شہوات مذمومہ اور گناہان کبیرہ سے چوتھا تزکیہ نفس کرنا یعنی بری کرنا نفس کا اون تعلقات سے جو مانع رجوع قلب الی اللہ ہوں بعد اس کی عالمِ موصوف کہتا ہے کہ جسم بہ نسبت قلب کی بمنزلہ چھلکہ کے ہے اور قلب مثل مغز کے چنانچہ اسی وجہ سے یہ عالم اون لوگوں پر بڑی لعن وطعن کرتا ہے جو وسوسۂ شیطانی سے طہارت ظاہری میں سرگردان رہتے ہیں اور اون لوگوں کو نجس جانکر پرہیز کرتے ہیں جو ظاہر میں دلیہ وصاف

اور محتاط نہیں جیسی وہ خود ہین حالانکہ ایسی ظاہر دار لوگون کی
قلوب عصیان اور غرور اور جہالت اور ریا سے مملو اور مغلوب ہوتی
ہین پس اس عالم کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعض متعصبین
نے جو مسلمانون کی نسبت یہ تہمت کی ہے کہ ان لوگون کا یہہ
عقیدہ ہے کہ صرف طہارت ظاہری سے ہم گناہون سے پاک ہو جاتے
ہین یہ قول محض لغو اور بے اصل ہے مخفی نہ رہے کہ احکام قران فقط
فرائض مذہبی اور مکارم اخلاق مین منحصر نہین ہین جیسا کہ گبن صاحب
مورخ لکھتی ہین کہ بحر کاہل سے دریائے گنگ تک سب لوگ اُس
بات کی قائل ہین کہ قران تمام قوانین شرع محمدی کی اصل ہے اور
فقط فن کلام ہی اس سے مستنبط نہین بلکہ قوانین سیاست مدن
بھی اسی کتاب سے مستخرج ہین اور اس فرقۂ اسلام مین افعال اور
اموال عباد کا اہتمام اور انصرام حق تعالی کی مشیت اور رضا پر موقوف
ہے لہذا قران کو مجموعۂ احکام و قوانین شرع محمدی کہنا چاہیئے
جیسا کہ مذہب اخلاق سیاسۃ مدن تجارت عدالت و انصاف جزا و
سزا ان سب امور کی تشریح و تفصیل ہے اور اس کتاب مین ہر چیز کے
احکام مندرج ہین از رسوم مذہبی تا رسوم روزمرہ از نجات روحانی
تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از منافع
شخصے تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سیئات از سزائے
دنیوی تا عقاب اخروی بعد ان سب امور کی بیانات قابل لحاظ ہے

کہ قرآن اور توراۃ اور انجیل اور اور کتب سماویہ مین فرق بین ہے
جیسا کہ گومٹ صاحب کہتے ہین کہ کتب سماویہ مین کوئی طریقہ
علم کلام اور علم فقہ منضبط نہین بلکہ یہ کتب فقط قصص اور حکایات
اور وقایع اور حالات اور ادعیہ و مناجات عالی مضامین سے مملو ہو
ہسیین اور طرفہ تر یہ ہے کہ یہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط
ہین اور باہم کوئی علاقہ منطقی اور عقلی نہین رکھتی نہ قرآن مثل
اناجیل اربعہ کی تصور ہوسکتا ہی اسواسطے کہ ان کتب مقدسہ مین
صرف عقاید مذہبی اور طریقہ عبادات اور اعمال اتباع دین کے
مذکور ہین برخلاف قران کی کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے
سیاسۃ مدن بھی مفصل اور مشرح ہے اور چونکہ اسی طریقہ مذکورہ
قرآن پر حکومت اور سیاست مبنی ہے لہذا جملہ ضوابط اور قوانین
ملکی اسی کتاب سے ماخوذ ہین اور اسی کی رو سے تمام مقدمات
جان و مال منفصل ہوتی ہین (واضح ہو کہ چونکہ آنحضرت صلعم بخوبی
آگاہ تھے کہ انتظام ملک مین منصب قضا و اجتہاد کی نسبت غلطی و
تصرف کا خوف ہے اور یہ احتمال تمیع ممالک کی نسبت ہوسکتا ہی
لہذا آپ نے ان مناصب کا تقرر مناسب نہ جانا اور انکی مخالفت
کردی بلکہ ہر مسلمان کو حکم کیا کہ قران اپنے پاس رکھے اور جمیع
امور مین اوسے اپنا رہنما سمجھے فی الواقع مین یہ حکم آنحضرت کا موافق
عقل سلیم ہے اور اسمین آپنے پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ کا تتبع کیا ہے

سوا اسکے [illegible] کی اوس [illegible] تھی [illegible] اونمین فقط
عبادت خالص کا حکم ہے اور قاضی اور مفتی اور رسوم و اعمال
ظاہری سے کچھ بحث نہیں بلکہ وہ دین صرف خلوص اور عدم خلوص
نیت اور عرفان الٰہی پر مبنی ہے جیسا کہ شیانیٹ صاحب کہتے ہیں
کہ جناب مسیح نے یا کسی شخص کو قضا و اجتہاد سے نفرت نہ تھی اور اون سے بڑکر
کوئی شخص اون رسوم و قواعد کا دشمن نہ تھا جو بجای حفاظت اور
حراست مذہب اوسی ضائع و برباد کرتی ہیں الغرض اس فرقہ
جدیدہ (یعنی اسلام) مین منصب قضا و اجتہاد کسی زمانہ مین نہیں
ہوا بلکہ سب اہل اسلام کو حکم ہے کہ آپس مین کچھ تکلف و امتیاز
نہ کرین اور ایک دوسرے کو بہ لقب برادر پکارے بیان مذکور
سے واضح ہوا کہ اسلام مین منصب قضا و اجتہاد نہیں بلکہ جن علمائے
مجتہدین سے انصرام مقدمات دنیوی (مثل فصل قضایا وغیرہ) ٭
متعلق ہوتا ہے اونہین سے انتظام امور دین (مثل صوم و صلوٰۃ
وغیرہ) بھی متعلق ہوتا ہے اسواسطی کہ اس مذہب مین قوانین
سلطنت اور حکومت اور احکام دین و ملت مین کچھ فرق نہیں بلکہ
دونون کی اصل قرآن ہے لیکن جسطرح عیسائیون مین رسم ہے
کہ ہر شخص اپنی مال کا دسوان حصہ پادریون کی نذر کرتا ہے ٭
اوس طرح مجتہدین اسلام اپنی مقلدین سے منتفع نہیں ہوتے
اور مثل علمائے عیسوی کی یہ لوگ اپنی خدمت اجتہاد سے

نفع

بعوض مین کچھ نہین لیتی نہ مال وقف متعلق مساجد وغیرہ مین مستبد انہ تصرف کرتی ہین نہ لوگون سی اون کی مال کا دسوان حصہ لیتی ہین اور نہ پادشاہ سی پنشن لیتے ہین بلکہ ان لوگون کی بسر اوقات اسطرح ہوتی ہے کہ مقدمات شرعیہ مین (جنہین متخاصمین کو کسی مال یا استحقاق شرعی کی نسبت نزاع ہوتی ہے) ایک مبلغ مناسب تخمینا فیصدی بنام لیتی ہین اور کچھ اون اراضی کی آمدنی مین سی باقی ہین جو اخراجات مساجد کے لیئے مخصوص ہوتی ہین یہ امر واقعی ہے کہ علماء اسلام آپسمین سب متفق اور متحد ہوتے ہین اور مثل ایک فرقہ یا جماعت کے رہتی ہین اور ان لوگون کو بھی وہی اختیارات ہوتے ہین جو پادریان انگلستان کو حاصل ہین الا یہ فرق ہی کہ ان لوگونمین آپس مین نا اتفاقی نہین ہوتی مخفی نہ رہے کہ آن حضرت کی شریعت مین جہان اور خوبیان ہین وہان ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شک و شبہہ اور تخالف اور تشابہ سے منزہ اور مبرا ہے اور قران وحدانیت باری تعالی کی دلیل کافی ووافی ہے آنحضرت صلعم نی عبادت اصنام واجرام وکواکب وسیارات باین دلیل معقول باطل کردی کہ جو شی ممکن ہے اوسکو فنا ضرور ہے اور جو چیز پیدا ہوئی ہی اوسے مرنا لابد ہی اور جو چیز طلوع کرتی ہے اوسی غروب ہونا لازم ہی اور جو شئے متغیر اور حادث ہی اوسی فنا وزوال واجب ہی پس ان دلائل سی آپ کی عقل سلیم اور دل حق بین نے ایک ذات واجب الوجود کا

اعتقاد کیا جو قدیم غیر محدود و معرا از جسم و مکان منزہ از اولاد و ازواج
مبرا از شبیہ و نظیر حاضر فی کل جہات ناظر مخفیات موجود بنفسہٖ
قایم بالذات متحد الصفات مع الذات ہی اور اوسی معبود برحق کی
عبادت اختیار کی یہ عقائد حقہ جو آن حضرت ﷺ نی اپنی زبان صدق
بیان سے فرمائی (جو قران کی ۲-۵۷ اور ۵۸ سورون مین مذکور
ہین) آپ کی صحابہ اور تابعین نے بصدق دل اور خلوص نیت قبول
کیے اور مترجمین اور مفسرین قران نی بدلایل حکمیہ و براہین منطقیہ
مدلل اور مشرح کیے واضح ہو کہ عقاید اہل اسلام اسقدر عقل پر
مبنی ہین) کہ ایک حکیم موحد اجو سوا ایک خدا کی اور کسی بات کا
قایل نہ ہو) کلمۂ (طیبہ) لا الٰہ الا اللہ بلا حجت و تکرار قبول کرلیگا
اب راقم کہتا ہے کہ خالق جہان نی اپنا وجود اپنی تمام مخلوقات پر
ظاہر کیا ہے اور اپنی شریعت انسان کی دل پر لکھی ہے چنانچہ ہر
زمانہ کی پیغمبرون کا یہی مقصود واقعی یا ظاہری رہا کہ حق تعالیٰ کو
پہچنوائین اور اوسکی شریعت کو رواج دین لیکن آن حضرت کی صدا قت
نیت اور صفائی طبیعت کو دیکھنا چاہیئے کہ آپ نی انبیاء سابقین کی
نبوت کو مثل اپنی نبوت کی جانا اور اون کی رسالت کی بھی اوسی طرح
تصدیق و توثیق کی جس طرح اپنی نبوت کا اظہار و اثبات کیا بلکہ اپنے
بارہ مین یہ فرمایا کہ مین از آدم تا ایندم نبی ہون یا الٰی دین مسیحی کے
[illegible] آن حضرت نی مسلمانون سے یہ ارشاد کیا ہے کہ اون کا

بعث

بہت پاس و ادب کرو اور اون کی باب مین بعض امور کا اعتقاد رکہو
(جیسا کہ ۲۰ اور ۱۰ سورون مین لکہا ہے) علمای فرقۂ اساقفۂ کیتہولک
نے حسن ظن نسبت والدۂ حضرت عیسی کی قرآن ہی سے نقل کر کے
اپنی عقائد مین داخل کیا ہے چہ ہی برس کی عرصہ مین (یعنی زمانہ
جاہلیت مین) اگرچہ طریقۂ حق بالکل مفقود ہو گیا تہا تاہم عیسائیون
نے اپنے مقتدا (یعنی مسیح کی ارشادات اور احکام بالکل فراموش
کر دیے تہے راقم کہتا ہی کہ یہ بات قابل لحاظ ہی کہ حضرت موسی
و عیسی نے بمقتضی زہد و تقوی نبوت بڑی خوشی سے یہ خبر
دی ہے کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو ہمسے ہی
افضل اور اولی ہوگا اور شاگرد مسیح نے بہی وعدہ کیا ہی کہ فارقلیطا
۹۳ یعنی تسلی دہندہ آئیگا یہ دونون پیشین گویان بلا شک و شبہ
اشرف الانبیاء اور خاتم النبیین (یعنی آن حضرت ؐ) کی بارہ مین
ہین اور آپ ہی کی ذات پاک مین ان کی تکمیل ہوئی سابق مین
بیان ہو چکا ہی کہ پہلا امر جسکی قرآن مین تاکید ہے اعتقاد وحدانیت
خدا ہے اور بعد اوسکے تصدیق نبوت آن حضرت ؐ عیسائیون کے
بارہ مین آن حضرت ؐ یہ فرماتے تہے کہ یہ لوگ غلطی اور گمراہی
مین پڑے ہین اور عقیدۂ حقہ توحید کو مسئلۂ مخترعہ تثلیث سے
خراب کر دیا اور چونکہ حق تعالی کی عادت ہی کہ امور ضروریہ واقعیہ
کو بغیر ثابت کیے نہین چہوڑتا اور یہ امور ضروریہ قبل ہیری بعثت کی

متروک ہو گئی تھی لہذا اونھون نے پیغمبر کیا کہ ان فرائض ضروریہ کو
ثابت اور قائم کرین لیکن یہی وجہ ہے کہ قرآن مین مسلمانونکو
کا لقب مومنین خطاب کیا ہے اور یہ لقب بمقابلہ عیسائیان کیا گیا
جنہین لفظ مشرکین سے تعبیر کیا ہے نصاری کو مشرکین کہنے کی
وجہ آپ ہی نے یہہ فرمائی ہے کہ یہ لوگ اور پیغمبرون کو خدا کا شریک
گردانتے ہین اور اونکی عبادت کرتے ہین جیسا کہ تیسرے سورہ مین قرآن
کے کہاہی کہ ای اہل کتاب (یعنے یہود و نصاری) اپنی عبادت حدود
مقررہ سے نہ بڑہاؤ اور وہ بات جو خلاف سچائی کے ہو جب تم خدا
کا ذکر کرتے ہو عیسی مسیح پسر مریم صرف پیغمبر خدا ہین پس یقین
کرو خدا کا اور اوس کی نبیون کا اور نہ کرو ذکر تثلیث کا اور آپنے
باتون کو حد انصاف سے نہ گذرنے دو حق خدا
ایک اور لاشریک ہے سب تعریفین اوسی
کے لیئے ثابت ہین خدا اپنی فرزند نہین رکہتا دوسرا
مطلب عظیم نزول قرآن سے یہ تہا کہ تین مختلف مذہبون کے
لوگ (جو مذہب اوس زمانہ مین مروج تہے) ایک ہی خدا کو مانین
اور اوسی کی پرستش کرین اور چند رسوم و قوانین مقرر کیئے جائین
جنمین بعض قوانین سلف کے مطابق ہون اور بعض بالکل جدید
ہون اور ان قواعد و رسوم کی تعمیل اون لوگون سے اسطرح کرائی
جائے کہ اونہین طمع ثواب اور خوف عقاب دنیوی و آخروی دلایا

جائے

جاسے اور ان تینون مذہبون کے لوگ آن حضرت کو پیغمبر خدا جانکر
آپ کی اطاعت اختیار کرین اور یہ اعتقاد کرین کہ زمانہ سابق مین
حق تعالی نے اپنے بندون کو بار بار ترغیب اور تہدید کی کہ اوسکا ایمان
لاوین اور جب وہ راستی پر نہ آئی تو اوسنے آن حضرت کو باین غرض
مبعوث کیا کہ دین خدا کو زمین پر قایم کرین اور امور عاقبت مین معتقدات
اور معتقدات دنیا مین تمام عالم کے بادشاہ یقین کیے جائین یہ
قرآن مین اول اور اشرف اعتقادات توحید جناب باری ہے اور
اسی عقیدہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی رسالت کا مقصود اصلی قرار
دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک مذہب حق سے زیادہ نہ
کبھی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور اگرچہ اوس مذہب کی رسوم وقواعد
مخصوصہ چند ہی عرصہ کے لیے ہون اور حسب مشیت الہی اون مین
اکثر تغیر و تبدل ہوتا ہو تاہم چونکہ وہ مذہب حق اور واقعی ہے لہذا
اوسکی اصل دربارہ حقیقت مین تغیر نہین ہو سکتا بلکہ ہمیشہ ایک ہی کیفیت پر
رہتا ہے پس جب اس دین حق کے اصول وقواعد سے بندون نے
غفلت کی تو حقتعالی نے اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ اون غافلون کو عقاید
حقہ تعلیم کرین اور اونھین تنبیہ وتہدید کرین اور ان انبیا مین سے
حضرت موسی وعیسی نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم تھے جبتک
کہ آن حضرت مبعوث ہوئے لیکن آن حضرت نے یہ کبھی نہین فرمایا
کہ مین ایک مذہب جدید اور علیحدہ بناتا ہون بلکہ خلاف اس کے یہہ

ارشاد کیا (جیساکہ قران کی ۱۶-۲۶ اور ۱ اور سوروں مین لکھا ہے) کہ میرا مذہب موافق ملت ابراہیم ہے اور یہ دین جبرئیل فرشتہ بذریعہ وحی کی مجھ لائی ہین (جیساکہ ۴۳- سورہ مین لکھا ہی) خلاصہ یہ کہ قران کا صرف یہ مآل ہے کہ کتب سماویہ کی تصحیح کرے اسواسطی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاری نے ان صحف مقدسہ مین تحریف کی ہے خصوصاً اون مقامات پر جہان میرا ذکر تہا (جیساکہ ۲-۳-۶-۱۰-۱۱-۱۲-۱۶-۳۷- سوروں مین لکھا ہی) ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل فرشتہ قران آنحضرتؐ کی پاس اس کیفیت سے لائی کہ اوس دنبہ کی کہال پر لکہا تہا جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنی فرزند اسحقؑ کی عوض قربانی مین دیا تہا اور طلا اور ریشم اور جواہرات سے مزین تہا دوسری روایت یہ ہی کہ اور یہی قول عیسائیوں کے نزدیک بہی معتبر ہے کہ باعانت یہود فارسی مسمی بہ عبداللہ ابن سلام اور راہب نصرانی جو سردار فرقہ نیسطورین باشندہ ابن نوفل او القیسی واقع بصرہ تہا آنحضرتؐ نے یہ کتاب تالیف کی اور یہ قول بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اسواسطیکہ خود آنحضرتؐ نے بڑی غصہ سی اسکی رد کی ہے (جیساکہ ۱۰-۱۱-۱۶-۲۵ سوروں مین لکہا ہی) واضح ہو کہ قران مین نہایت تاکید ہے کہ ایک ہی خدا کی وجود کے قائل ہو (جیساکہ ۲-۳-۴-۵-۶-۱۷-۱۹-۲۴-۳۷-۳۹-۴۰-۴۲- اور ۴۹- سوروں مین لکھا ہے) اور اوسکی صفات

یہ لکھی ہین) کہ قدیم ہے اور کسی سی پیدا نہین ہوا اور نہ کوئی اوس سی
پیدا ہوا ہے (جیساکہ ۱۱۲ مین لکھا ہی) اور سب چیزون کا خالق اور
صانع ہے (جیساکہ ۱۶-۱۷ سورون مین ہی) اور رحمن و رحیم ہی *
(جیساکہ ۳-۵-۱۰۶-۴۰ سورون مین لکھا ہے) اور حافظ ہی اون
لوگون کا جو اوسکی ناشکر گذاری نہین کرتے (جیساکہ ۳-۹-۹۴-
سورون مین لکھا ہے) اور بخشنے والا ہی اون لوگون کا جو گناہ
کرتے ہین بشرطیکہ وہ توبہ کرین (جیساکہ ۲۵-اور ۱۱۰-سورون مین
لکھا ہے) مالکِ روزِ جزا ہے (جیساکہ ۲-۱۴-۱۶-۱۷-۱۸-۲۲ سورون مین
ہے) اور سلوک کرتا ہے ہر شخص سے موافق اوسکی اعمال کے (جیسا
کہ ۲-۳-۴-۱۰-۲۸-سورون مین ہے) یعنی نیکون کو اور اون کو
جو اوسکی راہ مین جہاد کرکے شہید ہوتے ہین عیش و آرام ابدی
دیگا اور یہہ نعماتِ عقبی بڑی نفاست و لطافت سی بیان کیگئی ہین
اور سب مضامینِ عالیہ اور استعاراتِ لطیفہ سی مملو ہین (جیساکہ
۷-۱۳-۱۵-۱۸-۳۲-۳۵-سورون مین لکھا ہے) اور خاص کرکے
(۲۷-۳۹-۴۵-۵۲-۵۵-۵۶-۷۶-۸۸-سورون مین لکھا ہی)
اور گناہگارون اور شریرون کو عذابِ دائمی جہنم مین مبتلا کریگا
جسکی خوف و دہشت خارج از عقل ہے علاوہ وجود ایک خدا کی
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ رب العالمین ہے (جیساکہ ۱۵-۱۶-۲۳-۲۹
۳۲ سورون مین لکھا ہے) اور عالم الغیب اور مقتدر تقدیرات ہی

(جیسا کہ ۱۳-۱۱۴ سورہ مین ہے) قرآن مین یہی حکم ہے کہ وجود
ملائکہ کا اعتقاد کرو (جیسا کہ ۲-۹۶ سورہ مین ہے) لیکن فرشتون کی
اور انحضرت کی عبادت کرنے کی ممانعت قطعی ہے (جیسا کہ ۳ —
سورہ مین ہے) اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیاطین خلقت سے بنی آدم
کے دشمن ہین (جیسا کہ ۳۵-۶-۳۴-۱۰-۳۱ سورون مین لکھا ہے) اور
ہر شخص پاس دو فرشتے ہین جو اوسکے افعال کو دیکھتے رہتے ہین (۳۵
سورہ) اور مسلمانون کو ان امور کے اعتقاد کا بھی حکم ہے کہ اجنہ
ہین اور اونمین سے بعضی نیک ہین اور بعضی بد اور ملائکہ اور شیاطین
مدارج مین مختلف ہین (جیسا کہ ۲۶-۵۵ سورون مین ہے) لیکن ان سب
امور سے زیادہ اسکی تاکید ہے کہ انحضرت کو پیغمبر خدا سمجھو لیکن آپ کو
من حیثیت الوہیت اور بنی آدم سے برتر نہ تصور کرو (جیسا کہ ۱۷-۲۹
سورہ مین ہے) واضح ہو کہ جسطرح لوگون نے نا انصافی سے مضامین
اور احکام قرآن پر اعتراضات کیے ہین اوسی طرح اون مکارم اخلاق
پر تشنیع کیے ہین جو اوسمین مندرج ہین حالانکہ اوس کتاب مین
شراب خواری اور لہو و لعب کی بڑی مذمت ہے (۴-۱۷ سورے)
اور رشوت (۲ سورہ) حرص و غضب (۴-۱۷-۱۸ سورے) غیبت و
بدگوئی (۱۰۴ سورہ) طمع (۴-۴۳ سورے) ریاکاری (۴-۲۳ —
سورے) طمع منافع دنیوی (۱۰۰-۱۰۳ سورے) ان سب افعال و عادات
قبیحہ کی ممانعت کی ہے بلکہ برخلاف اسکے زکوۃ (۲-۳-۳۰-۵۰-۵۶

۹۰-سوری) حقوقِ والدین (۴-۱۷-۲۹-۴۶سوری) عبودیت وشکرگزاری
الٰہی (۵سورہ) ایفائے عہود (۵-۱۶سوری) صدق وصفائی قلب
(۶-۱۷-۲۳-۴۳سورے) عدل یا انصاف (۵-۶سورے) خصوصاً
نسبت ایتام کی (۱۲-۹۰سوری) عصمت اور تہذیب کلام مین بہی *
(۲۴-۲۵سوری) رہائی اسیران (۱۲-۹۰سوری) صبر وشکیبائی
(۴۶-۴۴-۳سوری) اطاعت (۳سوری) سخاوت (۲۸سورہ) عفوِ تقصیر
جرایم (۳-۱۶-۲۴-۲۳سورے) نیکی کی راہ چلنا نہ دنیا کی تحصیل
کے لیے بلکہ خوشنودی ورضائے الٰہی کے واسطے (۲۳سورہ) ان سب
امورِ نیک کی نہایت تاکید ہے سابق مین ذکر ہو چکا ہے کہ قرآن
مین صرف احکام ضروریہ مذہب ہی نہین مندرج ہین بلکہ قوانین ملکی
اہلِ اسلام بہی لکہی ہین جسطرح توریت مین قواعد ملکی یہود مرقوم ہین
اور عددِ ازواج چار مین منحصر ہے اور ان سی زیادہ عقد کرنا ممنوع
ہے (۴سورہ) اور رسوم نکاح بہی مندرج ہین (۲-۴سورہ) اور حقوق
زوجیت (جو شوہر وزوجہ دونون کو لازم ہین) بہی مقرر ہین بیان
کہ مدتِ رضاعت (۲سورہ) زمانۂ عدہ بعد انتقالِ شوہر (۴سورہ)
مہر اور نفقۂ زوجہ (۲-۴سوری) اور احکام نسبت بہ زوج وزوجہ بعد
خلع یا طلاق (۲-۴-۶۵سوری) یہ سب امور اس کتاب مین مذکور
ہین ورثہ وصیت تولیت معاملات وعہود انہین سی کوئی چیز آنحضرت
نے نہین چہوڑی اور سورۂ مذکورۂ بالا مین ان سب باتون کا ذکر ہی

تہمت ازان شہادت کاذب (۵-۹ سوری) مکر وخدع قضا واجتہاد مین (۵ سورہ) فریب (۴ سوری) سرقہ (۵ سوری) قتل انسان (۲-۴-۶-۵-۲ سوری) قتل رضیع (۶-۱۷ سوری) مناکحت از محرمات شرعیہ (۴ سورہ) بیحیائی اور زنا (۴-۱۹-۲۴-۲۵-سورہ) ان سب افعال بد کے عقوبت اور سزا لکھی ہے ان احکام وحدود سے معلوم ہوتا ہی کہ آن حضرت صرف نبی نہ تھے بلکہ مقنن بھی تھے پس یہہ بے تکلف کہہ سکتی ہین کہ یہ احکام وحدود قبل ہجرت یا رواج شریعت اسلام جاری نہ تھے بلکہ کہہ سکتے ہین کہ انہین سے بعض احکام تو فتح مکہ تک نہ جاری ہوے تھی پس قران کی کیفیت ایسی ہے جیسی بیان کی گئی اور مسلمان اس کتاب کا ایسا پاس وادب کرتے ہین کہ عیسایئون مین بہت کم لوگ ہین جو ایسا پاس ولحاظ کتب مقدسہ کا کرتے ہین اور ان لوگون کے تمام عقاید مذہبی اور قوانین ملکی ور اخلاق ومعاملات کا ماخذ یہی کتاب ہی (واضح ہو کہ جو عقیدہ اہل اسلام نے قران سے اخذ کیا ہے اوسکی اصول یہ ہین پہلی اصل یہ ہے کہ مذہب کی دو قسمین ہین ایمان اور دین خدا اور ملائکہ اور احکام قرانی اور انبیا ورسل اور رجعت وقیامت ان سب باتون کا اعتقاد ایمان مین داخل ہے اور نماز ہای پنجگانہ مع طہارت ووضو اور صوم زکوۃ حج یہ سب امور دین مین داخل ہین ملت اسلام اور دین مسیحی مین فرق سمجھنے کے لیے یہ بات ناظرین کے ذہن مین

رہی کہ مذہب عیسوی کا مدار صرف اصول عقاید پر ہے اور عیسائی
انہین عقاید کے پابند ہین اور اون کی نزدیک عقاید مذہبی اور
اخلاق و اعمال ظاہری مین بڑا فرق ہی لیکن بر خلاف اس کے
اہل اسلام فقط اصول عقاید کی پابندی نہین کرتی بلکہ اون کے
نزدیک احکام و حدود و شرع پر بہی عمل فرض ہی اور اون کے
عقیدہ مین اخلاق اور سیاستہ مدنی شرع پر مبنی ہین اور ان سب
امور کی تعمیل حسب شرع واجب ہی پس ان لوگون کے نزدیک
محبت و مودت تشرع و تورع حدیث و روایت انتظام و انصرام ملک
اور حق و دین یہ سب باتین ایک لفظ اسلام مین داخل ہین
مجملہ اور فضائل اور مناقب قران کے جنپر اوسی فخر و مباہات
کرنی بجا ہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضیلت تو یہ ہی کہ
جس مقام پر حقتعالی کا ذکر ہے بڑی عزت و احترام اور عظمت و
ہیبت کی ساتھ ہے اور کسی جگہہ پر اوسکی ذات پاک کی طرف عیوب
اور شہوات انسانی نہین منسوب کئے ہین دوسرا شرف یہ ہی کہ جملہ
خیالات باطل الفاظ رکیک اور حکایات لغو سے منزہ ہی لیکن افسوس
ہے کہ کتب عہد اون عیوب و مناقص سے مملو ہین واقع مین قران
ان عیوب صریحہ سی ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جائے
کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا شائبہ بہی نہ پائیگا پس جس مذہب
کی بنا قران پر ہے اوسکا آل توحید محض و خالص ہے اور کوئی بات

اوسمین ایسی نہین جیسی اوسکی تمام عقاید یعنی وحدانیت خدا مین کسی طرح
کا شک وشبہ ہوسکے بعض فرقون کا یہہ قول ہی کہ حق تعالی محض
ایک علت عقلی ہے جسکا وجود تمام ممکنات پر مقدم ہے اور اوسنی
چند قواعد مقرر کردیے ہین کہ اونہین پر انتظام عالم کا مدار ہے
اور اوسی خود کو کچھ دخل نہین بلکہ وہ تو ایسی مقام پر رہتا ہی کہ وہان
تک کسیکا گذر ممکن نہین لیکن مذہب اسلام مین حق تعالی کی ذات
ان نقصون سے بری ہے بلکہ وہ ہمیشہ حاضر و ناظر اور فاعل مختار
ہے ایک فضیلت اسلام کی یہ بھی ہے کہ اس مذہب مین حجت و
تکرار کو کچھ دخل نہین اور چونکہ اسمین کوئی امر مخفی اور خلاف عقل
نہین بلکہ جملہ امور مدلل و مبرہن ہین لہذا لوگون کو کوئی حجت
و تکرار اس مذہب مین نہ رہی بلکہ یہون وہ ایک صاف اور ایکرنگ
طریقہ عبادت اختیار کرلیا تھا لانکہ اون لوگون پر تعصب بہی ور شہوات
نفسانی کا اسقدر غلبہ تھا کہ از خود رفتہ ہو جاتی تھے اور حق و
باطل مین تمیز نہ کرتے تھے دوسرا شرف اسلام کا یہ ہے کہ اس
مذہب مین اولیا و فقرا و شہدا کی پرستش کرنا باقیات بزرگان سلف
اور اون کی تصویرون کو پوجنا اور ایسی کشف وکرامات کا اعتقاد کرنا
جو انسان کی عقل سے خارج ہین یہ سب امور ممنوع ہین اور ترک
دنیا اور توجہ با مشقت شدید جسمانی یا روحانی بہی ممنوع ہے پس
ان امور سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آن حضرت ص ذ سب پیغمبرون کی

حقیقت اور کیفیت بخوبی دریافت کرلی اور اوس زمانہ کی لوگون کے
حالات مین بھی خوب تفحص کرلیا اور یہ بھی بنظر تعمق دیکھ لیا کہ
امور مذہبی موافق عقل ہین یا نا اور بعد طے کرنے ان سب مراحل کی
قواعد اور احکام شرع جاری کیے پس کچھ تعجب نہین کہ ایسے
طریقہ معقول و ممدوح نی سب سوم بت پرستی خانہ کعبہ سے موقوف
کردیے قواعد صابئین اور ستارہ پرستان باطل کردیے اور آتشکدہ ہاے
زردشت خاموش کردیے اب راقم چاہتا ہے کہ چند باتین نسبت
مذہب اسلام من حیث انہ مبنی علے القرآن بیان کرے پس واضح ہو
کہ اہل اسلام نے کسی مذہب و ملت کی رسوم و قواعد مین کبھی
دست اندازی نہین کی نہ کبھی کسی مذہب کے لوگون پر ظلم و تعدی کی نہ کبھی
محکمہ انکوزیشن مقرر کیا (یہ محکمہ ملک اسپانیہ مین اس واسطے مقرر
کیا گیا تھا کہ لوگون سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جاوے)
نہ لوگون سے اپنا مذہب بجبر قبول کرایا اور نہ اونہین انکے دین
مین لالچ دی کبھی کوشش اور جستجو کی البتہ اہل اسلام نے اور مذہب
کے لوگون کو اپنے دین کی طرف دعوت کی لیکن کبھی اون سے
اپنا مذہب جبراً قبول نہین کرایا جیسا کہ قرآن مین لکھا ہی کہ مذہب کے
بارے مین جبر نہ کرو تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہود
نصاری اور صابئین ہین اور جو شخص ایمان لایا ہی خدا اور روز
قیامت پر یہ سب پائینگی اپنی جزا اپنے پروردگار سے اونپر کوئی خوف

نہ آئیگا اور نہ وہ رنجیدہ کیے جاوینگے علاوہ ان سب امور کی
ہمیشہ مسلمانون کا یہ دستور رہا کہ جس شخص نے انکا مذہب بعضا و
رغبت قبول کیا اوسکو یہ لوگ مثل اپنے جانا کیے اور اوسکے حقوق کو
اپنی حقوق کی برابر سمجہا کیے اور جن ملکون کو فتح کیا اونہین ظلم و
جور اور اور ستم کی تعدیون سے محفوظ رکہا حالانکہ از ابتدای
خلقت تا زمانہ آن حضرتؐ جس بادشاہ نے ملک غیر کو فتح کیا وہان کے
باشندون کی نسبت کوئی دقیقہ ظلم وجور کا فروگذاشت نہین کیا بلکہ
اہل اسلام نے رسم قتل اطفال جو اوس زمانہ مین عرب اور اوس کی
اور نواح مین رائج تہا موقوف کردیا اور بردہ فروشی کی بہی ممانعت
کردی اور عدل و انصاف مین سب لوگون کو یکسان سمجہی یہانتک
کہ جن لوگون کو بزور شمشیر مغلوب کیا تہا اون کی نسبت بہی ویسا ہی
انصاف کیا جیسا آپسمین ایک دوسرے کی نسبت کرتے تہے اور خراج
کم کردی اور فقط دسوان حصہ رعایا سے بطریق خراج لیا اور
تجار کو محصول اور اور اخراج سے بری کردیا اور اور مذہب کی لوگونکو
اس تکلیف سے آزاد کردیا کہ علماء و مجتہدین اسلام کو یا اور مسلمانونکو
ایک مبلغ معین بطور محصول یا خراج کی دیا کرین بلکہ جو لوگ اسلام
قبول کرنے پر راضی ہوتے تہے فقط ایک جملہ یعنی کلمہ طیبہ پڑہنے کی
اون سے درخواست کی جاتی تہی اور فقط یہی ضمانت اون سے
طلب کی جاتی تہی نہ یہ کہ اون سے ختنہ کرنے کا بہی اقرار کیا جاتا تہا

جیساکہ اکثر لوگ گمان کرتے ہین (واضح ہوکہ) جو امور باعث ترقی
اسلام ہوئے اس زمانہ مین بہی بخوبی تفصیل سے دریافت
نہین ہوسکتی ہان البتہ یہ ممکن ہی کہ چند باتین ضروری بیان
کی جایئن پہلی وجہ ترقی اسلام کی یہ ہی کہ عقائد اہل اسلام نسبت
جناب باری کی بہت صحیح اور معقول ہین اور ان لوگون کے
آداب و اخلاق بہی بہت درست ہین چنانچہ یہہ امور بہ
قرآن مین جا بجا مذکور ہین اور چونکہ وہ لوگ جنہین
اسلام نے پیشتر رواج پایا تہا بسبب مشارکت و مجالست یہود
و نصاری مہذب و معقول ہوگئے تہے لہذا عقاید حقہ اسلام کا
مقتضی یہ تہا کہ ایسی لوگون کی دلونپر اثر کرین دوسری وجہ ترقی
اسلام کی یہ ہے کہ اس مذہب کی قواعد و رسوم اور ملل و مذاہب
سے جو اوس زمانہ مین عرب مین رایج تہے ماخوذ ہوکر بطرز
معقول جمع کیے گئے تہے تیسرا سبب اس مذہب کی ترقی کا یہ تہا کہ
جملہ مقدمات اور معاملات شرعی اور تمام کاروبار زندگی ازروی
احکام قرآن تعمیل کیے جاتے ہین لکن بعض موّرخین نے علاوہ
ان تین وجہون کے ایک وجہ ترقی اسلام کی یہ بہی لکہی ہے
کہ آن حضرت عیاشی اور بدفعلی کی قدغن نہ کی تہی بلکہ
ان امور سے چشم پوشی کرتے تہی لکن جس شخص کے مزاج
مین تعصب نہ ہوگا اِس قول کو ہرگز نہ تسلیم کریگا اسواسطے کہ

تواریخ وغیرہ کے تتبع سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آن حضرت نے
اپنی مذہب کی اشتہار اور ترویج کے لیئے اس قسم کی ترغیب
اور تالیف قلوب پر کبھی تکیہ نہین کیا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ
ان امور (یعنی عیاشی وغیرہ) کا قیاس قواعد و رسوم نصاری
اور اہل یورپ پر نہین ہوسکتا اسواسطےکہ بعض رسوم ان لوگونکی
نزدیک عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہین لیکن وہی رسوم عرب
وغیرہ مین مروج و ممدوح ہین پس راقم کہتا ہی کہ جس حالت مین
کہ تعدد ازدواج عرب مین رایج تھا تو آن حضرت کی تابعین کو اس
فعل کی کوئی اجازت جدید نہین ملی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اونلوگون
نے اس امر (یعنی تعدد ازدواج) مین بڑی احتیاط کی اسواسطی کہ
اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ مین عورت کی بارہ مین ایسی وسعت
تھی کہ جتنی عقد چاہتے کرسکتی تھی لیکن باوجود اس رسم وسیع
کے آن حضرت نے زنا اور عقد محرمات شرعیہ کی مخالفت قطعی
کر دی حالانکہ یہ افعال بدجاہل اور وحشی قومون مین اکثر رایج
ہوتے ہین پس ان امور سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ (معاذ اللہ)
آن حضرت بداخلاق یا مکار تھے جو مسلمان بہت
پابند مذہب ہوتی ہین وہ مثل اسٹویکس کی (یہ ایک فرقہ حکمائی
یونان مین تھا جو مشقت و ریاضت نفس بہت پسند کرتا تھا)
شدید اور سخت ہوتے ہین مانند اپیکیورئین کی (یہ ایک فرقہ اور

حکما

حکماے یونان مین تہا جو عیش وعشرت کو دوست رکہتی ہتی) تمام
وعیاش اور جو شخص قران کو سمجہکر پڑہے گا اوسی معلوم ہوتا
کہ بندون کی نسبت کسقدر تشدد ہے اور کسقدر احتیاط کا حکم
ہے واقع مین یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص ایک مذہب نو
اور فرقہ جدید کا بانی ہو وہ لوگون کی عیاشی اور بدفعلی سے
چشم پوشی اختیار کرے اورکچہ تعرض نہ کرے پہلا اس طرح
اوسی ہمیشہ کی لیے کامیابی کیونکر حاصل ہوسکتی تہی اور اوسکی
مذہب کو ثبات ودوام کیونکر ہوسکتا تہا پس جہان اور اسباب ترقی
اسلام کی ہین وہان تشدد اور پابندی مذہب بہی ایک سبب
اوسکی نشو نما کا تصور کرنا چاہیئی چون کہ ہر مذہب مین قواعد
رسوم ظاہری (مثل نماز وروزہ) کی صاف اور واضح ہوتی ہین
لہذا اگر لوگون نی ان رسوم کی پابندی اختیار کرلی ہو تو بہی انسی
تغافل اور تساہل نہین کرتے بلکہ اکثر انہین بجالاتی ہین برخلاف
اون احکام کے جو مکارم اخلاق کی بابت مین ہون کہ اون کے
پابندی مین لوگ غفلت اور کاہلی کرتی ہین مثلاً بت کا ترک ضروری
رکہنا حج کرنا نمازہای پنجگانہ ہر روز بجالانا طہارت اور وضو وغیرہ
کرنا ہمیشہ زکوۃ دینا اون نشون سی پرہیز کرنا جو حواس زائل
کردیتی ہین یہ سب فرایض جکو متقرران اہل اسلام کی لیے سخت
اور حجت قاطع ہین اور ان کی افرادلت اور مواظبت سی وہ لو

اپنی مذہب کو نہ چھوڑے ایک سبب ترقی اسلام کا یہ بہی ہو سکتا ہی
کہ مسلمانون نی بذریعۂ تجارت قرآن کو اشتہار دیا اسواسطی کہ
جو مسلمان ممالک مشرقیہ مین آکر بسے اونہون نی یہ کتاب اون
بادشاہون تک پہونچائی جو بیشتر کوئی مذہب خاص نہ رکہتی تہی
چنانچہ بادشاہان ملایا اور جزائر کا ان لوگون سی بعنایت
ومحبت پیش آئی بادشاہان ترنت ومالابار نی اونکا دین قبول کیا اور
جب قندھار کیچ اور گجرات اور اور بہت ملکون مین سلاطین مغل کی
سلطنت ہوئی تو اونہون نی کچہ لوگ مسلمان کر لیئے جب پرتگیز
ہندوستان مین داخل ہوئے تو اونہون نی مذہب اسلام کو
ملک مین سرسبز پایا باوجودیکہ اوس زمانہ مین عقائد فاسدۂ ہنود
کو بڑا غلبہ تہا چنانچہ لکہا ہی کہ منجملہ راجگان ہندوستان ایک راجہ تہا
کہ اوسکا نام زموڈن تہا اور اوسکا پایۂ تخت کالیکٹ کہلاتا تہا
چھ سو برس قبل داخلۂ پرتگیز مسلمان اس راجہ کی ملک مین داخل
ہوئے تہے اور وہ اون لوگون سی بڑی عنایت ومحبت سی پیش
آیا اور اونہین اپنی ملک مین عہدہ ہای جلیل دیئے اور آخر الامر
اونکا مذہب قبول کر لیا اور راجگان ملک مذکور مین آخری راجہ
سلوما پیرمل نامی ایک عرب کی جہاز پر سوار ہو کر حج خانۂ کعبہ کو گیا
تاکہ باقی ایام زندگی وہان بسر کرے یہ بات قابل لحاظ ہی کہ آنحضرت
کی تشدد وظلم مین لوگون نے ایک غرض خاص سے مبالغہ کیا ہے واقع مین

واقع مین آنبانی بت پرستون اور لامذہبون کو ان دونون باتون مین
سے ایک بات قبول کرنیکا اختیار دیا تھا یعنی یا مسلمان ہون یا قتل
ہونا قبول کرین باقی رہی یہ چار فرقی یعنی یہود و نصاری و مجوس و
صابئین جنہین قرآن مین بہ لفظ اہل کتاب تعبیر کیا ہی پس انلوگونکو
آنحضرتؐ نے اپنی مذہب پر رہنے کی اجازت دی مگر اس شرط سے
کہ جزیہ دین اور امور ذلت و تحقیر گوارا کرین لیکن جو حد تنفذ و نسبت
کفار کے آنحضرتؐ نے مقرر کردی ہی اوس حد سے اہل اسلام نے
بہت کم تجاوز کیا جو عہد ان لوگون نے کفار سے کیا اکثر اوس کی
پابندی کی حالانکہ مجاہدین اسلام ظالم و جابر تھی لیکن بہ نسبت
تابعین پادریان اشام و قسطنطنیہ بہت حلیم و رحیم تھے پس بات
سچ ہی کہ اگر بعوض مسلمانون اور ترکون کی بادشاہان مغرب (یعنے
روم و قسطنطنیہ وغیرہ) اقلیم ایشیا مین حکمران ہوتی تو یہ بادشاہ
مسلمانون سے ایسی رعایت نہ کرتی جیسی مسلمانون نے عیسائیون سے
کی اسواسطے کہ او ہنون نے (یعنی بادشاہان نصاری مغرب نے) تو اپنی
ہم مذہبون سے جس شخص کو اپنی مسلک کی مخالف جانا اوس پر بڑی
ظلم و ستم کئی جیسا کہ مسٹر جیبو صاحب کہتے ہین کہ جیسا جور و ظلم
تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی ترک
مسلمانون نے بھی ان لوگون پر نہین کئے راقم کہتا ہی کہ جسقدر خون
ریزی عیسائیون نے آپس مین فقط واسطے اور نزاع بہالو کی

لڑائیون مین صرف غضب کی لیتی کی اوسقدر خونریزی تو مسلمانون نے
عیسائیون کی کل لڑائیون مین بھی نہین کی پس مناسب ہی کہ ایسی
متعصبین کی تعصب کا علاج کیا جاسے جو کہتی ہین کہ فرقہ اسلام بڑا
بیرحم ہے اسواسطی کہ ان لوگون نی اپنا مذہب اس طرح رواج دیا
کہ عیسائیون کو اختیار دیا کہ یا قتل ہونا قبول کرین یا اپنا مذہب ترک
کردینا یہہ قول کسیطرح صحیح نہین بلکہ مجاہدین اسلام عفو و رحم مین
نسبت تابعین پوپ کی ایسی تھی جیسی حواریین مسیح لیکن اتباع پوپ
کا ظلم او جور اوسکی حدون سی بڑھہ گیا تھا راقم کہتا ہی کہ بالفرض
آنحضرت صلعم کا مذہب روحانی نہین تاہم موافق عقل اور مفید خلایق
تو ہے اور واقع مین یہ مذہب اون عقاید باطلہ اور اوہام
فاسدہ مین جو اوس زمانہ مین عیسائیون مین مروج تھی اور
جنکے سبب مین دین مسیحی کا نام خراب ہوگیا تھا اور لوگون کے
اخلاق بگڑ گئے تھی اسطرح بنا کیا گیا تھا جس طرح کہ ایک شاہراہ
مضبوط ایک دلدل مین سے نکالی جاے اور اسبات مین کسیطرح کا
مبالغہ نہین کہ جب سی مسلمانون نی نشو و نما پایا جس فرقہ عیسائی
سے اونھین سابقہ پڑا اوس کی رسوم و عقاید و افعال ایسے
خراب اور لغو پائی کہ اونکی نظر سے گر گئے یہ امر تو کسیقدر واضح ہی
کہ حضرت موسیٰ فقط بنی اسرائیل کے ہدایت کی لیے مبعوث ہوے تھے
اور اون کی عصر رسالت مین حق تعالی کو اسقدر اہتمام تھا کہ اپنی امر

کے لیئے کہ کون لوگ اون کی امّت مین داخل ہو سکتے ہین ایک
قانون مقرر کیا تہا جسکی رو سی غیر شخصکو اولادِ یعقوب مین داخل ہونا
مشکل ہو گیا تہا اسواسطیکہ اونہین مین امّتِ موسی کا انحصار تہا
اور یہہ بات بہی کتبِ منسوبہ بہ حواریّین جنابِ مسیح ؑ سی ظاہر ہوتی
ہے کہ شاگردانِ مسیح ؑ کو اس بات مین تامّل تہا کہ سوا یہود کے
اور فرقون کی لوگ بہی اون کی زمرہ مین داخل ہون اور اون کے
وعظ و نصائح سے مستفید ہون اگرچہ بعد مشورہ کی یہ امر قرار
پایا تہا کہ سب مخالفین دینِ مسیحی کو انجیل سنائی جاہی اور یہہ بات تو
خود مورخین عیسائی کی کلام سے مفہوم ہوتی ہی کہ ہنوز مذہب
عیسوی نی دربارِ شاہی مین جلوہ نہ پایا تہا کہ اوسمین وہ صفائی
نہ رہی جو انجیل مین لکہی ہے یعنی بادشاہ اور اوس کی مصاحبین
نی ایسی حرکتین کین جو سراسر انجیل کے خلاف تہین اور جو لوگ
یہہ مذہب عوام النّاس کو تعلیم کرتے تہے اونہین غرور و حرص و
نفسانیت دامنگیر تہی اور اونہین آپسمین نااتفاقی پڑ گئی تہی اور
اون کی قلم ایک دوسرے کے مقابلہ مین ایسی روان ہوتی
تہی کہ نہ ہونی چاہئے جیسا کہ ملٹن کہتے ہین کہ بادشاہ قسطنطین کی عہد سے
بہت پیشتر اکثر عیسائیون کی عقاید اور افعال مین ایسی پاکیزگی
اور صداقت نہ رہی تہی جیسی سابق مین تہی اور حالانکہ بادشاہ
مذکور بہپا وریون کو مالا مال کر چکا تہا لیکن پہر بہی اون لوگون کی قناعت

نہ کی اور خطا سمجھا بادشاہی اور عہدہ ہای ملکی کے فراق مین پڑی
پس انجام یہ ہوا کہ دین مسیحی تباہ و برباد ہو گیا یہ حال قوانین انبیاء
بنی اسرائیل اور حواریین اور تابعین مسیح کا تھا اب آن حضرت صلعم کا
حال سنیے کہ سنہ ۶۱۲ع مین آپ ممالک مشرقیہ مین مبعوث ہوے
اور وہان مذہب اسلام قایم کیا اور اکثر بلاد اقالیم ایشیا اور افریقیہ
اور یورپ سے بت پرستی نیست و نابود کر دی اور آپ ہی کی بدولت
ان سب ملکون مین اب تک ایک خدای برحق کی عبادت باقی ہے
اور ان رسول عربی نے نعمات دنیا اور عاقبت کی وعدون سے
لاکھا آدمیون کی تالیف قلوب کی اور اہل انصاف یقین کرینگے کہ اگر
تابعین آنحضرت صلعم آپ کی نبی صادق اور برحق ہونیکا یقین واثق
ہمارا اقسم کہتا ہے کہ ہمدرد کا قول کیا ذکر بلکہ ضرور ہی کہ مشرک صاحب انصاف کو
بھی آنحضرت صلعم کی شریعت موافق طبیعت انسانی و رحمت ربانی
معلوم ہو اور از بسکہ آپ کی شریعت مذہب زردشتی او سے اور
ملت موسی سے افضل ہے لہذا چاہی کہ یہ شریعت اسقدر خلاف
عقل نہ معلوم ہو جسقدر کہ ان اسرار کاذبہ اور اوہام فاسدہ منافی
عقل ہین جو ساتوین صدی عیسوی مین عیسائیون کی اعتقادات
مین داخل تھے اور جنکی سبب سے انجیل کی صداقت پر حرف آگیا تھا
واقع مین قلوب اہل اسلام پر آنحضرت صلعم کی شریعت کا تصرف ہے
اور اسکی دلیل قاطع یہ ہی کہ حالانکہ اسلام کو اتنا زمانہ گذرا ہے کہ

چاہیئے تہا کہ مثل اور مذاہب کی اس مذہب مین بہی یہ نقص آجاتا یعنی
مخلوق کو خالق سمجہنا لیکن اس دین کی پیروا اپنے عقیدۂ توحید مین ہمیشہ
مستحکم رہے اور اغوای شیطانی مین نہ آئی اور اپنے معبود برحق کو تمام
ظاہری و باطنی انسانی سے مبرا سمجھے اور تعصب مذہبی اور وساوس
شیطانی سے محفوظ رہی اور معبود حقیقی کی صورت عقلی اور غیر محسوس
کو کسی جسم محسوس سے مشابہ کر کے ذلیل نہین کیا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ بس یہی عقیدۂ صاف اسلام کا ہمیشہ سے ہے بعض
لوگ گمان کرتے ہین کہ مذہب قران فقط بزور شمشیر رواج دیا گیا تہا
اور اکثر اشخاص کو اتبک یہی ظن فاسد ہے لیکن راقم کہتا ہی کہ
یہ غلطی عظیم ہے اسواسطی کہ اہل انصاف خالی عن التعصب والاعتساف
اس امر کو بلا حجت و تکرار تسلیم کرلین گی کہ آنحضرت کی شریعت
ممالک مشرقیہ کے لیئے نعمت عظمی تہی اسواسطی کہ اسی شریعت
کی بدولت اون ملکون مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہو گئی
اور اس ظلم کے بدلی نماز اور زکوۃ مقرر ہوئی اور اسی کی وسیلہ
سے ہمیشہ کی لڑائی جہگڑی موقوف ہو گئی اور اون کی عوض مین
سخاوت اور اور اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی
نسبت لازم ہین مروج ہوگئے لہذا ضرور ہے کہ ایسی شریعت کی
لوگون کی تہذیب اور شایستگی پر بہی اثر قوی کیا ہو پس ایسی
شریعت کو کیا ضرورت تہی کہ ایسی قتال اور جدال اور خونریزی سے

رواج دی جاتی جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بت پرستی دفع کرنے کے لیے
بلا وسوسہ قتل عام کیا پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہی کہ ایسی
شریعت کو بعوض تعریف و مدح کے لوگ یہ الزام دین کہ اوسی بدنام
کرین اور ازراہ جہالت و نافہمی اوسی ملزم و مطعون کرین حالانکہ
یہ شریعت منجملہ اون وسایل اور اسباب قویہ کی ہی جو جناب باری نے
اپنے دست قدرت سے درستی آرا و عقائد عباد کی لیے مہیا فرمائی ہین اب
راقم کہتا ہی کہ ممکن نہین کہ یہ سارا باب خواہ اس نظر سے دیکھیے کہ بانی
مذہب اسلام نے کسقدر ترقی کی اور کیا شہرت حاصل کی خواہ اس نظر
سے ملاحظہ کیجیے کہ خود شریعت اسلام نے کیا جلد رواج پایا کہ ان دونون
باتون مین عقل متحیر ہے دلچسپ ہو اور ناظرین کی مطبوع خاطر نہو
اور اس بات مین کوئی شک نہین کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور
دین مسیحی کی تحقیق کی ہے اور ان دونون مذہبون کے اوصاف مین
مقابلہ اور محاکمہ کیا ہی اون مین سے ایسے کم ہون گے جو بعض مقامات
پر متعجب اور متحیر نہو گئے ہین اور آخر مجبور ہو کر تسلیم کر لیا ہو کہ ضرور
ہے کہ حق تعالی نے شریعت اسلام بہت سی منافع معقول اور مصالح
نیک کے لیے مقرر کی ہی بلکہ اس بات کا بھی اون لوگون کو وثوق بہم
پہونچا ہوگا کہ اگر اس شریعت سے اور کچھ فایدہ نہین ہوا تو یہ نفع تو ہو
گیا کہ اس کے وسیلہ سے لاکھا امور نیک ظاہر ہوئے فقط ✻ باب دوم ✻

علوم اہل اسلام

جو امر آخر باب سابق مین بیان کیا گیا ہی اوسکی صحت و دلایل اور
کیفیات مرقومہ ذیل سے زیادہ تر واضح اور لائح ہو جائیگی (راقم گمان
کرتا ہی کہ کبھی کوئی قوم ایسی نہین ہوئی جسنے علم کو ایسا مستحسن اور ممدوح
سمجھا ہو اور اسقدر اوس کی تعظیم و توقیر کی ہو جسقدر عرب نے کی
چنانچہ ایک شخص شعرائے اہل اسلام مین سے کہتا ہی کہ جب مین
کسی عالم کو دیکھتا ہون آرزو کرتا ہون کہ اوسکے قدمون پر گر پڑون
اور اوس کی خاک پا چوم لون مخفی نرہے کہ قران و حدیث دونون
مین اس امر صریح یعنی (تعظیم و توقیر علماء کی) تاکید ہی چنانچہ آنحضرت صلعم
سے روایت ہی کہ مداد قلم عالم اور خون شہید دونون کی ایک قدر و
منزلت ہی دوسری حدیث مین فرماتی ہین کہ بہشت کہلا ہی اوس شخص
کے لیئے جو اپنے بعد اپنا قلم اور روشنائی چھوڑ جاتا ہی یعنی جو شخص خود
علم حاصل کرتا ہے اور اس فعل کے ذریعہ سے اپنی اولاد و احفاد کو
تحصیل علم کی ترغیب دیتا ہے تیسری حدیث مین فرماتے ہین
کہ بناء عالم فقط چار چیزون پر ہی عقلا کا علم امرا کا انصاف صلحا کی نماز
اور بہادرون کی شجاعت لکن علم کی قدر و منزلت کا زیادہ تر یہ سبب ہی
کہ خود جناب باری قران مین فرماتا ہی کہ مال بے قدر اور علم بہا ہی
اور خود آن حضرت نے بہی تعریف و ترغیب علم مین بہت مبالغہ
فرمایا ہے اور حضرت علی آپکی داماد فرماتی ہین کہ حق تعالی کا عین
عدل و انصاف ہے کہ ہمین دولت نہ دی اور علم عنایت کیا راقم

کہتا ہی کہ ہر قسم کی دلایل سی ثابت ہوتا ہی کہ جن لوگون نی پہلے
فلسفہ اور ادر علوم و فنون کو (جنہین بعض علماء نی علوم قدیم
اور علوم جدید مین علاقہ تعبیر کیا ہی) رواج دیا وہ مسلمانان اقلیم
ایشیا اور ملک اسپانیہ تہی اور اس امر مین خلفائی بنی عباس
اور بنی امیہ اون کی معین و متکفل ہوئے اور جو علوم کہ پیشتر
یورپ (یعنی فرنگستان) مین ممالک شرقیہ سے آئی تہی دوبارا
اونکا رواج اوس اقلیم مین طبایع عالیہ اہل اسلام کے ذریعہ سی ہوا اور
یہ بات تو بہت مشہور ہی کہ قریب چہ سے برس کی عرصہ تک قوم
عرب مین علوم و فنون کی بہت ترقی رہی لکن بخلاف انکی یورپ کے لوگون مین
جہالت محض کا غلبہ رہا اور گویا علم ہم مین سی بالکل مفقود ہو گیا
تہا جیسا کہ شام صہبا مورخ کہتی ہین کہ مورخین مستعدین علی الاتفاق
کہتے ہین کہ کوئی چیز اسقدر غم انگیز اور لایق افسوس نہین
جسقدر کہ وہ ظلمت جہالت ہی جو دسوین صدی عیسوی مین
تمام ممالک مغربیہ پر چہا گئی تہی اور اوس کی ضرر اوس تاریکی کا یہ تہا کہ
علم ادب اور فلسفہ تو بالکل مفقود ہو گیا تہا لہذا اوس زمانہ کو زمانہ
آہنی رومیون کا کہنا چاہیے (زمانہ آہنی سی یہ کنایہ ہے کہ بسبب
جہالت کی خلق و حلم لوگون سے جاتا رہا تہا اور اون کی اخلاق
و عادات مین سختی اور درشتی بڑہ گئی تہی) اور فلسفہ روم فقط
منطق اور معقولات مین منحصر تہا اور انہین علوم کو اہل روم

اہل روم کل مایہ و بساط العقل انسانی سمجھتے تھے یہ امر یقینی ہے کہ حکماء عرب نے بہت سے مدارس ملک اسپانیہ اور اطالیہ مین بنا کیے تھے اور سیکڑون علمائے محققین اون ملکون مین گئے اور اصول اور قواعد فلسفہ عربی اخذ کر کے مدارس نصاری مین مروج کیے اور اس بات کا انکار بھی نہین ہو سکتا کہ تمام علوم طبیعیات و نجوم و ریاضی جو دسوین صدی سے اقلیم یورپ مین مروج ہوئے مدارس عربیہ سے ماخوذ ہوئے تھے اور خاص کر کے مسلمانان اسپانیہ کو فلسفہ یورپ کے آبا یعنی اصول سمجھنا چاہیے اور اس زمانہ کے شعرائے یورپ نے مضامین اور خیالات شعر پہلی عرب سے اخذ کیے ہین جو منافع اور فوائد ان لوگون نے (یعنی عربانی) اور ملکون کی فتح سے حاصل کیے تھے او نہین ضایع نہین کیا بلکہ اون سے عمدہ نتایج پیدا کیے اور تھوڑے ہی عرصے مین ایک علیحدہ زبان اور علم ادب ایجاد کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو علوم عقلیہ مین ایسی جلد ترقی کی کہ اون سے پیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کی تھی آٹھ سے برس کے عرصے مین علوم یونان نے رواج پایا تھا اور اسیقدر قدر زمانہ مین علما و شعراء روم نے بھی نشو و نما حاصل کیا تھا اور اسی قدر زمانہ مین اہل فرانس نے بھی علم ادب مین ترقی کی تھی لیکن اعراب کی ذہانت کو دیکھنا چاہیے کہ ہنوز ڈیڑھ سے برس بھی ہجرت کو نہ گذرے تھے کہ یہ لوگ علوم مین اور قومون

پر کوئی سبقت لیگئی اور فلسفہ اور نجوم اور علوم وفنون متقدمین کو شایع اور رائج کیا رومیون اور گوتہہ نے قریب دو سو برس کی عرصہ مین ملک اسپانیہ کو بالکل فتح کر لیا تہا لیکن عرب کی شجاعت کو ملاحظہ کیجیے کہ ان لوگون نے فقط بیس برس کے زمانہ مین اوسی جزیرہ نما (یعنی ملک اسپانیہ) کو مغلوب کر لیا اور کوہ پرنیز کو طی کر کے فرانسیس کے بیچون بیچ مین پہونچ گئے اور جسقدر جلد اوس ملک کو فتح کیا اوسی قدر وہان علم کو جلد رواج دیا پوشیدہ نہ ہے کہ ابتدا مین حضرت علیؓ آنحضرتؐ کی چچازاد بہائی اور خلیفہ چہارم نے ترقی علوم مین اعانت اور کفالت کی اور عہد معویہ مین جسکی نسل مین خلافت موروثی ہوگئی تہی عرب نے علوم وفنون یونانیین جمع کیے اور بعد معویہ کے ابوجعفر منصور جو خاندان بنی عباس مین سے دوسرا خلیفہ تہا ترقی علوم مین معین اور متکفل ہوا اور باوجودیکہ خلیفہ مذکور کو دفع غدر وفساد اور فتح ممالک و بلاد سے مہلت نہ تہی تاہم اوسے ترقی علوم کا شوق رہا اور اس امر مین صرف اوقات اور مال سے دریغ نہ کیا اور بغداد کو جو علو و رفعت اور کثرت آبادی مین مثل نہین رکہتا تہا دار الخلافت قرار دیا جو پانچ سے برس سے زیادہ تک اوس کی اولاد و احفاد کا پائی تخت رہا ہارون الرشید جسکی شجاعت اور ہنر جنگ سے یونانی بہت خایف رہتے تہے اپنے آبا و اجداد سے زیادہ

یورپ مین مشہور تہا اور خاص کرکے صلاح و سداد حسن لائق
شوقِ علوم اور ترقی فنون مین خلیفہ موصوف نی اوس ملک مین
بڑا نام پیدا کیا تہا اور یہ خلیفہ اور شارلیمین بادشاہ یورپ مین
بڑی محبت اور تپاک اور نامہ و پیام رہتا تہا بادشاہ موصوف بہی
بڑا محقق مدقق اور شائق اور معین علم تہا اور اون جاہل اور
وحشی قومون مین جو اوس کے ملک کی قریب رہتی تہین اونکو بہی
علوم و فنون رواج دیتے تہے لیکن مامون الرشید پسر خلیفہ موصوف
نے کتب خانہ عربی کی بنا ڈالی اور اس امر کی تعریف کا وہی مستحق ہوا
سیکڑون اونٹ کتابون سے لدے ہوئے اوسکی دار الخلافت مین
ہمیشہ آتی دکہائی دیتی تہے اور عرصہ قلیل مین سوہل سی اصفہان
تک دولتِ علم پہیلگئی اور بغداد کوفہ بصرہ قاہرہ فیض مراکو کارڈوا
گرانادا والینشیا اور سویل ان سب بلاد مین فصاحتِ علمی اور طلاقت
لسانی عام ہوگئی اور بلادِ مغربی مین فلسفہ بہی بہت جلد رائج ہوگیا
تہا خاص کر کے فلسفہ ارسطو جسی عرب مثل خدا کی مانتے تہی الغرض
ان سب خلفا کی عہد مین علم نی بڑی ترقی کی اور خوب رواج پایا اور کتب خانہ
عربی مین علوم یونان اور روم گویا از سر نو زندہ ہو گئے اور
شعر و سخن کا بہی بہت چرچا ہوا اور اگرچہ اشعار فقط نصیحت آمیز
اور عاشقانہ ہوتے تہے تاہم بہت خوبصورتی کے ساتہ نظم
کیے جاتے تہے اور نثرِ مقفی بہی مستعمل تہی پس اس طرح سے نوین صدی

چودھوین صدی عیسوی تک نور علم مدارس عربی سے ساطع و لامع رہا بعد خلفائے عباسیہ کی عبد الرحمن والیان ملک اسپانیہ ترقی علوم مین شہرۂ آفاق ہوئے احکام مذکورین ایک شخص عبد الرحمن نامی کی نسل سے تھے جس نے ۷۵۶ء مین سلطنت بنی امیہ ملک مذکور مین قایم کی تھی ان مین سے تیسرا اور آخری حاکم عبد الرحمن سب سے زیادہ ترذی اقتدار تھا اور آٹھوان خلیفہ تھا اور بیشتر اسی نے خطاب امیر المومنین حاصل کیا تھا اس خلیفہ کے عہد مین بعض بلاد نے ایسی قوت پکڑلی کہ غدر و فساد کا خوف ہوا اور آخر عرصہ قلیل مین خاندان خلفاء بنی امیہ کو غارت کردیا اس غدر کے دفع کرنے کی لیے خلیفہ موصوف کو عقل آزمائی اور جرأت نمائی کرنی پڑی لکن حتے الامکان ترقی علوم مین ہر وقت مستعد رہا اس خلیفہ نے دسوین صدی عیسوی مین پچاس برس سے زیادہ خلافت کی اور اوس زمانہ مین اہل یورپ اپنی علوم سے تو بے بہرہ ہو گئی تھی لکن اوس خلیفہ کی زبان مین بڑی ترقی کی تھی اور اسی خلیفہ کے عہد مین ہمارگون کی ظلمت جہالت پر شعاع نور علم پڑی مدارس بخارا و بغداد وغیرہ اگرچہ بہت مشہور تھے لکن اسقدر دور تھے کہ ساماان اور طالب العلمان یورپ کو وہان تک جانے کی جسارت پڑتی تھی اور اگر خلیفہ مذکور کی اعانت و کفالت سے ملک اسپانیہ مین مدارس نہ جاری ہوتی

یا علوم عربیہ اچھی طرح نہ محسوس ہوتی بلکہ بالکل مفقود ہوجاتے
واقع یہ ہیں عبد الرحمن بڑا مروج علوم تھا اور شان وشوکت محکمہ جات
شاہی اور حسن عمارات مکانات سلطانی اور عمدگی باغات میں اگر
اور بادشاہان ممالک مغربیہ سے بڑھ کی نہ تھا تو کم بھی نہ تھا اور
اس خلیفہ نے ایک شہر مسمی بہ زہرہ جسمین ایک بارگاہ سلطانی
بھی تھی شہر کارڈوا سی تین میل کے فاصلہ پر پچیس برس کے
عرصے میں چھ لاکھ روپیہ لگا کر بنا کیا تھا اور اوس کی محل میں
چھ ہزار سے زیادہ خواصیں اور کنیزیں اور غلام وغیرہ تھی اور اوس
کے ہمراہیان شکار ایک فوج قطار بارہ ہزار سوار کی تھی اب اس
مقام پر راقم اصل مطلب چھوڑ کر ایک اعتراض نسبت خلیفہ عمر کے
بیان کرتا ہے اور اوسکا جواب بھی عرض کرتا ہی وہ اعتراض یہ ہے
کہ سنہ ۶۴۱ء میں خلیفہ مذکور نے اپنی نایب عمرو کو حکم کیا کہ کتب خانہ
اسکندریہ تباہ کر دیے اور اوس کی کتابوں کو بعوض ہیمہ سوختنی
اوس شہر کے حماموں میں جلوا دیے راقم معارضتہً کہتا ہی کہ
یہ کوئی اعتراض معقول نہیں اسواسطیکہ یہ بات طشت ازبام فتادہ
ہے کہ جولیس قیصر روم کی لڑائی میں کتب خانہ بطلیموسی جس میں
چار یا سات لاکھ جلد تھی جلا ڈالا گیا تھا علاوہ اس جواب کی اور بہت
سے جوابات اس بہتان کے ہوسکتی ہیں جسکو مورخین ذی لیاقت نے
صراحت بیان کیا ہے اور اون جوابات سی ثابت ہوجائیگا کہ یہ تہمت

بلکل بے اصل ہے پہلا جواب یہ ہی کہ واقع مین ایسی فعل کے ارتکاب
ہی مخالفت شریعت آن حضرت لازم آتی تہی اسواسطیکہ آپ نی حکم
قطعی فرمایا ہے کہ کتب مذہبی یہود و نصاری جو بذریعہ فتح کے ہاتھہ
مین ہرگز برباد نہ کیجاییں ہان البتہ کتب علوم باطلہ مثل تاریخ شعر
حکمت وغیرہ کی بارے مین مومنین کو اختیار ہے جس طرح اپنا فایدہ
دیکہین اسطرح اونہین استعمال مین لائین دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو الفرج جسکی
کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفاء سے یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے چہ سو برس
بعد اس واقعہ کے گذرا تہا پس اگر یہ امر واقع ہوا ہوتا تو مورخین
عیسائی اور اہل مصر جو ابو الفرج سے کہین پیشتر تہے
کیون اس امر مین ساکت رہتی تیسرا جواب یہ ہی کہ اکثر جسنی
کتب خانہ اسکندریہ کی بابت بڑی تحقیق و تفتیش کی تہی اس
قصہ کو فقط کہانی یعنی دروغ ٹہراتا ہے اسواسطیکہ جو کتب خانہ اسکندریہ
کے پرانی ہی پرانی اور بڑے سے بڑے تہے وہ بہی تو چوتہی صدی عیسوی
سے پیشتر نہ تہی تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ مورخین حال ہی ابہی تک اسی
قصہ کو باربار بیان کرتے ہین اسواسطیکہ گبن صاحب مورخ اس قصہ
مین شک رکہتی ہین بہ اینوجہ کہ اولاً تو یہ ماجرا خود یقینی نہین ثانیاً
اوس زمانہ کی کسی مورخ عیسائی یا مسلمان کی کلام سے اس کی سند
نہین ملتی مورخ موصوف کہتی ہین کہ فرض کیجیے کہ ایک بڑا انبار
دلایل اور مباحث عربیہ کا واقع مین حمامون مین جلا ڈالا گیا تہا تاہم

امر سے یہ

امید ہی کہ حکیم منصف کہی کہ خیر کیا مضائقہ آخر یہ کتب خانہ آدمی ہی
کے کام آیا راقم کہتا ہی کہ فرض کیجیے کہ یہ بات صحیح ہے کہ مسلمانون
نے کتب خانۂ اسکندریہ جلا ڈالا لیکن یہ الزام اون کی نسبت وہ لوگ
کیونکر کر سکتے ہین جنکی روبرو زیمنس پادری نی تمام کتب عرب تواریخ
وطب وزراعت باین حیلہ جلوادی کہ یہ سب قرآن ہین اور اون لوگون
نے اس فعل ناشایستہ کی کچھ مزاحمت نہ کی اور اسیطرحسی بارگاہ سلطانی
مسمی بیمپلیس (یعنی گرمی کا مکان) اور اور عمارات اور اور تواریخ
چین بہی عیسائیون نے جلوا دیے اب راقم پہر اصل مطلب
عرض کرتا ہی اپس واضح ہو کہ جسقدر احسانات بیان ہوئے اونسی
بہی زیادہ تر اہل اسلام کے احسانات یورپ پر ہین اسواسطے کہ
قطع نظر اسکے کہ مسلمانون سی جہاد کرنے مین ایک فایدہ ہملوگون کو
یہ ہوا کہ اپس کے لڑائی جہگڑے مٹ گئی اور وہ غدر وفساد اور
بدانتظامی جاتی رہی جسکے دفع ہونے سے ہملوگ بادشاہون اور
امیرون کی ظلم وتعدی سے بچ گئی اور ہماری آزادی کی بناء مستحکم
قائم ہوئی ہملوگون کو یہ احسانات بہی اہل اسلام کے فراموش نہ کرنی
چاہییں کہ انہین لوگون نے اکثر حکماے یونان کی کتب کے
اوس زمانہ مین حفاظت وحراست کی جبکہ ظلمت جہالت نی ہمارے
ملک کو احاطہ کرلیا تہا اور انہین لوگون نے علوم قدیم اور علوم جدید
مین ربط اور علاقہ پیدا کیا اور انہین نے بڑے تدبر وجہد سی بعض

عمدہ ترین علوم و فنون مثل ریاضی و طب وغیرہ رواج دیئے ملک اسپانیہ
سسلیہ اور کیسینیو اوس زمانہ مین مہادِ علم تھے اور مصنفاتِ ابو علی سینا
اور حکمائے اسلام کے مطالعہ سے سرگشتگان وادی جہالت نی علم کی راہ
پائی اہل اسلام کو علمِ جغرافیہ سے ایسا شوق تہا اور ایسی مہارت بہم پہنچائی
تھی کہ افریقیہ کی صحراؤن مین سلطنتین بنا کی تہین اور ان لوگون نے
ہمیشہ علم کی قدر و منزلت کی اور یہ امر فقط اوسی زمانہ مین نہ تہا جب کہ
اونہون نے علوم مین ترقی کی تہی بلکہ ابتدائے اسلام سے یہی کیفیت رہی
چنانچہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ دل بغیر علم کے ایسا ہی جیسا جسم
بغیر روح کے اور یہ بہی ارشاد کرتے ہین کہ عزت دولت مین نہین
بلکہ علم مین ہے اور آپ نی اپنی امت سے فرمایا ہے کہ تلاش علم
بعید ترین طبقات زمین مین کرو واضح ہو کہ بڑی مدت تک خلافت
انحضرت صلعم ایک خاندان شاہی مین رہی اور اس خاندان کے خلفا اون
سلاطین کے ہم مرتبہ تھے جو بڑے ذیعلم اور ذی لیاقت ہوتے ہین
اور اونہون نے اختلافات مذہبی کا لحاظ نہین کیا چنانچہ خلیفہ مامون
نے ایک شخص عیسائی مسمے بہ موسل کے بارے مین کہا کہ مین اس مرد
عالم کو دوست رکہتا ہون نہ اسواسطے کہ امور مذہبی مین میرا ہادی ہو
بلکہ اس لیئے کہ علوم و فنون مین میرا معلم ہو حالانکہ لوگون نے
خلیفہ موصوف پر یہ الزام کیا کہ نصرانی مذکور کو مدرسہ دمشق کا مدرس
اعلی مقرر کیا ہے راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے کہ جسنے اوس جنگ

آخری پر تاسف اور افسوس نہین کیا جس لڑائی سے سلطنت اسلام
ملک اسپانیہ سی جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہی جسکا دل اوس قوم
شجاع اور سخی (یعنی اہل اسلام) کی جوشش مدح و تعریف سی آمندہ نہ آیا ہو
جس قوم کے بارے مین مؤرخین مخالفین بہی اعتراف کرتے ہین کہ
آٹھ سو برس سلطنت کی لکن اس عرصۂ دراز مین کبہی کسی پر ظلم نہین
کیا اور ایک قطرۂ خون ناحق بہی نہین بہایا اور کون شخص عیسائیون
مین سے اس امر کی دیکہنی سے شرمندہ نہین ہوا کہ پادری لوگ
اور امراکو اشتغالی تہے کہ اہل اسلام سے ایسی تعصب اور بیرحمی
سے پیش آئین کہ کبہی کوئی شخص کسی سے نہ پیش آیا ہوگا حالانکہ
مسلمانون نے عیسائیون سی انسانیت کی تہی اور اون کی حفاظت
اور حراست کی تہی اور کون شخص پادری زیمنیس کی اس حرکت ناشائستہ
اور متعصبانہ سے سرور گریبان خجالت نہین ہوا کہ اوسنے کتب
حکماء و شعراء و ریاضیین شہر کارڈوا جلوا دین حالانکہ یہہ کتب
بادشاہان جلیل الشان اسلام نے سات سو برس کی عرصے مین جمع
کی تہین اور یہی کتابین اون کی علوم کی مایہ و بساط تہین اچہا
ہوا کہ لوگون کو اسقدر آگاہی کتب عربیہ سے بوسیلہ کتب
تحریرات راجر بیکن صاحب بہم پہونچی مصنف موصوف سنہ ۱۲۱۴ع
مین پیدا ہوے تہے اور ممالک مشرقیہ کی زبانون سی واقف تہے
چنانچہ اونہون نی ثابت بن ابو القراء اور شعراء و مصنفین عرب کے

عبارات اپنی تصنیفات مین نقل کیئے ہین اور مصنف موصوف
مصنفین عرب سے بہی اوسیقدر واقف تہی جسقدر کہ مولفین یونان
اور روم سے آگاہ تہی اور خاص کر کے ابو علی سینا کو بخوبی جانتی تہی
جسی وہ رئیس اور سلطان فلسفہ کہتے ہین یہ سب جانتی ہین کہ ہمارے
افضل الحکماء بیکن صاحب نے اصول اولیہ اپنے فلسفہ عملی کے اپنے
ہمنام راجر بیکن صاحب سی اخذ کیی پس یہ بات بلانزاع ثابت ہوتی
ہے کہ طریقہ فلسفہ بیکن صاحب اولاد اسمعیل یعنی عرب اور اتباع
محمد صلعم سے ماخوذ ہوا ہے بعض اشخاص ازراہ نادانی کہتے ہین کہ
اس زمانہ مین دین اسلام علوم و فنون کا دشمن ہے اس قول
باطل کے جواب مین بعض اشخاص کہتی ہین کہ اہل اسلام نی تو ہم لوگون
سے بھی زیادہ علوم مین ترقی کی ہے اور تحصیل علم کو فرائض
ضروریۂ مذہب مین داخل کیا ہے اور انلوگون کے نزدیک واجب
ہے کہ اطفال پانچ برس کی سن مین مدرسہ بھیجے جائین اور
بادشاہ کو فرض ہی کہ اپنی رعایا کو تعلیم دے تاکہ وہ احکام ضروریۂ
دین سمجھ سکین اور والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو وہ باتین
سکہائین جنسے وہ اپنی معاش حاصل کرسکین اور ہر طالب علم کو
کوئی ہنر دستی بھی سکہایا جاتا ہے چنانچہ بعض طلبہ اسی طرح اپنی معاش
حاصل کرتے ہین لیکن بادشاہان اسلام کو امر تعلیم مین کچھ بھی
تردد نہین کرنا پڑتا اسواسطے کہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنے

لڑکون کو

لڑکون کو اپنے صرف سے پڑہواتی ہین چنانچہ قسطنطنیہ مین اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ بعض محلون مین آگ لگجاتی ہے اور مکانات جل جاتے
ہین تو رعایا کو اپنی طرف سے از سر نو مدرسہ کی تعمیر کرنی پڑتی ہی لیکن
مسجد از سر نو نہین تعمیر کیجاتی جبتک کہ یا سرکار نے جو اوس مسجد کا
خرچ مقرر کیا ہے اوسمین سی کچھ نہ ملے یا کوئی شخص [illegible] اپنے پاس سے
بنوا دے بعض اشخاص کہتی ہین کہ آجکل ترکستان (یعنی مملکت سلطان
روم) ملک بے قانون ہی لکن اگر غور کیجیے تو یہ قول بہی بالکل
غلط ہے اسواسطے کہ ساری دنیا مین فقط ترکستان ہی ایسا ملک ہے
جسکا بادشاہ غصب حقوق رعایا کا درپے نہین رہتا بلکہ برخلاف اسکے
اون کی حقوق رسانی مین مصروف رہتا ہے اور سلطان روم کو
یہ اختیار نہین کہ رعایا پر ٹکٹ باندہے یا قانون بنا لے یا اور کسی
بادشاہ سے لڑنیکا قصد کرے یا کسی شخص سے کچہ قرض لے راقم کہتا ہے
کہ اگر قوانین شریعت اسلام یورپ کے کسی ملک مین جاری کیے جائین
تو وہان کے لوگ اونہین بہت مستحسن سمجہین اسواسطیکہ ان قوانین
سے اون کی آزادی اور رفاہ متصور ہے لیکن ان قواعد کی تعمیل
اون ملکون مین غیر ممکن ہے اگر اہل اسلام کی معرکہائی جنگ کو پوچہی
تو اسمین شک نہین کہ ان کی شجاعت اور مردانگی سے زیادہ کسی قوم
کی بہادری اور کارنمائی درج تاریخ نہین بہلا اس سے عجیب کیا بات
ہوگی کہ مسلمانون کی سلطنت آبنائی جبرالٹر سے ہندوستان تک

(کہ رسون کی راہ ہے) قایم ہو گئی سبحان اللہ کیا شجاعت اور جرأت ایمان ہے کہ ایک طرف ترک اور ایک طرف تاتاری اپنی شجاعت کی شان و شوکت اور نام آور ہی مین سبحان و دل مصروف ہین اگر ممکن ہو تو سلاطین نصاری مین سے بھی کسی بادشاہ کا نام لیجیے جو صلاح الدین تیمور لنگ امورت سجازت محمد ثانی اور سلیمان کے ہمپایہ ہو سکی کیا یہ غلط ہے کہ مسلمانون نے دین مسیحی کو کوہ پرنیز سے آگے نہ بڑھنے دیا اون لوگون نے ملک اطالیہ پر حملہ نہین کیا اور ملک فرانسیس کی بیچو بیچ مین نہین پہونچ گئے کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ ترکون نے حدود ملک جرمن اور خلیج وینس تک فتح کر لیا تھا کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ تمام بادشاہان نصاری نے ایکہ کیا اور مسلمانون سے جہاد کرنے پر مستعد ہوئے اور پادریان روم نے اس مہم کے سر کرنے کے لئے اسقدر فوج اور روپیہ دیا کہ جہادنیان اور خزانی خالی ہو گئے اور یہ افواج قاہرہ مثل اوس بحر مواج کے تھین جسکی موجین مغرب سے مشرق تک جاتی ہین لکن جب یہ فوج قہار لشکر جبار اسلام کے مقابلہ مین آئی تو اسطرح شکست ہو گئی کہ جس طرح کوئی جہاز بڑے سخت پتھر سے ٹکرا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اس فرقہ جبار کی فتوحات بحری فتوحات بری سے بھی زیادہ تر حیرت افزا ہین آنحضرت کے زمانہ مین سمندر مین عرب کا ایسا خوف تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اس بحر عظیم کا حایل ہونا مسلمانون کے لیے

غرض جنگ کیا عذرِ قوی سے ایک قرن بھی نہ گذرا تھا کہ رایتِ ظفر آیت
اہلِ اسلام بحیرۂ روم میں لہراتا نظر آیا اور آخر الامر ان لوگون نے
جزیرۂ کریٹ اور اور جزائرِ یونان فتح کر لیئے جزیرۂ سلی مسلمانان
افریقیہ شمالی کا شکار ہوا اور انھین لوگون نی جزائر سارڈینیا اور
سارڈینیا مین بستیان بسائین اور انپر اونکا قبضہ ہمیشہ رہا تقریبًا
مدت تک ان لوگون کا قبضہ بحیرۂ روم پر رہا اور خواہ اغراضِ تجارت
خواہ بغرضِ جنگ بحیرۂ مذکورہ کو اپنی قبضہ سے نکلنی دیا
اور ان لوگون کی بعض جہاز بھی بہت بڑے تیار کیے تھے چنانچہ قریب
۹۰۰ع کی عبد الرحمن نی جو مسلمانون کیطرف سی اکثر بلادِ اسپانیہ
کا حاکم تھا اتنا بڑا جہاز تیار کیا تھا کہ ویسا جہاز اون اطراف مین
کبھی نہ دیکھا گیا تھا اور بہت سا اسبابِ تجارت اوس جہاز پر بار
کرا کے بلادِ مشرقیہ مین بھیجنے کے لیے بھیجا تھا اتفاقًا راہ مین اس
جہاز کو ایک اور جہاز ملا جسپر امیرِ جزیرۂ سلی نے تحفتًا
والی بعض بلادِ افریقیہ کو کچھ چیزین بھیجی تھین عبد الرحمن کے
لوگون نی اوس جہاز کو گرفتار کر لیا اور لوٹ لیا اس حرکت پر
متغیر والی جزیرۂ سلی نے ایک بڑا بڑا جہاز و نکالا تیار کیا اور اس
بیڑے کے لوگون نے ایک جہاز اسپانیہ کا گرفتار کر لیا جسپر بہت سا
اسباب قیمتی اسکندریہ سے خاص عبد الرحمن کی لیے بھیجا گیا تھا
اکثر مسلمانون نے بڑے بڑے جہاز تیار کیے ہین چنانچہ بعض

مؤرخین کہتے ہین کہ گمان غالب ہے کہ انھین جہازون کی وضع کو دیکھ
نصاری اسپانیہ نے بھی بڑے بڑے جہاز تیار کیے اور انکو استعمال
مین لائے اور فلپ ثانی کے عہد مین اہل اسپانیہ انھین جہازون
کے لیئے مشہور تھے اور اس بادشاہ نے ایک بڑا بیڑا جہازون کا
انگریزون کے مقابلہ کو بھیجا تھا اور اوسکا نام فوج منصور رکھا
تھا اور اوس کے جہاز انگریزون کے جہازون سے بھی بہت بڑے تھے راقم کہتا ہے کہ
جن مؤرخین عیسائی نے ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے اون سے
زیادہ کسی نے مسلمانون کے بارے مین بے انصافی نہین کی ہے
چنانچہ یہ مؤرخین متعصبین کہتے ہین کہ جسقدر انیسوین صدی مین
انگریزون نے بعد فتح ہندوستان وہان کے لوگون سے حلم و رحم کیا
اوسی قدر چودہوین صدی عیسوی مین سلاطین مغل نے اونپر ظلم و تعدی
کی راقم کہتا ہے کہ اگر ان مؤرخین کی نیت اچھی ہوتی (یعنی
اگر تعصب نکرتے) تو اون کو لازم تھا کہ امور سہ گانہ ذیل مین
اہل اسلام اور عیسائیون مین مقابلہ کرتے تاکہ معلوم ہوجاتا کہ کسنی
رحم کیا اور کس نے ظلم امر اول مسلمانون کا حملہ ہندوستان پر اور
نارمن کا حملہ انگلستان پر امر دوم سلاطین اسلام کے افعال و عادات
اور اون کے معاصرین بادشاہان ممالک مغربیہ (یعنی یورپ کی) کے افعال
و عادات امر سوم بادشاہان اسلام کی جنگ چودہوین صدی مین
اور ہماری (یعنی انگریزون کی) لڑائیان اہل فرانس سے اور ہمارے

مجاہدہ مسلمانون سے امر چہارم مسلمانون کی فتح سے ہنود کی چال چلن پر
کیا اثر پیدا ہوا اور نارمن کی فتح سے انگریزون کے اوضاع و اطوار
پر کیا اثر ہوا کہ اوس زمانہ مین (جب نارمن نے انگلستان کو فتح کیا
تھا) یہ حال تھا کہ اگر کسی شخص کو اتفاقا انگریز سے خطاب کرتے تو برا مانتا
تھا اور اسے اپنی ذلت سمجھتا تھا اور جو لوگ عدل و انصاف کے لیے مقرر
کیے گئے تھے وہی معدن ظلم و جور تھے اور جن حکام کا یہ کام تھا کہ انصاف
سے فیصلہ کرین وہی بڑے ظالم اور طماع تھے اور امراء وہان
آتش طمع زر ایسی مشتعل تھی کہ اونہین صرف اس سے غرض تھی کہ
کسی طرح روپیہ ملے چاہے کسی پر کیسا ہی جبر ہو اور عیاشی ایسی
بڑھ گئی تھی کہ ایک شاہزادہ اسکاٹلینڈ نے مجبور ہو کر لباس زنانہ اختیار
کیا تاکہ ہتک آبرو سے بچ جاے کہتے ہین کہ تاریخ سلاطین ہندوستان
۱۳۱ ایسے ظلمون سے مملو ہے جنکے سننے سے افسوس ہوتا ہے لیکن راقم کہتا ہے
کہ ان سلاطین نے تو ایسے ظلم نہین کیے جیسے کہ اونکے معاصرین یا شاہان
نصاری نے کیے اسواسطے کہ جب آخر صدی یازدہم عیسوی مین مجاہدین
نصاری نے بسرداری گاڈفری بولین بیت المقدس پر حملہ کیا تو مسلمان
بجمعیت چالیس ہزار قلعہ بند ہوے اور جب عیسائی قلعہ مین در آئے
تو سب مسلمانون کو بلا قید تہ تیغ کیا اور نہ ہتھیار بہادرون کو بچا سکے
نہ اطاعت نامردون کو پناہ دے سکے اور صغیر و کبیر عورت و مرد کسی پر
رحم نہ کیا اور اونہین تلوارون سے شیر خوارون کو بھی مارا جسے اونکی

اون کو قتل کیا تھا کہ جہاں بیت المقدس میں لاشوں کی انبار لگی تھی
اور ہر گھر سے آواز درد والم اور صدائے حسرت و حیرت بلند تھی لیکن جب دوسری
لڑائی میں سلطان صلاح الدین بادشاہ شام و مصر نے بیت المقدس
چھین لیا اور محصورین قلعہ نے اوسکی اطاعت قبول کر لی تو اوسنے پھر
اونہیں قتل نہ کیا اور اسیران نصاری پر بڑی مہربانی کی اور اونمیں
سے جو لوگ غریب تھے اونہیں بے کچھ لیے رہا کر دیا اس سلطان نیکنام
کے نام کو آگے بھلا فلپ بادشاہ فرانس کے حیلوں کو اور خود بادشاہ
رچارڈ کے نام کو کب رونق ہو سکتی ہے یہ بادشاہ علم ادب سے
تو کم ماہر تھا لیکن علوم عقلیہ سے بخوبی واقف تھا اور اسی ہمیشہ تشنگی رہا
کہ زمانہ جنگ میں بھی علماء و فضلا کی تعظیم و تکریم کی اور خود تو ایسا
پرہیزگار تھا جیسی فقیر ہوتی ہیں لیکن لوگوں سے رعایت اور سخاوت
کی انتہا نہ تھی اور حلم اور دیگر اوصاف حمیدہ اوسمیں جمع تھے اور اوسکے
افعال و عادات ایسے نیک تھے کہ اگر اوسکے رقیب اونکا تتبع کرتے تو
اون کے حق میں اولی و انسب ہوتا بلکہ اوس شخص کو بھی اوسکی عادات اختیار
کرنے میں کچھ عیب نہیں جو زہد و تقوی عیسوی کی ہوس رکھتا ہو
واقع میں سلطان موصوف بڑا سخی اور متحمل تھا اور تھوڑے ہی
دن بعد صلح کے اہل اسلام اور نصاری کے دمشق میں مر گیا اور
وصیت کر گیا کہ میرے مال میں سے غربا کو خیرات دینا اور اسمیں یہود و نصاری اور
مسلمان میں امتیاز نہ کرنا یہیں راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے جو اوس جنگ

س بادشاہِ اسلام اور رچارڈ بادشاہ عیسائی میں فرق ملاحظہ کیجئے
بادشاہِ عیسائی (یعنی رچارڈ اول) ایسا بادشاہ تھا کہ جسنے اپنی شان و
شوکت اسطرح بنائی تھی کہ لاکھوں روپیہ رعایا سے ظلم سے جبر سے لیتا تھا
اور حریص ایسا تھا کہ کسیطرح تسکین نہ ہوتی تھی اور ایسا مغلوب الشہوت
تھا کہ ضبط نہ کر سکتا تھا اور اپنی شاہزادی حسینہ برنگیریا دختر
سینکو شاہِ نوبیرا کو چھوڑ دیا تھا اور ایسی فعلِ شنیع کا مرتکب ہوا تھا
کہ زبان پر نہیں لا سکتا ہوں ایک راہب نصرانی نے بادشاہ مذکور
پر اس فعلِ شنیع کی ملامت کی اور اوسکو مثال کی تشبیہ دی کہ بربادی
سدوم کا (قریہ حضرت لوط) خیال کر اور اس فعلِ قبیح سے باز آ
پس حق تو یہ ہے کہ اکثر سلاطین اسلام نیک اور منصف باوصاف
حمیدہ تھے اور سلطان محمود غزنوی کی دانائی اور چالاکی بہادری
اور ترقی علوم مشہورِ آفاق ہے اور اس بادشاہ کی اشخاصِ ذی علم
اور ذی لیاقت سے ایسے سلوک کیے کہ جسقدر اوسکی دار السلطنت
میں علما و فضلا کا اجتماع تھا اوسقدر کسی بادشاہِ ایشیا کی پایہ تخت
میں کبھی نہیں ہوا اور اگر چہ بادشاہ تحصیلِ مال میں حریص تھا تاہم
جیسا سمجھا اوسنے روپیہ صرف کیا ویسا کسی بادشاہ نے نہیں کیا
محمود کی چار جانشین ایک دوسرے کے بعد ہوئے اور یہ چاروں
بادشاہ ترقی علوم میں بہت سرگرم رہے اور رعایا بھی ان سے
نہایت راضی رہی پس اب راقم پوچھتا ہے کہ جو باتیں محمود کی نسبت

بیان کی گئین وہ امور اوسکی معاصرین یعنی ولیم نارمن اور اوسکے
جانشینون کی بارے مین بہی کہہ سکتی ہین اب راقم اور سلاطین
اسلام اور بادشاہان نصاری مین مقابلہ اور محاکمہ کرتا ہے اسمین
واضح ہو کہ جب سنہ ۱۲۰۰ع مین لوئی ہفتم شاہ فرانس نے شہر
وٹری فتح کیا تو اوسمین آگ لگا دینی کا حکم کیا اور اس ظلم سے
تیرہ ہزار آدمی جلکر مرگئے اور بادشاہ اسٹیفن کے عہد مین انگلستان مین
ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ لوگون نے زراعت کرنی چھوڑدی اور
آلات زراعت یا غارت ہوگئے یا اونکا استعمال ترک ہوگیا اور چودہوین
صدی مین ہماری لڑائیون کا شاہ فرانس سے یہ نتیجہ ہوا کہ جملہ
امور مین ایسی خرابی ہوئی کہ کبہی کسی ملک مین یہ کیفیت نہین
ہوئی بعض اشخاص کا قول ہے کہ سلاطین اسلام بڑے ظالم اور
جابر تھے اور اس بات کی سند ایسی معتبر ہے کہ اوسکا انکار نہین ہوسکتا
یہی بات کہ بادشاہان موصوف نیک بہی ایسے تہے کہ حد سے زیادہ
اسکی سند ایسی موثق نہین کہ اوسکا انکار نہ ہوسکے راقم کہتا ہے
کہ صدہا دلیلون سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہان نصاری جو سلاطین
مذکورین اسلام کے معاصر تھے بڑے ظالم اور جابر تھے لیکن ہم
پوچھتے ہین کہ اون کی نیک اور عادل ہونیکی بہی کوئی دلیل ہے
اب سلاطین اسلام کی کیفیت سنئے کہ فیروز شاہ سوم نے سنہ ۱۳۵۱ع
مین جلوس کیا اور اکثر چیزین رفاہ خلایق کے لیئے ایسی بنوائین کہ

شہرۂ آفاق

شہرۂ آفاق ہو گیا تھا پچاس باندہ دریا مین بند ہوائی تا کہ کہیتون
مین پانی بسہولت پہنچا جاسکے اور چالیس مسجدین پچاس مدرسے
اور کاروان سرائین تیس تالاب سو شفاخانی سو حمام اور ایک سو
پچاس پل بنوائے اور علاوہ ان کے اور بہت سی عمارات تفریح
طبع اور نمایش و آرایش کے لیے تعمیر کرائین اور ان سب سے بہتر یہہ
کام کیا کہ جمنا سے تا ہانسی و حصار ایک نہر جاری کی بابر بادشاہ
اول خاندان مغل کا بڑا نیک تھا اور اشرف سلاطین سلف تھا
اور اس سے بہتر کوئی بادشاہ ہندوستان مین نہین آیا اور جس قدر
اس بادشاہ مین رعب و سطوت تھی اوسیقدر سادگی اور فروتنی
بہی تھی اور اس نے جوانی مین بعض حرکتین ایسی بُری کی تہین
کہ لوگون کی نظرون مین ذلیل ہو گیا تھا لیکن بعد ازان اپنی نفسِ
امارہ کو ایسا روکا اور ایسا ضبط کیا کہ اون حرکاتِ شیطانی پر
غالب آیا اور پاک طینت مشہور ہو گیا یہ بادشاہ مطیع والدین محبِ
پسر و پدر اور دوستِ صادق و وفادار اور دشمن رحم دل تھا اور رعب
سطوتِ شاہی کے ساتھ حلیم و مروت بہی رکہتا تھا اور معتدل الغذا
اور قلیل النوم تھا اور سنگ تراشی اور توپ ڈہالنی مین اور اور دستی
ہنرون مین بہی دخل رکہتا تھا اور شجاع و سخی اور عالی ہمت تھا
اور اپنی قوم کی مکر و دغا کو اپنے لیے عار سمجہتا تھا اور عالم کامل اور
فاضل متبحر تھا اور علوم و فنون سے بہت مذاق رکہتا تھا اور اگر

اوسکے آبا و اجداد پر اور اوسکی تحصیل علم پر نظر کیجئے تو واقع مین اوس شخص سنے بذات خود ایسی لیاقت حاصل کی تھی کہ بقول شاعر قیامت تک اوسکا نام رہیگا شعر یہ بادشاہ مثل اون دریاؤن کے تھا جو درخت زارون کو شاداب کرتے ہین اور اگرچہ بیابون سے تاریک ہوجاتی ہین تاہم آسمان کی شکل اونمین منعکس ہوتی ہے ہمایون بسبب شہوات نفسانی سے بری اور افعال بد سے پاک تھا شیر شاہ بادشاہ افغان نے شاہ موصوف کو شکست دی اور اوسے ہندوستان سے نکال دیا اور پانچ برس تخت سلطنت ہند پر جلوہ افروز رہا بعد شیر شاہ کے اوسکے بیٹے عادل شاہ نے تخت و تاج پایا لیکن اوسکی سلطنت کو فقط سولہ برس گذرے تھے کہ ہمایون اپنا حق مستردکرنے مین کامیاب ہوا (یعنی ہندوستان پھر لے لیا) شیر شاہ غاصب سلطنت ہمایون بڑا لایق اور عقیل تھا اور اگرچہ اپنے عہد قلیل مین ہمیشہ میدان کارزار مین مصروف جنگ رہا تاہم اپنے ملک کا انتظام و انصرام خوب کیا اور انتظام مملکت مین بڑی ترقیان کین اور اس بادشاہ سے چار مہینے کی راہ تک ایک سڑک بنوائی جو بنگالہ سے دریای سندہ کی قریب تک ہے اور اس شاہراہ مین ہر منزل پہ کاروانسرائین اور ہر ڈیڑہ میل پر کوئے بنے ہین اور ہر مسجد مین ایک پیش نماز اور ایک موذن مقرر تھا اور کچھ لوگ مسلمان و ہندو مسافرون کی خدمت کے لیئے معین تھے اور انمین

مہر کی پر

سڑک پر مسافرون کے لیے درختون کی قطارین لگائی تہین چنانچہ
پچاسی برس کی عرصے تک مسافرون کو اکثر مقامات پر اس شاہراہ کی وہی
کیفیت پائی جو سابق مین بیان کی گئی بادشاہ جہانپناہ اکبر ایسا مشہور
ومعروف ہے کہ اوسکا حال بیان کرنا فضول ہے یہ بادشاہ انتظام
ملک اور اہتمام جنگ دونون باتون مین اچھا تھا اور علم وفضل
عدل وانصاف فیض وسخاوت وہمت حلم ورحم اعتدال احتیاط
محنت و شفقت عالی ہمتی اور بلند پروازی مین شہرہ آفاق ہوا
اور ایسی ملک کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ اون بادشاہون کے زمرہ سے
ہوگیا جنکی سلطنت بنی آدم کے لیے نعمت تھی اور اس بادشاہ نے
آگ اور پانی سے ازمایش کرنا (کہ یہ رسم ہنود مین تھا) موقوف
کرادیا اور حکم کیا کہ قبل بلوغ ناکح ومنکوح عقد نہ واقع ہو اور
قربانی کے لیے حیوانات ذبح کیے جائین اور عورتون کو اجازت
دی کہ بعد انتقال شوہر دوسرا نکاح کرلین حالانکہ یہ امر خلاف شرع
ہنود تھا اور ان سب امور سے بہتر یہ کیا کہ ممانعت کردی کہ عورات
ہنود اپنے شوہرون کی ساتھ جبرا نہ جلائی جائین اور رعایاے
ہنود اور اہل اسلام کو برابر خدمتین اور عہدے عنایت کیے اور
کفار سے جزیہ لینا اور جو جاترون سے ٹکٹ لینا موقوف کردیا اور
ممانعت قطعی کردی کہ جو لوگ لڑائی مین گرفتار ہون لونڈی اور
غلام نہ بنائی جائین جو بندوبست خراج اور آمدنی ملک کی شیرشاہ نے

شروع کیے تھے اون سب کی تکمیل کرنے کی اور جو اراضی اوس کے
ملک مین زراعت کی قابل تھین اون کی پیمایش از سر نو کرائی اور ہر
بیگھ کی پیداواری دریافت کرائی اور سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ رعایا سے
کسقدر خراج لینی چاہیے اور بعد اوسکے اوسپر زر لگان مقرر کیا اور زمیندارون کو یہ
اختیار دیا کہ اگر یکمشت روپیہ نہ دے سکین تو بطور قسط کے دیا کرین اور
علاوہ ان سب امور کے بہت سے محصول اور ٹکٹ وغیرہ جنہین رعایا
پر جبر ہوتا تھا موقوف کر دی تھین ان سب انتظامات کا نتیجہ ہوا کہ آمدنی
بہت کم ہو گئی جو احکام اور ہدایتین بادشاہ موصوف نے افسران بندوبست
ملکی کے جاری کی تھین اب تک موجود ہین اور اون سے معلوم ہوتا
ہے کہ اوسے انتظام ملک مین عدل و انصاف کا بہت لحاظ تھا اور جو
ہدایتین اوسنے حکام عدالت کو کین تھین اون سے بھی اوسکا انصاف
اور نیکی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ منجملہ اون ہدایات کی ایک ہدایت یہہ
تھی کہ سزائی سخت (مثل قتل اور حبس دوام کے) کم دیجائے اور
سزاء اون مفسدون کو جنکی مفسدہ پردازی سے ضرر خلایق ہوا ہو کسی
شخص کو تعذیب نہ کیجائے جبتک کہ بادشاہ کی منظوری نہ حاصل ہووے
یہ بھی ممانعت کر دی کہ سزاہای سنگین کے ساتھہ قطع اعضا اور اور
شکنجین مجرمون کو نہ دی جائین اور انتظام فوج از سر نو اور بوجہ احسن
کیا اسلیے کہ اپنی فوج کی لوگون کو نقد تنخواہ دیتا تھا نہ یہ کہ
محاصل ملکی پر اون کو دلا دے کرتا تھا اور علاوہ قلعون کی اور ذخیرون

کی غرض سے رفاہِ خلائق ہوتی ہے بہت سی عمارات عالیشان تعمیر ہوئین
جنکی تعریف و توصیف پادری ہیبر صاحب نے بہت کی ہی اور بادشاہ
موصوف کی جانب سے عدالت اور عہدوں کا ایک قاعدہ خاص مقرر کیا تھا
اور اوسکی تمام کارخانجات اور محکمہ جات سو ایسی شان و شوکت اور انتظام
و بندوبست ظاہر ہوتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے اور جن چیزون کا بندوبست
ممکن نہین اونکا انتظام ایسی عقلمندی سے کیا گیا کہ اونمین کچھ خلل نہ
پڑا اور اس بادشاہ کی سرکار مین ہر چیز کی افراط تھی لیکن کسی بات
مین اسراف نہ تھا سنہ ۱۶۲۲ء مین جہانگیر پسر اکبر کے عہد مین ایک
سیاح مشہور مسمی بہ پیٹرو ڈِل ویل باشندہ ملک اطالیہ
واردِ ہندوستان ہوا اور کچھ حال بھی وہان کا لکھا گیا یہ سیاح موصوف
بادشاہِ مذکور اور اوسکی رعایا کا یہ حال لکھتا ہے کہ سب لوگ اس
ملک کی راحت سے گذران کرتے ہین بلکہ نشان و شوکت بخوف و
خطر بسر کرتے ہین اسواسطے کہ چونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ہماری
رعایا کو ایسی واہیات باتونکا شوق ہے لہذا جو لوگ متمول
ہین اونہین آزار نہین دیتا بلکہ اونہین غنی اور خوشحال دیکھکر
خود بھی خوش ہوتا ہے لیکن جیسی بہبودی اور سرسبزی شاہجہان
نبیرۂ اکبر کے عہد مین ہندوستان کو حاصل ہوئی ایسی کسی
بادشاہ کے وقت مین نہ ہوئی تھی اور اوسکے عہد حکومت مین
ہمیشہ امن و امان رہا اور خوب بندوبست و انتظام رہا اور اگرچہ

ٹامس رو صاحب سفیر انگلستان نے ۱۶۱۵ء میں بوقت ملازمت بادشاہ
موصوف دیکھا کہ کمپو ہی شاہی اقل مراتب ذوجریب کے دورہ میں ہے
اور تمام کمپو میں فرش ریشمی اور طلائی بچھا ہے اور اوسپر بہت بھاری
کارچوبی مخمل کی قالین بچھی ہے اور اوس قالین میں جواہرات
نصب ہیں اسقدر کثرت مال و زر دیکھکر صاحب موصوف بہت
متحیر ہوے تاہم ٹویر صاحب سیاح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ جس شخص نے (یعنی شاہجہان) تخت بے بہا مسمی تخت طاؤس
تیار کروایا تھا اور بوقت جلوس بڑی دہوم سے جشن کیا تھا اور
اپنی تئیں روپیہ اور جواہرات میں تولکر وہ سب مال و زر حضار محفل
میں لٹا دیا تھا اوسی شخص کا یہ حال تھا کہ اپنی رعایا پر مثل بادشاہ
کے نہ حکومت کرتا تھا بلکہ مثل پدر مہربان کی اون سے پیش آتا تھا
یہ بادشاہ ہمیشہ اپنے ملک سے ہوشیار رہتا تھا اور اوس سے بہتر کسی
بادشاہ ہندوستان نے بندوبست ملک اور انتظام کارخانجات نہیں
کیا اور اسی بادشاہ جمجاہ کے عہد میں شہر دہلی میں نہر مشہور باہتمام
علیمردانخان معمار شاہی تیار کی گئی تھی یہ نہر عالیشان کھیتوں اور
زراعتوں میں سے ہوکر صدہا میل تک چلی گئی ہے اور جہاں جہاں
گئی ہے وہاں کسانوں کو اوس سے پانی سینچنے کا اور اور باتوں کا بڑا
فایدہ ہے یہاں تک کہ شہر پناہ میں داخل ہوئی ہے اور وہاں
نزد بادشاہ اور روساء اور اہل شہر اسکا تماشا کیا کرتے تھے آب

اب راقم کہتا ہی کہ اگرچہ لوگ کہتے ہین لیکن ثابت نہین کیا کہ ہندوستان
کے بادشاہان اسلام نے بہی اوسی قدر وہان کی لوگون سی لیا تہا
جسقدر کہ حکام انگریزی لیتی ہین تاہم طرفداران سلاطین اسلام ایسی دلائل لاسکتے
ہین کہ جنبہ داران حکام انگریزی ویسی دلائل نہین پیش کر سکتے
وہ دلیلین یہ ہین کہ ۱ اوّل تو سلاطین اسلام کی جو رعایائے ہندوستان
سے لیا اوسکی مکافاۃ کامل اون سی کی ۲ دوم یہ کہ اونہون سے
امیر اور غریب کو عدل و انصاف مین برابر جانا ۳ سوم یہ کہ اونکا انتظام
ایسا تہا کہ تجار سب وقات مین اپنا مال واسباب صدہا میل تک بحفاظت
تمام لی جاتے تہے اور اگر اونکا اسباب راہ مین تلف ہوجاتا تہا
تو سرکار شاہی سے اوسکی مکافاۃ کامل ہوتی تہی ۴ چہارم یہ کہ فرض
کیجئے کہ یہ انتظام اچہا نہ تہا تاہم اکثر رعایا اوس زمانہ مین آجکل کی
بہ نسبت کہین زیادہ متمول اور غنی تہی اور کچہ خوف و خطر نہ رکہتی تہی
اور اس بات کہ اوس زمانہ مین رعایا زیادہ تر متمول اور محفوظ
تہی کی دلیل قاطع یہ ہے کہ پہاڑ کی پہاڑ سنگ مرمر کے جنکا لی
جنگی سے اور بڑے بڑے نالے اور نہریان اور عمارات عالیشان
اور شیوالی جنہین بسبب کہنگی کے چندے آثیانی بنائی ہین اوسی
زمانہ کے بنے ہوے ہین ہان البتہ یہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ایک شخص کی
بادشاہان مذکورین مین سے جنہین لوگ بیعقل اور ظالم کہتی ہین وہ
اسقدر روپیہ نہروں آم اور اشیاء مفید خلایق مین صرف کیا تہا

کہ اوسقدر روپیہ اِس زمانہ مین (یعنی عہد انگریزی مین) فوج کا
خرچ ہے لیکن اسبات سے اون کی عدالت اور عقلمندی مین
نہین فرق آجاتا یہہ امر بھی ناظرین کو کچھ نہ کچھ فایدہ بخشیگا کہ ان سلاطین
مشرقی (یعنی بادشاہان اسلام ہند وغیرہ) کے مفید اور مستحکم
کامون مین (مثل عمارات وغیرہ) اور ہمارے ملک (انگلستان)
بلکہ کل اقلیم یورپ کی باتون مین مقابلہ اور محاکمہ کیا جائے لیکن
بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ان دونون ملکون کی حالات مین ایسی
منافاۃ ہے کہ باہدیگر مشابہت ممکن نہین یہہ سب جانتے ہین کہ ہمارے
ملک مین اوس زمانہ مین (جب ہندوستان مین مسلمانون کے
سلطنت تھی) ایک نہر بھی نہ تھی اور سوا چند سڑکون کے سب
راستے خراب تھے اور ایسی تنگ تھی کہ فقط چارپائی اونمین سے
گذر سکتی تھی اور اس ملک (یعنی انگلستان) کے بڑے سے بڑے شہر
مین پانی نہ میسر آتا تھا اور نہ تھانے اور چوکیان تھین حالانکہ سلطنت
دہلی کی ادنی ادنی دیہات مین بھی تھانے اور چوکیان تھین
اور اوس زمانہ مین ہمارے ملک مین راہ کا یہہ حال تھا کہ اگر لنڈن سے
ہائی گیٹ کو (دونون شہر بہت قریب ہین) تک بھی کوئی انگریز
مسافر جاتا تھا تو اوسی منزل مقصود تک بحفاظت پہونچنے کا اسقدر
یقین نہوتا تھا جسقدر کہ بادشاہ شاہجہان کے رعایا مین سے ادنی ادنی
کو پنجاب سے دہلی تک اور وہان سے الہ آباد تک بحفاظت

معلوم ہوجاتا

پہونچ جانیکا یقین ہوتا تھا چنانچہ ہالول صاحب بیان کرتے ہین کہ
اس کیفیت سی باشندگان بنگالہ حکام اہل اسلام کی وقت مین بسر
کرتے تھی اور چونکہ یہ حال اوس شخص نی بیان کیا ہے جو مدت تک
تک ملک مذکور مین رہا اور وہان کے لوگون سی بھی واقفیت تمام
رکھتا تھا لہذا اسمین دروغ کا گمان نہین ہو سکتا صاحب موصوف کہتے ہین
کہ واقع مین اس ملک کے لوگ بہت خوشحال ہین اور ان کو ستانا
بڑی بیرحمی اور ناانصافی ہی اسواسطیکہ حسن صفائی زہد و تقوے
پابندی وضع اور انصاف جو باتین کہ اگلی بادشاہون کی وقت مین
ہندوستان مین تہین وہ باتین اب فقط اس صوبہ مین پائی جاتی ہین
اور اس صوبہ مین لوگون کی مال و اسباب اور آزادی مین کوئی
دست اندازی نہین کرتا اور چوری اور ڈاکہ زنی کا کہین ذکر سننی
مین نہین آتا اور سرکار ہر مسافر کی نگہبانی کرتی ہے خواہ اوسکی پاس
اسباب ہو خواہ نہو اور مفت پہرے مقرر کر دیتی ہے کہ اوسی منزل
بمنزل پہونچائین اور یہ لوگ اوسکی راحت رسانی اور جان و مال کے
ذمہ دار ہوتے ہین اور جب مسافر پہلی منزل طے کرتا ہی تو پہرہ والے
کچھ انعام لیکر اوسے دوسری منزل کے پہرے کے سپرد کر دیتی
ہین اور یہ پہرے والے پہلی تو مسافر سے پوچھتے ہین کہ اس منزل مین
پہرے والے نے کیونکر پیش آئے بعد اوسکے جو وہ کہتا ہی اوسی
قلمبند کر لیتے ہین اور ایک سند اون کی نیک چلنی یا بد چلنی کی مع

رسید قیمت اسباب پہلی پہرے والون کو دیکر اونسے رخصت کرتے ہین
اور رسید اور رسید پہلی منزل کی افسر کلان پاس بہیجی جاتی ہے
اور وہ اون کی نقل داخل دفتر کرکے حسب ضابطہ راجہ کی خدمت مین
بہیجتا ہے پس اس کیفیت سی مسافر اس ملک مین سفر کرتا ہے
اور اگر اوسکا قیام کا قصد ہو تو کہانی اور جگہہ اور سواری کا صرف بہی دینا
نہین کرنا پڑتا لیکن اگر اوسے تین دن سی زیادہ کسی مقام پہ ٹہرنیکی
اجازت سرکار سے ملتی ہے تو یہ سب اخراجات اوسی کے ذمہ
ہوتے ہین لیکن اسمین بہی یہ شرط ہے کہ بسبب بیماری یا اور کسی
آفت ناگہانی کے نہ ٹہر گیا ہو اور اگر اس صوبہ مین کوئی چیز کہو کی
جاتی ہے مثلا روپیہ کی ہہتلی یا اور کوئی قیمتی چیز تو جو شخص وہ
اسباب گمشدہ کو پاتا ہے تو اوسی درخت مین لٹکا دیتا ہے اور اوسکی
اطلاع قریب کی چوکی کو دیتا ہے اور اوس چوکی کا افسر اوس
اسباب گمشدہ کے بارہ مین ڈہنڈہورا پٹوآتا ہے پس حال تو
سلاطین اسلام کا تہا اب راقم بر سبیل مقابلہ اون بادشاہان انگلستان
حال بیان کرتا ہے جو سلاطین مذکورین اسلام کے معاصر تہے اور
یہ بہی عرض کرتا ہے کہ اون کے عہد مین عیسائیون کی اور ترقی
علوم کی کیا کیفیت تہی پس مخفی نہ ہے کہ ۱۳۸۱ع مین واٹ
ٹیلر نے انگلستان مین بلوا کیا اور جب یہ غدر بیرش یعنی روساری
وقوع کیا تو قریب پندرہ سی باغیون کے بلا تحقیقات پہانسی دئے

رسگاہ

بہگئے اور سنہ ۱۳۹۴ء مین تابعین وکلف بقامہا قتل کیے گئے اور سنہ ۱۳۹۸ء مین بادشاہ رچارڈ دوم نے ظلم وجبر کیا اور آیرلنڈ مین بسبب قوانین مسمّی بہ کلکنی مصدرہ سنہ ۱۳۶۷ء کی غدر ہوا ان قوانین مین یہ جرم نسبت رعایا کی قایم کیا گیا تہا کہ جن انگریزون نے آیرلنڈ مین بود و باش اختیار کی تہی اوس ملک کی لوگون سے بذریعۂ مناکحت تعلق کیا تہا اور آیرلنڈ کا لباس اور رسوم اختیار کی تہی انگریزون کو یہ سزا دی گئی کہ یا اونکا اسباب قرق کر لیا گیا اور یا قید کیے گئے اور پابندی قوانین ملکِ مذکور بہی اون کی نسبت ایک جرم قرار دیا گیا اور اہلِ آیرلنڈ کو اراضی متعلقہ پیل پر چارپائی چرانی دینا اور اون سے سلوک و مراعات کرنا اور اونہین پادریون مین داخل کرنا اور اون کی شعرا سے بلطف پیش آنا اور سایر حرکات اس قبیل کی انگریزون کی نسبت جرم قرار دیے گئے تہے اور کسی انگریز ٹپکٹ باندہنا بہی جرم عظیم قرار دیا گیا تہا اور سنہ ۱۳۹۹ء مین بالنگبروک نے شاہ رچارڈ دوم کو زبردستی نکال دیا اور اوسکا تختِ سلطنت غصب کرکے خطابِ ہنری چہارم حاصل کیا اور پہر وہ وارثان بادشاہ موصوف کو اونکی حق سے محروم کیا اور اونہین ونڈہر کیسل مین محبوس کیا اور سنہ ۱۴۱۰ء مین جان بڈلے پرنس آف ویلس (جو بعد ازان ملقب بہ ہنری پنجم مشہور ہوا) کی روبرو بہ تہمتِ کفر سمتہ فیلڈ مین جلا دیا گیا اور قریب عہد شاہ ہنری ششم یہ ظلم وجور شدید رعایا پر ہوئی یعنی مجرم یا مجہم

جیلخانہ بھیجی جاتی تھی اور وہان کسی تنگ اور تاریک مکان میں ڈال دی
کیجاتی تھی اور باجسم برہنہ زمین بے فرش پر لٹلائی جاتے تھے
اور اون کے سونے کے لیے کوئی چارپائی یا پیال وغیرہ بھی نہ دی
جاتی تھی اور نہ پہننے اور اوڑھنے کو کوئی کپڑا دیا جاتا تھا اور حکم
تھا کہ وہ قیدی اوندھے اور برہنہ سوئیں اور اون کے پاؤن اور
ایک ہاتھ رسّی سے ایک طرف اوس مکان کے کھینچے جائین اور
دوسرا ہاتھ دوسری طرف کھینچا جاوے اور اسی طرح اون کی پنڈلیان
بھی رسّی سے جکڑی جائین اور اسقدر لوہا اور پتھر اوپر رکھوائی جائین
جسقدر وہ ان سے اوٹھا سکین بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تیسرے دن
دو لقمہ نان جو کے اونہین دی جائین اور پانی نہ دیا جاوے اور
جسدن پانی دیا جاوے اوس دن روٹی نہ دیجاوے اور تیسرے
دن اوس پانی مین سے پئین جو محبس کے قریب ہے (سوائے
وغیرہ کے پانی کے) اور اس طرح سے اونہین خوراک دیجاوے
جبتک کہ وہ مر جائین اور بادشاہ چارلس سوم کے زمانہ تک یہ عقوبات
قانوناً مجاز رکھے گئے اور اگرچہ ان عقوبات کی تاریخ تحقیق سے
نہین معلوم تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہی طریقہ تعذیر اوس زمانہ مین
جاری تھا اور جو قیدی کسی جرم عظیم سے متہم ہوتے تھے اس
طریقہ کی رو سے سزا پاتے تھے خواہ وہ اپنے جرم کا عذر کرتے
تھے خواہ نہ کرتے تھے چنانچہ بارنگٹن صاحب اپنی کتاب مسمّٰی

انتیباٹیچو گس صفحہ ۹۶ مین لکھتے ہین کہ عہد جارج دوم سنہ ۱۷۴۱ء
مین دو مرتبہ اسی طرح کی تعذیر مجرمون کو دیے گئے تھے
سنہ ۱۷۴۸ء سے اوس زمانہ تک جبکہ سلطنت انگلستان نے بھی یہی
یہ عقوبات شدیدہ اکثر عمل مین آئی اور بہت سی نظیرین اون کی
دفتر شاہی مین مندرج ہین اور اکثر اطلاعنامجات سزا اب تک موجود
ہین چنانچہ آخری نظیر جو مندرج تاریخ ہے سنہ ۱۷۹۰ء مین واقع
ہوئی تھی جبکہ ایک شخص مسمی بہ آمراچہ دستانہ فروش مجسٹا وقد
مین قید کیا گیا تھا بہ این تہمت کہ یہ شخص اون بلوائیون مین شریک
تھا جنہون نے پادری کلان لارڈ کی مکان واقع لمبتھ پر نرغہ کیا تھا
لیکن ایک چٹھی مین جو اوسی زمانہ کے لکھی ہوئی ہے یہ وجہ اوسکی
مصلوب ہونے کی مرقوم ہے کہ اپنے ساتھ کے باغیون کی نشاندہی
کرے چنانچہ ایک نقل اوس وارنٹ کی جسکے ذریعہ سے اس مقدمہ
مین سزا کا حکم ہوا تھا بہ دستخط و مہر ڈپٹی کونسل دفتر شاہی مین موجود
ہے اور یہ عقوبت شدیدہ مجرم مذکور پر اسکاٹ لینڈ مین شاہ جیمس دوم
کے روبرو کی گئی تھی اور سنہ ۱۸۱۳ء مین کفر کے دفع کرنے کے لیے
قانون جاری کیے گئے اور سنہ ۱۸۱۸ء مین جان گلیڈان اور رچارڈ
ٹمن اسمتھ فیلڈ مین بہ تہمت کفر جلا دیے گئے اور سنہ ۱۸۴۱ء مین
ایلینر کوبہم رئیس زادے گلوسٹر اور نجومی مشہور رابرٹ بالنگ بروک
اور کینن ساؤتھول اور مارجری جورڈن اور جان ہم بجرم سحر متہم ہوے

اوران محبوسون کو یہ سزا ایگن دی گیٹن کہ رئیس زادہ مذکورہ اپنی
ملک سے نکالدیے گئے اور بالنگ بروک نے پہانسی پائی اور
اوسکی لاش تشہیر کی گئی مارجری جوردن جلادیا گیا سوتہول محبس
مین مرگیا اور جان ہم معفو ہوا اور سنہ ۱۴۵۵ع مین جنگ خانگی
مشہور بہ جنگِ رُوزیز شروع ہوئی یہ لڑائی اہل لنکسٹر (جنہون
نے اپنی فوج کی علامت سرخ گلاب کا پہول رکہا تہا) اور باشندگانِ
یارک مین (جنہون نے اپنی لشکر کی علامت سفید گلاب کا پہول رکہا
تہا) ہوئی تہی اور یہ جنگ سنہ ۱۴۸۵ع مین ختم ہوئی اور بارہ شاہزادے
نسلِ بادشاہانِ انگلستان سے اور دوسرے روسا و امرا لاکہہ
شرفا اور با اشخاص اس لڑائی مین مارے گئے اور قریب تمام ملک
کے خراب و ویران ہوگیا اور اہل مقدرت اور ارباب عزت تباہ ہوگئے
اور سنہ ۱۴۶۱ع مین جادوگر گرفتار کیے گئے اور قتل کیجے سے لیے اور
سنہ ۱۴۸۳ع مین شاہ رچارڈ سوم کا تختِ سلطنت غصب کرلیا گیا او
اوسکی دو جوان بیٹے یعنی بادشاہ اڈورڈ پنجم اور ڈیوک آف یارک
محبس شاہی لندن مین قتل کیے گئے اور لارڈ روورس اور اوربر وسیار
پامفرٹ کیسل مین مارڈالے گئے اور سنہ ۱۴۸۵ع ہنری ہفتم تخت نشین
ہوا اور لاکہا روپیہ رعایا سے جبر لیا اور اونکی جایدادین قرق کرلین
اور شلجعوق لی اپنی ظلم وجور سے بدون استعانت و اختیار
پارلیمنٹ سلطنت کی اور رعایا پراز سرِ نو ٹکٹ باندہی چنانچہ اون *

مانکٹون کو ازراہِ طعن قیوضِ سلطانی کہتے ہین اور سنہ ۱۵۰۹ع مین ہنری
ہشتم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا اور یہ فخر کرتا تھا کہ مین غصہ
کی وقت مرد کی جان نہین چھوڑتا اور شہوت کے وقت عورت کو نہین
چھوڑتا اور اسکی عہد مین اختیاراتِ شاہی حد سے تجاوز کر گئے تھے اور
ایسے ایسے غدر و فساد ہوے کہ کسی بادشاہ کے وقت
مین سننے مین نہین آئی اور سنہ ۱۵۲۲ع مین ایک شخص بہ تہمت زہر دہی
کے سترہ آدمیون کی گرفتار کیا گیا اور دیگ مین ابال کی مار ڈالا گیا اور
سنہ ۱۵۳۱ع مین ایک زنِ ضعیفہ باشندۂ کینٹ قتل کیے گئے اور دو شخص
بہ تہمتِ کفر سمتھ فیلڈ مین جلا دئیے گئے سنہ ۱۵۳۵ع مین نو پادری
جنھون نے مداخلتِ شاہ ہنری مقدماتِ مذہبی مین قبول نہ کی تھی
ٹائی برن مین پھانسی دی گئی اور اون کی لاشے تشہیر کی گئی
اور اسی وجہ سے پادری کلان فشر اور سر ٹامس مور خزانچی بھی
قتل کیے گئے پس اس ظلم شدید کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہل یورپ کو
انگریزون سے نفرت ہو گئی اور سنہ ۱۵۳۶ع مین شاہزادی این بولین
قتل کی گئے اور شاہ ہنری نے جین سیمور سے عقد کر لیا اور سنہ ۱۵۳۶ع
مین ۳۷۶ مونسٹریز (یعنی راہبون) کے محاصل تخمیناً دو کرور پینسٹھ
لاکھ تیس ہزار روپیہ بادشاہ نے ضبط کر لیا اور جو اراضی پادریانِ
مذکور کو سرکار سے مرحمت ہوئی تھین شاہِ ہنری نے اپنے
مصاحبین مین تقسیم کر دین اور سنہ ۱۵۳۷ع مین دو شخص جو اطاع

دیا کرتے تھے جلا دی گئی اور سنہ ۱۵۳۹ء مین سرداران پادریان نے
ریڈنگ کلمیسٹن ہیبی اور کالچسٹر بجرم عدم قبول مداخلت شاہ ہنری
در امور مذہبی پھانسی دی گئی اور اون کی لاشی تشہیر کی گئی اور
اوسی سنہ مین قانون ملقب بہ قانون خونی جاری ہوا جس مین چھ مسئلے
ہوتے یعنی عقاید ٹرنسبسٹنشن (یہ عقاید نصاری قدیم یعنی
رومن کیتھولک مین مروج ہین اور انکا خلاصہ یہ ہی کہ پادری لوگ
ازراہ کرامت و اعجاز خود مسیح بنجاتی ہین) مندرج تھی اور چند اشخاص
جنھون نے دین مسیحی مین کچھ دخل دیا تھا اسکاٹلنڈ مین مظلوم و
مقہور ہوے اور اونمین سے سات شخص بہ تہمت کفر جلا دیے گئے
اور اسی سنہ مین اشتہارات مجریہ بادشاہ نے بمشورۂ پارلیمنٹ اقتدار
قانونی حاصل کیا اور انگلنڈ اور ویلس مین مکانات مذہبی بالکل برباد
کیے گئے چنانچہ ان مکانات مین ۶۴۳ صوامع راہبین ۹۰ مدرسے
۲۳۷۴ گرجے اور اور معابد اور ۱۱۰ شفاخانے تھے اور اس فعل کا
نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی سکنۂ مقامات مذکورہ ننگے اور خراب و
آوارہ ہو گئے اور علی ہذا القیاس جو غربا ان کارخانون مین ملازم
تھے یا انسے پرورش پاتے تھے وہ بھی حیران و سرگردان ہوے اور
سنہ ۱۵۴۰ء مین روسا ملقب بہ ہاسپٹلرس موقوف کر دی گئی اور اونکا
مال و اسباب بادشاہ نے ضبط کر لیا اور اسی سال شاہ ہنری نے بعد
انتقال شاہزادی جین سیمور اپنی شاہزادی کلیوس سے عقد کر لیا

لیکن

لیکن چند مہینے کے بعد شاہزادی موصوفہ کو چھوڑ کر کیتھرائن ہاورڈ
سے نکاح کر لیا اور ۱۵۴۱ء مین رئیس زادی معززہ صوبہ سالسبری
یعنی مارگریٹ دختر جارج رئیس کلارنس ۲۷ مئی کو قتل کی گئی اور
چونکہ رئیس زادی موصوفہ جانتی تھی کہ بجرم قتل ہوتی ہون لہذا
اونسے تختۂ قتل پر سر رکھنے مین تامل کیا آخر الامر جلاد نے ساری
قتل گاہ مین اوسکا تعاقب کیا اور اوس پیرزن کی سر پر تاک کے
ایسی ضرب ماری کہ تن سے جدا ہو گیا اور بعد اوسکے اوسکی گردن
اور شانون کو بڑی بیرحمی سی کچل ڈالا اور ۱۵۴۲ء مین شاہزادی
کیتھرائن ہاورڈ قتل کی گئی اور ۱۵۴۳ء مین شاہ ہنری نی چھٹا
عقد کیتھرائن پارسی کیا اور اوسکی حیات مین بادشاہ موصوف نی
انتقال کیا اور ۱۵۴۶ء مین این اسکیو بہ تہمت کفر عقوبات شدیدہ
سے قتل کی گئی اور تین شخص بجرم انکار عقیدہ ٹرینس سبس ٹینشیشن
زن مذکورہ کی ساتھ جلا دیئے گئے اور ۱۵۴۷ء مین شاہ
ہنری ہشتم ۲۸ جنوری کو ۵۶ برس کی عمر مین مرگیا اور اس بادشاہ سے
زیادہ کسی بادشاہ انگلستان نی رعایا پر ظلم نہین کیا اور اسی سنہ
مین اڈورڈ ششم تخت نشین ہوا اور ۱۵۴۹ء مین ساری ملک کے
لوگ فقیر ہوگئے اور گدائی کرنے لگے اور بہت سخت قانون جاری ہوے
اور مضمون کو بادشاہ نے حکم کیا کہ حرف وی (جو ابتداء لفظ
ویگیبانڈ بمعنی شہدی ہے) ہر شخص آوارہ کی سینہ پر داغدیا جاوے

اوراوسی حکم کیا جاے کہ دو برس تک وس شخص کا غلام رہی جسنی
اوسکی اطلاع سرکار مین دی ہی اور اسی سنہ مین صوبہ نارفوک مین
بلوایی عظیم ہوا اور ۱۵۵۳ع مین شاہزادی میری نے جلوس کیا
جسنے مذہب رومن کیتھولک انگلستان مین ازسرنو مروج کیا اور ۱۵۵۴ع
مین لیڈی جین گری اور لارڈ گلڈ فورڈ ڈڈلی ۱۲ فروری کو قتل کیے
گیے اور ۱۵۵۵ع مین فرقہ پروٹسٹنٹ پر ظلم و تعدی ہوئی اور پادری
کلان رڈلی و لاٹیمر بہ تہمت کفر اکسفورڈ مین جلادیے گیے اور محبسہای
انگلستان قیدیان متہم بہ کفر سے بھر گیے اور شاہزادی امیری کی
اراضی متعلقہ معابد مسیحی اور حقوق حصہ دہم پادریون کو باین نظر
بخشدیے کہ یہ عطیات اوسکی نجات آخرت کی باعث ہون ۞
اور اسی زمانہ مین گناہون کی بڑی شدت ہوئی اور قزاقی اور زد و لت
اور ہتک آبروی خلایق افراط سے ہوئی اور پچاس مجرم بعد تحقیقات
سرسری اکسفورڈ مین پہانسی دیدیے گیے اور اشخاص ذی مرتبہ
نے چوری کرنا اختیار کیا اور ۱۵۵۸ع مین شاہزادی میری نے
۱۷ نومبر کو ۴۲ برس کی عمر مین انتقال کیا اور پانچ برس اس ۞
شاہزادی نے سلطنت کی اور اس عہد قلیل مین ۲۸۵ آدمی جلوادیے
جنمین پانچ بڑے پادری اور اکیس چھوٹے پادری اور ۵۶ عورتین
اور چار لڑکے تھے اور ہزارہا آدمی نے بمقتضای ایمانداری اپنی
جان و مال کا تلف ہونا قبول کیا اور اسی سنہ مین شاہزادی الیزبتھ

تخت نشین

تخت نشین ہوئی جسکے عہد مین فرقہ رومن کیتھولک کی لوگ بانواع
عقوبات تکلیف دئیے گئی اور جلوا دیئے گئے باین جرم کہ ان
لوگون نی حکم پوپ مشعر بے تختی شاہزادی موصوفہ قبول کرلیا
تھا اور ۱۵۸۶ع مین میری شاہزادی اسکاٹ لینڈکی نسبت یہہ
تہمت کی گئی کہ شاہزادی الیزبتھ کی قتل کرنیکے لیئے بابنگٹن
سرباہ کار مفسدین کی شریک ہوئے اور شاہزادی موصوفہ پر
اٹھارہ برس کی میعاد ہولی اور اوسکا حسن جوانی محبس ہی مین
زایل ہوگیا اور علیل و نحیف ہوگئی اور ۱۵۸۷ع مین شاہزادی
موصوفہ یعنی میری ۸ فروری کو ۴۴ برس کی عمر مین قتل کی گئی
اور ۱۵۹۸ع مین رومن کیتھولک باشندگان ایرلینڈ پر ظلم شدید
ہوا اور ۱۶۰۳ع مین شاہزادی الیزبتھ ۲۴ مارچ کو ستر برس
کی عمر مین مرگئی اور جیمس اول (بادشاہ ششم اسکاٹ لینڈ اور
پسر میری شاہزادی ملک مذکور) تخت نشین ہوا اور اشتہار دیا
گیا کہ امور مذہبی مین حرمت اور رعایت موقوف ہوجائی اور
فرقہ پیوریٹن کی لوگ خوف ظلم سے امریکا کو چلی گئی اور ۱۶۰۴ع
مین جیمس بادشاہ انگلستان نے کوشش کی کہ مذہب پریسبیٹیرین
اسکاٹلینڈ سے رہی اور دس شخص پیشوایان مذہب مذکور سے
قید کر لیے گئی اور تین سو پادری نکالدیے گئے اور بہت سے
ظلم ہوئے اور جادوگرون کی سزا کے لیئے قانون جاری ہوئے

[illegible]

اور شاہ جیمس نے اپنی کتاب درباب فن سحر تیار کرکے مرتبہ مطبوع و مشہور
کرائی اوس کتاب مین شاہ موصوف نے عملیات اور فریبہائے خفیہ شیاطین
بہت تفصیل سے بیان کیے ہین اور معاملات جادوگران اور انکی رسوم و عملیات اور اون کے
مکر کے دریافت کرنیکا طریقہ اور اونکو سزا دینا یہ سب امور بھی لکھے
ہین اور پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا جسکا ہر دفعہ کتاب مذکور
کے مضمون کی موافق ہے اور ممبران محکمۂ مذکورہ اس بادشاہ جاہ
کی ایسی اطاعت کرتی تھی کہ اوسکی کتاب کی تعمیل زبردستی لوگون سے
کرائی اور اوسکی بڑی نگہداشت کے اور بادشاہ موصوف کے
سنہ جلوس سے تا آخر سنہ ۱۶ع ۳۱۹۲ آدمی فقط انگلستان مین
بہ تہمت سحر اور دعا تعویذ ملزم و معذب ہوئے اور اگرچہ
یہ ظلم خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن واقع مین صحیح ہے
ان مقتولین مین مطلقین سے دو بیوہ عورتین بھی تھین جنہین منصف
اعلیٰ ہیل صاحب نے بربنائے شہادت اون کے دشمنون کی اس
جرم پر پھانسی کا حکم کیا کہ انھون نے دو لڑکون پر سحر کیا ہے اور یہ بھی
اظہار کیا گیا کہ وہ لڑکے اس سحر کے سبب سے ایسے علیل ہوگئے
ہین کہ عدالت مین نہین حاضر ہوسکتے حالانکہ دوسرے روز وہی
لڑکے تندرست کچہری مین حاضر ہوئے گویا کہ جسوقت اون عورتون
کے قتل کا حکم دیا گیا اوسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور سنہ ۱۶۲۵ع
مین شاہ جیمس اول نے ۵۹ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اوسکا

بیٹا چارلس اول اوسکا جانشین ہوا اس بادشاہ نے بجبر لوگونسے
قرضے لیے اور ناحق اونپر ٹکٹ باندھے اور بیجرم اونہین قید کیا
پس ان ظلمون کا یہ نتیجہ ہوا کہ رعایا اوس سے بہت ناراض ہوئی اور سنہ ۱۶۴۱ء
مین احکام کونسل اسٹار چیمبر بس نافذ کرائے گئے چار نظیرین
ذیل مین مرقوم ہوتی ہین جس سے اس عدالت سراپا ضلالت کی ظلم و
جور کی کیفیت معلوم ہو جائیگی ایک نظیر یہ ہے کہ پیراین صاحب
وکیل عدالت نے ایک کتاب تصنیف کی تھی جو مضر اور مخالف
کونسل مذکور تھی پس اس بات پر وکیل موصوف کی نسبت حکم
کیا گیا کہ عدالت سے نکالدیا جاوے اور اوس کی کان کاٹ ڈالے
جائین اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرے اور تمام عمر قید
رہے دوسری نظیر یہہ ہے کہ کرنیل للبرن پر یہ تہمت کی گئی کہ
یہ شخص بہ نیت مفسدہ پردازی کتابین تصنیف کر کے
لوگون کو تقسیم کرتا ہے اور اس جرم پر کرنیل موصوف کی تحقیقات
کا حکم ہوا لیکن اوسنے اوس قسم کی حلف کرنیکا انکار کیا جو عدالت
اسٹار چیمبر مین مروج تھی وہ حلف یہ تھی کہ مجرم عدالت کے
سوالات کی جواب دے اگرچہ اپنے جوابات سے وہ خود ہی ملزم ٹھہرتا
ہو منصفون نے اس انکار کو تحقیر عدالت قرار دیکر شخص کو
بید کوڑے لگانیکا اور قید کا حکم دیا اور جب اوسپر کوڑے پڑنے لگی
تو اوسنے آواز بلند ظلم سرکار کی شکایت کی پس اس حرکت پر منصفان

استار چیمبر میں نے حکم کیا کہ اسکا منہ بند کر دیا جائے تیسری نظیر یہ
ہے کہ ولیمس پادری کلان صوبۂ انگلین جو بڑا عالم تھا وعظ کہا
کرتا تھا اور لوگون کو اوسکا وعظ بہت پسند تھا پس لارڈ پادری کلان
کینٹربری اوسپر غصہ ہوا اور فقط اوسکی غصہ ہونے سے ولیمس
پر لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا اور قید بھی کیا گیا اور خدمات اجتہادی
بھی معزول کیا گیا لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ جب اوسکا مال و اسباب
اور کتابین قرق ہوکر عدالت مین داخل کی گئین تو چند خطوط اوسکی
بنام اوس بالڈسٹون مدرس اوسی اسباب مین نکلی اس بات پر
اسی ہزار روپیہ اوسپر اور جرمانہ کیا گیا اور اوس مدرس کے نسبت حکم ہوا کہ اسی کے
مدرسی کی سامنے اسکے کان لوہے کی کیلون سے ایک لکڑی مین
چسپیدہ کر دیے جائین اور سنہ ۱۶۴۱ع مین آیرلنڈ مین بلوا ہوا
اور چالیس ہزار آدمی فرقۂ پراٹسٹنٹ مین سے قتل کیے گئے اور
سنہ ۱۶۴۲ع مین جنگ خانگی شروع ہوا اور سنہ ۱۶۴۹ع مین بادشاہ چارلس
پر یہہ تہمتین کی گئین کہ ظالم اور دغاباز اور خونی و دشمن رعایا ہے
اور ۲۷ جنوری کو شاہ موصوف کی نسبت جرائم مذکورہ قایم کیے گئے
اور ۳۰ ماہ مذکور کو وہایٹ ہال مین قتل کیا گیا اور آدمی زنانہ نیز
سلطنت انگلستان نوحے ہو گئے اور سنہ ۱۶۵۶ع مین کرامول
۲۶ جون کو ویسٹ منسٹر ہال مین لارڈ پروٹیکٹر (یعنے حافظ رعایا
انگلستان) مقرر کیا گیا اور اس شخص نے بھی بڑا ظلم کیا اور بغیر

قانون

تحقیقات قانونی لوگون کو قتل کرڈالا اور بہت سی اسیران جنگ کو اور
پچاس شرفا کو جو اوسکی حکومت سی ناراض تھی قید کر کے جزایرِ برمودہ کو
بھجوا دیا جہان وہ لوگ مثل غلامون کے بیچ ڈالے گئی اور اوسی حاکم کے
عہد مین ملک انگلستان فوج پر تقسیم کر دیا گیا اور ہر صوبہ کے انتظام کے لیے
ایک میجر جنرل مقرر کیا گیا اور اوسی اجازت دی گئی کہ جس شخص پر
شبہ ہو یا خوفِ مفسدہ پردازی ہو اوسی قید کرے اب راقم زمانہ قدیم
کے حالات چھوڑ کر یہ امر بیان کرتا ہی کہ بعدِ فتح ہندوستان سرکار انگریزی
نی اوس ملک مین کیا کیا پس واضح ہو کہ جو واقعات کہ بعدِ معزولی
قاسم علی خان صوبہ دارِ بنگالہ واقع ہوئی اون کی بارے مین کلائیو صاحب
کہتی ہین کہ جو کیفیت بد انتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کی بنگالہ
مین ہی کسی ملک مین نہ دیکھی نہ سنی جسوقت سی کہ میر جعفر دوبارہ صوبہ دار
ہوے اوسوقت تک یہ تینون صوبی یعنی بنگالہ بہار اور اوڑیسہ جنکی
آمدنی دس کرور روپیہ سالانہ ہے ملازمانِ کمپنی کی بند و بست مین ہین
اور اور کسی شخص کو انکی انتظام مین دخل نہین اور ان افسرانِ ملکی
اور جنگی دونون نے ہر شخص ذی مقدرت اور آبرو دار سی ازنواب تا
ادنی زمیندار ہزارہا روپیہ بجبر لیا ہے اور تجارت کا یہ حال ہے کہ
سوداگرون کو محصول معاف کر دیا گیا ہے اور ملازمانِ کمپنی کی طرف سے
مثل گماشتون کے تجارت کرتے ہین اور افسرانِ مذکورین کمپنی
کے نام سے ایسی ایسی حرکتین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی

کے نام سے ہر ہندو اور مسلمان کو نفرت ہو گئی ہے اور ملازمان
کمپنی محاصل نواب بنگالہ مین دست اندازی کرتے ہین اور جس
افسر سرکاری کو چاہتے ہین نکالدیتے ہین اور جسے چاہتے ہین اوسکی
جگہ پر مقرر کر دیتے ہین اور جسے بعہدۂ افسری مقرر کرتے ہین اس
تقرری کے عوض مین اوس سے کچھ لیتے بھی ہین پس اس بدانتظامی
کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبۂ مذکور مین قحط شدید ہوا اور اس بات مین کچھ تعجب
نہین کہ بیس برس کی بعد اوسی صوبۂ بنگالہ کی بارے مین لارڈ کارنوا
لیز صاحب گورنر جنرل نے فرمایا کہ یہ ملک روز بروز تباہ و ویران ہوتا جاتا
ہے لاٹ صاحب موصوف کی یہ عبارت ہی کہ ہمین بڑا افسوس ہے
کہ کئی سال سے زراعت اور تجارت مین روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہی
اور آجکل تو یہ کیفیت ہی کہ سوا بنیون وغیرہ کی جو اکثر بڑی بڑی
قصبونمین رہتے ہین اِن صوبون کی لوگ روز بروز فقر و فلاکت مین
مبتلا ہوتے جاتے ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ اسی حالتِ مفلسی مین اکثر
زمینداران کمپنی بھی مبتلا ہین پس کیا عجب ہی کہ یہ کیفیتِ افلاس
اونہین کی بدذاتی اور فضول خرچی سے پیدا ہوئی ہو لیکن ہمین
یہ گمان غالب ہی کہ خاص کرکے اِس افلاس کا سبب وہ خرابیان ہین
جو ہماری سابق کی بدانتظامی سے پیدا ہوئی تہین راقم کہتا ہی کہ یہ بلائے بدانتظامی
فقط اونہین بلاد مین نہ تہی جہان انگریزی عملداری تہی بلکہ یہی
بے بندوبستی سرکار انگریز کے ملکون مین بہی ہو گئی تہی جب سے ملکون

سے اور نواب اودھ سے راہ و رسم شروع ہوئی اوسکا صوبہ سرکار انگریزی
کا شکار رہا چنانچہ ہیسٹنگس صاحب جو اوس زمانہ مین حاکم اعلیٰ ہندوستان
تھی اون باتون کی کیفیت بیان کرتے ہین جنمین وہ خود بھی شریک تھی
صاحب موصوف فرماتے ہین کہ ہم گمان غالب کرتے ہین کہ تمام حکام
ہندوستان جسقدر بسبب ہماری فوج کی ہماری مشارکت سے خائف
ہین اوسی قدر ہماری خواہش ملک افزائی اور شرارت سے بھی ہماری ان
کی شرکت سے ڈرتے ہین ہملوگ ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتے ہین
کہ کیسی طرح اور ونکا ملک لیجیے اور ہماری نفس ہمارے قابو مین
نہین رہتی لیکن اگرچہ ہم چاہتے ہین کہ افعال بد سے محفوظ رہین لیکن
جسقدر ان حرکتون سی ہماری قوم بدنام اور بے اعتبار ہو گئی
ہے اوسیقدر بسبب ہماری فوج اور قوت کی ہمارا وقار نہین رہا
اور ہر شخص ہندوستانیون سے ہماری مشارکت سی ڈرتا ہے
اسواسطے کہ یہ لوگ دیکھتے ہین کہ جن اشخاص نے ہمسے رسم و راہ
پیدا کی ہے سوا ذلت اور خواری کی اونہین اور کچھ نہین حاصل
بعد اسکے لاٹھہ صاحب موصوف وہ معاملات بیان کرتے ہین جو
ہملوگونین اور نواب اودھ مین ہوئی تھی تا کہ تنفر اہل ہند نسبت
ہمارے اور جو باتین اس تنفر کا باعث ہوئین بخوبی واضح ہو جائین
مل صاحب مورخ کہتے ہین کہ قبل اس کی کہ یہہ معاملات انگریزونمین
اور نواب اودھ مین شروع ہوے وہ صوبہ بہت آباد اور سرسبز تھا

تہا اور اوسکی آمدنی بلا خرچ اور بدون ظلم نسبت رعایا کے تیس ۳۰ لاکہہ
روپیہ تہی لیکن ساہوکون نے نواب اودہ پر فوج مقرر کی اور
اوسپر طرہ یہ کیا کہ بہت سے افسران ملکی بہی اوسپر معین کیے لہذا
ہہین صوبہ دار موصوف کی مصیبت اور افلاس عظیم کی باعث ہوئی
چند سال تک نواب موصوف نے اس بار کو اوٹہایا لیکن بعد اوسکے
دیکہا کہ جو آمدنی ملک بیشتر تہی اب اوسکی آدہی رہ گئی ہے اور
نو برس کے عرصہ مین قریب چونتیس لاکہہ روپیہ کی اوس صوبہ
متعلقہ سرکار انگریزی سے بجبر و ناانصافی لی گئی چنانچہ لارڈ
ہیسٹنگس صاحب کہتے ہین کہ وزیر اودہ کی سرکار مین ملازمین
انگریزی کی اسقدر کثرت ہی اور اون کی اختیارات اور تنخواہین
اسقدر زیادہ ہین اور افسران کمپنی ملکی و جنگی دونون کی پنشنین
اور اور مداخلتہائی بیجا ایسی بڑہی ہوئی ہین کہ اب نواب موصوف
سے نہ تو اونکی اخراجات کا بار اوٹہہ سکتا ہے اور نہ اون کی حکومت کا
تحمل ہو سکتا ہے اور ان ملازمین کمپنی نے تمام ملک کو ہم لوگون
کا دشمن اور عدو کر دیا ہے اسواسطے انہون نے نواب موصوف
کی رفقا اور اور ملازمین ہندوستانی کو اون کی عہدون اور خدمتون
سے بالکل خارج کر دیا ہے پس اب اگر ہم کسی سے پوچہین کہ کس
استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے اپنے ملازمین
کی نفع کے لیے وزیر اودہ پر ٹکٹ باندہا تہا تو کوئی اس سوال کو

سمجہیگا

استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے نواب موصوف کی حفاظت
کے واسطے فوج مقرر کی تھی حالانکہ نہ تو اسے اوس فوج کے نوکر
رکھنیکا مقدور تھا اور نہ اوسکی احتیاج تھی تو اس سوال کو بھی کوئی
صاحب نہ سمجھینگے پھر لارڈ صاحب موصوف فرماتی ہین کہ بھلا ہم
کس منہہ سے نواب اودہ سے کہین کہ تم ہماری فوج کی احتیاج
تو نہین رکہتی لیکن اوسکی تنخواہ تمہین دینی پڑے گی لیکن لارڈ
ہیسٹنگس صاحب نے اون حالات کی مذمت پر کفایت نہ کی جو
اونھین کے عہد وزارت مین واقع ہوئی تھی بلکہ ایک حصہ اوسی
فوج کا اودہ نے برخواست کر دیا جسکے بارے مین اونھون نے
خود فرمایا تھا کہ نواب اودہ کو اس فوجکی احتیاج تو نہین لیکن
اسکی تنخواہ دینے پر مجبور ہے لیکن یہہ بار نواب موصوف پر لارڈ
کارنوالیس جانشین لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے پھر رکھدیا اور زیادتیان
بھی کین اور اگرچہ اونسے بہت کچھ عرض معروض اس بارے مین
کی لیکن لارڈ صاحب موصوف نے ایک بھی نہ سنی پیشتر تو سرکار
انگریزی پچیس لاکھ روپیہ سالانہ بطریق خراج کے وزیر اودہ سے
لیتی تھی لیکن یہہ مبلغ رفتہ رفتہ بڑھکر ستر لاکھ روپیہ سالانہ ہوگیا
اور لارڈ ٹین موتھ صاحب (جنہین سرجان شور بھی کہتے ہین)
نے اس مبلغ خراج کو اور بڑھایا اور لارڈ ولزلی صاحب نے [illegible]
مین نواب اودہ کو دہمکایا کہ سارا ملک تمہارا چھین لیا جائے گا

اور اس دہمکی سے بعوض ستر لاکہہ روپیہ کے جو لاٹھہ صاحب موصوف
نے سابق مین طلب کیا تہا نصف ملک اوسکا جسکی آمدنی تیرہ کرور
روپیہ سالانہ تہی لیلیا لیکن ہملوگون نے اسیقدر نواب موصوف
سے نہین لیا بلکہ سنہ ۱۸۰۱ع سی سنہ ۱۸۲۵ع تک اور تیس کرور روپیہ
اوسکی قرض کے نام سے لیا چنانچہ اس قرضہ کی بارہ مین لارڈ
ہیسٹنگس صاحب فرماتے ہین کہ واقع مین یہ مبالغ نواب اودہ سے
دہمکی سے بدون اوسکی مرضی کے لیے گئے اور اس کی عوض مین ہمنے
فقط برای نام اوسے خطاب شاہ اودہ عنایت کیا اور ایسا ملک دیا
جسمین پیداواری مطلق نہین اور مثل جنگل کے ہے اس مقام پر
راقم کو ضرور ہے کہ کچہ توقف کرے اور حال ظلم و ناانصافی سرکار
انگریزی نسبت شاہ اودہ کے تمام کرے پس واضح ہو کہ سرکار
انگریزی نے نسبت شاہ اودہ کہ اون ظلمون اور بے انصافیون
پر بہی اکتفا نہ کی جو سابق مین بیان ہوئی بلکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب
گورنر جنرل نے صریحاً اوس عہد کی مخالفت کی جو سرکار انگریزی
اور شاہ اودہ مین سنہ ۱۸۳۷ع مین منعقد ہوا تہا اور صوبہ اودہ اوسے منتزع کرلیا
اور عہد مذکور کی نسبت لاٹھہ صاحب موصوف نے یہ تکلف فرمایا کہ
یہ عہد کسی طرح معتبر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ ممبران کورٹ آف ڈائرکٹرز
نے بمجرد اطلاع اسے نامنظور کیا تہا حالانکہ صاحب موصوف ان
امور واقعی سے بخوبی واقف تہے کہ عہدنامہ مذکور پر لارڈ آکلنڈ صاحب

جو اوس زمانہ مین گورنر جنرل ہندوستان تہا اور تین ممبران کونسل
کی دستخطین حسب ضابطہ ثبت تہین اور اس عہد کی استحکام کے
بارہ مین گورنر جنرل موصوف نے دو خط مہر و دستخط خود شاہ اودہ کو لکہے
تہے ایک خط سنہ ۱۸۳۷ء مین اور ایک سنہ ۱۸۴۷ء مین اور یہہ عہدنامہ اوس
کتاب مین شامل کیا گیا تہا جو سنہ ۱۸۵۳ء مین بحکم گورنمنٹ مطبوع اور
مشہور ہوئی (کتاب نیلی یہ اودہ بلو بک ملاحظہ طلب ہے) جب یہ
مقدمہ (یعنی انتزاع سلطنت اودہ) سنہ ۱۸۵۶ء مین ڈاکٹر اورٹس
ٹرس صاحب وکیل کونسلی مشہور سے متحول ہوا اور اون سی رائے
طلب کی گئی تو انہون نے کہا کہ جہانتک مجہ سی ممکن ہوا مین نے
اس مقدمہ کے وجوہ مین بہت غور و تامل کیا اور آخر الامر مجہے
کہنا پڑا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور ممبران کونسل بمقتضای اون
قوانین کے جنکی پابندی سب قومون کو لازم ہے کسی طرح مجاز نہو کہ
عہدنامہ مرقومہ سنہ ۱۸۳۷ء بیکار سمجہکر منسوخ کردیتی عجیب بات ہی کہ
حالانکہ ایسی شخص ذی لیاقت اور معتمد القول کی یہ رائے ہی تاہم
ایک مورخ حال جسکی یہ کیفیت ہے کہ جیسا وہ اس احکام
مرقومہ توریت کا پابند ہے ویسا ہی کچہ رسوم و قوانین قوم کا بہی لحاظ
رکہتا ہے بے تکلف اور بلا وسوسہ انتزاع ملک اودہ مین سرکار
انگریزی کی جنبہ داری کرتا ہی اور سرکار موصوف کی طرف سے ایسی
تقریر کرتا ہے جس سے ہنر مکر و فریب جو بعضی لوگون کے نزدیک ممدوح

ہے وزیر دلاور اور اُدھکی دونون کی نیت بجا نہ تہی مسٹر شمر کی صاحب
کہتے ہین کہ لارڈ ڈلہوسی صاحب کو آپ اور صوبہ بھی عملداری انگریزی
مین داخل کرنا مناسب نہ تہا ذریعۂ فتح کے اسواسطے کہ اوس صوبہ کی حکام ہمیشہ
سے سرکار کی خیرخواہ ہین اور اوس کی لوگ ہمارے فوج مین برضا و رغبت
بہرتی ہوتے تہے اور نہ اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کر سکتی تہے
کہ کوئی مستحق اوسکا نہین باقی رہا اسواسطے کہ ہمیشہ کوئی بیٹا بہائی یا اور
کوئی شخص خاندانِ صوبہ دارین سے رہا جسمین حسبِ شرعِ محمدی
جمیع شرط وراثت پائی جاتی تہی اور جب تک اوس صوبہ مین ایک
بادشاہ جسکا باپ بہی بادشاہ تہا تخت نشین تہا بلکہ صرف اس وجہ سے
اوس صوبہ کو منتزع کر لیا کہ سرکارِ انگریزی کی یہی مرضی تہی صوبہ مشارالیہ
صوبۂ اودہ ہے جو وسطِ ہندوستان مین واقع ہے اور چونکہ یہہ صوبہ بہت
اچھے مقام پر واقع ہے اور زرخیزی اور زراعت اور اور اوصافِ خلقی
مین ممتاز ہے لہذا بڑی بہت سی ملوگون کی نیت یہ تہی کہ اوسی منتزع
کرلین راقم کہتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ لارڈ کارنوالیز صاحب عادل تہی
اور لارڈ ہیٹن ہوسٹہ صاحب دیندار تہی اور لارڈ ویلزلی صاحب رئیس
تہے خلاصہ یہ کہ یہ سب صاحب اچہی تہے لیکن کسی صاحب نے اپنے
غریب لاچار خیرخواہ یعنی شاہانِ اودہ کے بارے مین کوئی بات عقلمندی
اور عدالت اور دینداری اور ریاست کی نہین کی مسٹر ڈنڈاز صاحب
مشہور یہ لارڈ ڈلہوزی بھی اس امر کو اچھا دیتے ہین کہ ہملوگون نے حکام اوس

[illegible]

اودہ

رؤساء ہندوستان سے بڑی بدسلوکی کی اور ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۵۸ع کو جناب
موصوف نے ایک تقریر پارلیمنٹ مین بیان کی تھی اور اوس تقریر مین
یہ بھی فرمایا تھا کہ واضح ہو کہ ہندوستان مین چار ریاستین بہت بڑی
تھین اور چارون قریب قریب واقع تھین یعنی صوبہ جات مرہٹہ
صوبجات حیدر علیخان صوبجات نظام الملک صوبہ دار دکھن اور
صوبہ جات برار تھے اور ان ریاستون کے سوا اور چھوٹی ریاستین بھی تھین
جیسے صوبہ نواب ارکٹ صوبہ بدر راجہ تنجور وغیرہ لیکن یہ چارون
بڑی ریاستین ہملوگون سے منحرف ہو گئی تھین اور انمین سے
دو ریاستین تو علانیہ ہمسے بخلاف تھین اور دو خفیہ منحرف تھین حکام
احاطہ بمبئی نے رگھوبہ مدعی حکومت صوبہ جات مرہٹہ سے باین
اقرار معاملہ کیا تھا کہ اگر بعد گدی نشین ہونے کے بعض صوبے
کمپنی کو دیدے تو تجھی حکومت ملک مرہٹہ دیتے ہین اور اسی عہد کی
بنا پر حکام موصوفین مرہٹہ مذکور سے جنگ پر مستعد ہوئی اور تھوڑے
عرصہ کے بعد حکام احاطہ بنگالہ نے بھی اسی قسم کا عہد مدکی راو
بھونسلی راجہ برار سے بھی کیا تھا باین اقرار کہ اگر چند صوبے سرکار کو
دیدے تو ملک مرہٹہ کی حکومت اوسی بخشدی جائے پس یہ
دوہرا معاملہ ظاہر ہو گیا اور مدکی راو کے دلمین سرکار انگریزی کی
طرف سے یہ کینہ آگیا کہ ہمسے جعلسازی اور بدایمانی کی نظام الملک
صوبہ دار دکھن کا ملک ہمارے ملک کے شمال مین واقع تھا اور

اس صوبہ دار سے ہمین ایسی مضرتین پہونچین کہ اوسکا حال تفصیل
بیان کرنا چاہیے اس صوبہ دار نے چند صوبے بہ این شرط کمپنی کو دیدیے
تھے کہ اونکی عوض مین ایک خراج سالانہ اوسکو دیا جاتے لیکن ہم
لوگون نے خراج موعود کی ادا کرنے مین قصور کیا پس صوبہ دار موصوف
نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہے کہ اپنی اقرار کے پابند ہی نہین
کرتے اور نہ قواعد عدل اور عزت اور دیانت کا کچھ لحاظ کرتی ہے
لہذا ہمسی لڑنیکے لیئے اوسنے حیدر علیخان سی مدد طلب کی اسواسطے کہ
اوسے یقین تھا کہ جبتک ہندوستان مین ایک بالشت زمین بھی انگریزون
کے قبضہ مین رہیگی جبتک کوئی ہندوستانی محفوظ نہین چونکہ
سرکار انگریزی کی بدانتظامی اور بے ایمانی خود انگریزون کی کلام
سے ظاہر ہوئی پس ہمکو مندرجہ فرمان شاہی مرقومہ ذیل
مین کچھ تعجب اور شک کا محل نہین یہ فرمان وزیر سلطان روم کی
سفیر انگریزی مسٹر ایبٹ انسلی صاحب مقیم قسطنطنیہ کو ارسال کیا
تھا اور ۹ فروری سنہ ۱۷۹۱ع کو مسٹر گری صاحب ممبر پارلیمنٹ نی
کاغذ مذکور اوسوقت پارلیمنٹ مین پڑھا جبکہ ممبران مجلس مذکورہ
جنگ روس کی بارے مین گفتگو کر رہے تھے آخر تقریر مین گری صاحب
نے کہا کہ اون شرکا نے ہماری (یعنی ترکی کی) جنسی پہلے تو ہمکو
مدد کا وعدہ کیا اور بعد اوسکے دغا کی بہت سی امور ایسی کیے ہین
جیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے افعال سے محبت

متنفر

متنفر ہین چاہین آپ حضرات میری فعل پر نہین چاہین صحیح الزام
دین لیکن مینے بڑی دوسری تراہ مذکور کی اطلاع صحیح حاصل کی ہی
اور ایک نقل اوس فرمان کی جو سلطان روم نے سفیر انگریزی سٹر
رابرٹ اینزلی صاحب کو لکھا تہا حاصل کی ہے جس کا خلاصہ
مضمون یہہ ہے فقط

نقل فرمان شہنشاہ روم

واضح ہو کہ بادشاہ جمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہین اور خود ہی مصالحہ
کرتے ہین اور اپنی غلام ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے ہین
اور چونکہ اونکی ایمانداری اور وفاشعاری کا تجربہ کر لیا ہے لہذا اونپر
اعتبار کلی ہے لیکن یہہ وصف (یعنی وفاداری) تم لوگون کے ملک سے
اور اور بلاد یورپ سے جو تمہارے ملک کے قریب ہین بڑی مدت سے
جاتا رہا ہے اگرچہ اور عیسائی اپنی بات کی سچے بہی ہون تاہم
انگریزون کا قول قابل اعتماد نہین اسواسطے کہ یہہ لوگ تمام بنی آدم
کو بیچتے ہین اور مول لیتے ہین سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ
اور تمہارے ملک سے کچھ تعلق نہین رکہتے اور ہمنے نہ کبھی تمسے صلاح
و مشورہ کسی امر مین چاہا اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہاری
دوستی چاہی اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے ملک مین
نہین رکہنا چاہتے اور نہ تمسے رسم و راہ اور خط و کتابت رکہنی ہمین
منظور ہے پس تم لوگ کیون چاہتے ہو کہ ہمارا بادشاہ روس سے

درمیان مین پڑو اور کیا وجہ ہے کہ تم چاہتے ہو کہ سلطنت اہل اسلام
کی کوئی خدمت کرو حالانکہ تم ہمین کفار کہتے ہین ہم نہ تمہاری دوستی چاہتے ہین
نہ تمہاری مدد اور ہمین یقین ہے کہ تمہارا وزیر جسکو تم ایسی تعریف
کرتے ہو کوئی بات جعلسازی کی مد نظر رکھتا ہے یا تمہاری قوم کی
خوش کرنیکے لیئے کوئی تدبیر ظلم کرنیکی سوچتا ہے اور ہمنے سنا ہے کہ
تم لوگ بڑے بیوقوف اور بدذات اور کمینے اور بندۂ زر ہو اور ہمین صحیح
خبر پہونچی ہے کہ حرص وطمع تم مین بڑی صفت ہے اور تم اپنے خدا
کو بیچتے اور مول لیتے ہو اور تمہارا خدا زر ہے اور تمہارے وزرا بلکہ
تمہاری سب قوم بس جو کچھ سمجھتے ہین تجارت کو سمجھتے ہین پس تم
چاہتے ہو کہ شاہ روس کے ہاتھ ہمین بیچ ڈالو لیکن ہمین یہ امر منظور
نہین ہمین خود ہی شاہ موصوف سے معاملہ کرنے دو اور چونکہ
حق تعالی نے ہمارا رشتۂ خوش قسمتی دراز کیا ہے لہذا ہمین واجب ہے
کہ اوسکی رضا پر راضی رہین اور جو خدا اور اوسکے رسول نے فرمایا ہے
ضرور ظہور مین آئیگا آگاہ ہو کہ سلاطین عثمانیہ مکر وحیلہ نہین جانتے
بلکہ نفاق ومکر تم نصاری ہی کی اخلاق مین داخل ہے ہم بادشاہی
قول مین ایمانداری اور دیانت اور صفائی کو عیب نہین سمجھتے اور اگر
ہم جنگ مین مبتلا ہوتے ہین تو رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہین اور
یہ جانتے ہین کہ جو ابتدا مین ہماری تقدیر مین لکھا گیا تھا وہی ہوگا
ہم بڑی مدت سے شان وشوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہین اور

تمام بادشاہان روی زمین سے اولی اور افضل ہین اور ہم تحریر کرتی ہین کہ قدیم تمہاری مدت سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور ریاکاری بر تمہارے غالب ہوتے چلے آتے ہین ہم رب العالمین کی عبادت کرتے ہین اور محمد کا اعتقاد کرتے ہین لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکھتے جسکی عبادت کا بہانہ کرتے ہو اور نہ اوسکے بیٹے کا عقیدہ رکھتے ہو جسکو تم اپنا خدا بھی کہتے ہو اور اپنا پیغمبر بھی جانتے ہو بہلا ایسی قوم کفار پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے اپنی تمام اوضاع اور اطوار سے جو تم ایک دوسرے کی نسبت کرتے ہو تمنے راستی اور نیکی نکالڈالی ہے اگر تمکو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر شکایات اور اقرارات اور اظہارات جملہ سلاطین ماضیین نصاری جو آپسمین جدال و قتال کرتے تہے دیکھہ لو اور اگر تم وہ دفتر دیکھوگے تو تمہین معلوم ہوجائیگا کہ تمام سلاطین مذکورین نصاری کفر و زندقہ مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی اور عہد شکنی مین مساوی ہین بہلا کسی ترک نے بہی کبہی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا نہین کیا بلکہ ہمیشہ ترک نے اپنی بات کو پورا کیا بہلا کسی بادشاہ نصرانی نے بہی کبہی کسی عہد کا ایفا کیا ہے بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص و طمع کے موافق تہا نہین کسی بادشاہ نصرانی نے اپنے عہد کی وفا نہین کی پس کیونکر تم لوگ گمان کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرینگے حالانکہ سچ تو یہہ ہے کہ اس زمانہ مین تم ایسے قوم ہو کہ تمہارے انتظام مین

بالکل مکر و فریب بھرا ہے اور تم مین ذرا بھی نیکی نہین کہ ہندوست
ملک مین تمہین ہدایت کرے آگاہ ہو کہ شاہنشاہ اعظم روم تمہاری
بادشاہ سے رسم و راہ ظاہری نہین رکھتے اور نہ اس امر کی انہین
ضرورت ہے اور نہ وہ اس امر کو چاہتے ہین اگر تم چاہتے ہو کہ اس
ملک مین بطور ایک گوبندہ کے رہو یا بقول تمہارے مثل
ایک سفیر کے اپنی بادشاہ کیطرف سے تو تمہین اجازت دی گئی کہ اور
سفیران قوم نصاری کی ساتھ رہو بشرطیکہ تم اپنے چال چلن درست
رکھو لیکن ہم نہ تو تمہاری مدد بحری چاہتے ہین نہ اعانت بری اور نہ
تمہارا مشورہ اور نہ تمہارا درمیان مین پڑنا ہمین مطلوب ہے مجھی (یعنی
وزیر شاہنشاہ روم کو) حکم نہین کہ تمہارے پیام مدد کا شکریہ ادا کرون
اسواسطیکہ دیوان شاہی اس امر کو تم لوگون کی نسبت مہربانی
تصور کرتا ہو اور نہ مجھے حکم ہے کہ تمہارے پیام اعانت بحری کا شکریہ
بجا لاؤن اسواسطیکہ ہمارے بادشاہ نے کبھی وہم و گمان بھی
نہین کیا کہ تمہارے جہازون کو اپنے دریاؤن مین آنی کی اجازت
دے تم جانتے ہو نہ اور نہ ہمین اسکی مطلب ہے کہ تمہین شاہ روس
سے کیا کرنا چاہئیے اور ہم چاہتے ہین کہ اپنے مقدمات کو بادشاہ
موصوف سے اسطرح انجام دین جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے
قوانین ملکی کے لیئے مناسب ہو اگرچہ تم لوگ تمام نصاری مین
بدتر اور شریر تر نہین ہو جیسا کہ لوگ تمہاری نسبت گمان کرتے ہین تاہم

اسمین شک نہین کہ تم غرور اور خود بینی اور گستاخی اور بے ادبی مین
سبب نصاریٰ سے زیادہ ہوا اسواسطے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ایسی سلطنت عظیم
روس سے اور تم سے (یعنی شاہ روم سے) تمہاری مرضی کی موافق
مصالحہ کرا دینگے تم اور بعض اور نافہم نصاریٰ یہ خیال خام رکھتے ہین
کہ ہم بھی حکومت کے لائق ہین حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتے
ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے نزدیک تمرد اور سرکشی و بد خلت
بیجا مین داخل ہے اور دیکھ لینا کہ یہ گستاخی تمہارے ہی ملک مین
تمہارے مشورون کو ذلیل کر دے گی اور اور ملکون مین تمہاری
صلاح کو قابل توجہ و لحاظ نہ رکھیگی چہ جائیکہ شاہ روم کہ وہ تمہاری
مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتا اسواسطے کہ جب اوسکے وزرا نے
تمہاری صلاح کو سنا اونہین فوراً معلوم ہو گیا کہ یا تمہاری نیت مین
فساد ہے یا تم کچھ نہین جانتے آگاہ ہو کہ بندگان عالی شاہنشاہ روم
اوس قوم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ سمجھ
سکتے ہین جو قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسی ایسی مکروفریب
کرتی ہے لیکن یہ امر کچھ تمہین پر منحصر نہین بلکہ کل بادشاہان نصاریٰ
کا یہی شعار ہے کہ اپنی رعایا کو روپیہ کیواسطے ایک دوسرے کے
ہاتھ بیچتے ہین اور ہمین خبر صحیح پہونچی ہے کہ جو معاملہ تم سلاطین
نصاریٰ مین آپس مین ہوتا ہے اوسی بادشاہ کے مفید ہوتا ہے
جو رشوت زیادہ دیتا ہے وزراء سلطان عثمانی نے اکثر بادشاہان

یورپ کے مشورے سے لیکن جب اون مشورہ کنندون نے عمل کیا دغا
یا فریب یا نقصان اوٹھایا پس تم لوگ شاہنشاہِ روم اور سلطان ایران
مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اس واسطے کہ ہم خوب جانتے
ہین کہ تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور انتشار
مین ڈالو اور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو ہمین تمہاری
تجارت کی کچھہ احتیاج ہی نہ خواہش اسواسطے ہمارے تاجر تمہارے
مکر و فریب سے تباہ ہوگئے تمہارا مذہب زر ہی اور کچھہ نہین اور
تمہارا خدا فقط حرص جاہ ہے اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو
وہ یہہ فقط دہوکے کی ٹٹی ہے اور تمہاری ریاکاری اور بدنیتی کو
ہم پہچانے ہوئے ہین آگاہ ہو کہ اب ہم کوئی عرض تمہاری قبول نکرینگے
اور تمہارا حکم دیتے ہین کہ اس حکمنامہ کا جواب نہ بھیجنا فقط اب راقم
چاہتا ہی کہ اس باب کے آخر مین چند عبارتین ایک کتاب مسمی
لا ترکوئی الیٹول مصنفہ ای سینٹے مطبوعہ سنہ ۱۸۵۵ع سے نقل کرے
تاکہ واضح ہوجائے کہ قلوب اور افعال اہل اسلام پر احکام قرآن کا کیا
قوی اور نافع اثر ہے

صدق و دیانت اہل اسلام

بازارہای عظیم الشان مین سب قومون کے لوگ اور جملہ اشیا جنس
ترکستان (یعنے روم) جمع ہین اور انکی مشاہدہ سے راقم کو اس بات
کا یقین ہاتھہ آیا کہ بعض اوصاف عثمانلی (یعنے ترک) اونکی قیافہ سے دریافت
بیان کرے سبحان اللہ دیکھئے کس تہذیب سے

وہ ترکی بھی اسکے معنی اپنی شیشہ چار امیناو یونانی کو دینا ہے اور جو شخص اپنا خرچ کرو دینے
گذرتا ہے اوسی یہودی لیکھتے جاتے ہین اور اس طرح اوسکو لاتے ہین
کھوکا بھی کتابان انگلبی سنگر کتابان (یعنی اوس تشریف لائیے) اور وہ
دوکاندار رسان رسان شتب پتیا جاتا ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت
پوچھے تو بڑی تہذیب اور فصاحت سے یہ جواب مختصر دیتا ہے
(ایک روپی سکوشہے) کی پچاس اور اگر کوئی شخص
اوس ملک کی عادات سے نہین واقف ہوتا اور سودا اوٹھانے
لگتا ہے تو وہ دکاندار اوسکے جواب مین رسان سے اپنا سر ہلا دیتا ہی
اور پھر شتب پینے لگتا ہے اور چاہے کوئی شخص کیسی ہی تکرار
کرے لیکن وہ اپنی قیمت سے ایک حبہ کم نہین کرتا لیکن یہود کانا!
یہودی یا عیسائی ہین اون کی یہ کیفیت نہین بلکہ یہ دوکان دار
سو یا ستر سے اسی اور اسی سے ساٹھ اور ساٹھ سے چالیس
بلکہ اس سے بھی کم تک اسباب کی قیمت گھٹا دیتے ہین اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی وہ کاندار کو جتنی قیمت اوسنی کہی ہو
اوس کی نصف دیجیے اور یونانی دوکان دار کو اوس کی قیمت
کا ثلث دیجیے اور یہودی دوکاندار کو ربع ہی دیجیے تو راضی
ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی مسلمان دوکاندار کا اسباب کوئی شخص
خریدنا چاہے تو اوسے چاہیے کہ جو قیمت وہ مانگے اوسی پر
راضی ہو جائے اسواسطے کہ چونکہ کوئی شخص عثمانلی کی
بات مین فرق نہین ڈال سکتا لہذا وہ (عثمانلی) بھی اوروں کی

[illegible]

قول پر یقین کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص قسم کھا کے کہ فلان
بات سچ ہے تو وہ یقین کر لیتا ہے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ ایک
افسر فرانسیسی کچھ کپڑا خرید نے بازار گیا اور دوکاندار سے وہی
کپڑا مانگا جو اوس افسر کے دوست نے کل لیا تھا لیکن اوس
دوکاندار پاس اوس کپڑے مین سے کچھ نہ بچا تھا پس وہ افسر
اور ایک دوکاندار پاس گیا اور اوس سے اوس قیمت سے زیادہ
طلب کیا جس قیمت کو اوس کے دوست نے وہ کپڑا لیا تھا
پس اوس افسر نے اوس بزاز سے اس امر کی شکایت کی
اور اوس کپڑے کا نمونہ اوسے دکھایا اوس بزاز نے
پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکھا کہ آیا یہہ
کپڑا ایسا ہی ہے جیسا میرا کپڑا ہے اور بعد اسکے
اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ اس کپڑے کی
کیا قیمت دی ہے پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکھئے اس سے
کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور آخر قسم کھا بیٹھا اوس کی قسم
کھاتے ہی بزاز نے اوسی قیمت کو اپنا کپڑا بیچ ڈالا حقیقی قیمت
اوس افسر نے کپڑے کی تھی پھر الیسینی صاحب مصنف
کتاب مذکور لکھتے ہین کہ حقیقت مین جب شخص مین ایسی پابندی
اپنی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکھتا ہون تو بہت
بہت خوش ہوتا ہون لکن نہین معلوم کہ چلہ گران [illegible] اپنی ایسے ہین

دوکاندار خریدار کو بے زبردستی اسقدر ذلیل و حقیر کیون سمجھتا ہے لکن کہتا
ہے کہ روم مین یہہ امتیاز دوکاندار اور خریدار مین نہین ہوتا بلکہ اس ملک کے
لوگونکا یہہ حال ہی کہ دوکاندار کو اپنی چیز کے بکنے کی کچھ پروا نہین ہوتی بلکہ اگر اپنی
ہم پیشہ کو اپنے نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہے تو حسد نہین کرتا اور کہتا ہی کہ کیا
مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میری مال کے بکنی کے باری سے اور جب کو
دوکاندار موذن کی آواز سنتا ہی تو اپنی دوکان مین رکوع و سجود مین مشغول ہوجاتا ہے
اور حالانکہ لوگ ادہر سے آتی جاتی ہین لکن اوسے کچھ خبر نہین ہوتی اور اس خضوع
وخشوع سے نماز پڑہتا ہے کہ گویا کسی صحرا مین کھڑا ہے اور بعضے دوکاندار اذان
سنتے کی ساتہہ ہی اپنا اسباب راہگیرون کے ایمان پر چھوڑ کر سب کے قریب کی
مسجد مین چلے جاتی ہین اس دارالسلطنت وسیع یعنی قسطنطنیہ مین سال بھر
مین چار چوریان بھی نہین ہوتین حالانکہ یہان کے تاجرون کی یہہ عادت
ہے کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چھوڑ کر مسجد مین چلے جاتی ہین اور
لوگونکے گھرون کے دروازے فقط رات کو ایک کاٹ کی سبب سے ہی بند ہوتے ہین
لکن کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ پیرا اور گلاٹا مین جہان فقط نصاری کے مکان
ہین چوری اور خون نہ ہوتے ہون آتا سو فقط راقم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ کیا موقوف
بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسے ہی ایماندار ہین چنانچہ تہوڑی سی مدت کی
بات ہی کہ ایک سیاح انگریز نے مہتممان اخبار ڈیلی نیوز کو ایک چٹھی لکہی
جسمین وہ لکہتا ہے کہ کل مینے ایک دہقان سے باشندہ صوبہ بلگیریا کی گاڑی
کرایہ کو لی تاکہ اپنا اور اپنے جمیع کا اسباب [illegible] پہنچا سکین [illegible] اوسمین اوشمال [illegible]

چاہتا تہا کہ تہوڑی سی پیال پہر اور اپنے رفیق کے سونیکے لئے اون کاتنی مین ایک ترک
سے زیادہ کوئی شخص خلیق نہوگا آیا اور کہنے لگا کہ مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون
یہہ بات سنتے کے ساتہہ ہی اوس دہقان نے بیل کاڑی سی کہولی اور ہمارا اسباب
سڑک پر ڈالدیا اور جب مینے دیکہا کہ وہ کاڑیبان خود ہی چلا جاتا ہی تو مینے
کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس ضرور رہنا چاہئے پس اسپر کاڑیبان متعجب
ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کی یہان رہنے کی کیا ضرورت ہی لیکن
مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت کے لئے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت
آپکا اسباب ایک ہفتہ تک دن رات یہین پر پڑا رہے تو کوئی اسمین
ہاتہہ نہ لگائیگا پس مینے اوس قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو
اپنا اسباب بجنسہ پایا پس ملاحظہ کیجئے کہ سپاہ ترک کی ہمیشہ اوس راستہ
سے آمد و رفت رہتی تہی لیکن کسی شخص نے اوس اسباب کو چہوا تک نہین پس
لائق ہی کہ یہہ قصہ عیسائیون کو لنڈن مین منبرون پر سنایا جاوے اور اگرچہ بعض عیسائی
خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکہتے ہین یعنی اس قصہ کا اعتبار نکرینگے لیکن
ہمین لازم ہی کہ خواب غفلت سی بیدار ہون اور اس قصہ کو بگوش ہوش
سنین پس آتم کہتا ہی کہ اس ملک یعنی روم کے حمالون کی دیانت ہمارے
ملک کے مزدورون کی دیانت سی زیادہ اعتبار کرنا چاہئے اسواسطے کہ اگر حمال اسباب کو
لیکے محلہ گلاٹہ کے دوکانون سے جہازون پر لیجاتی ہین اور یہین مقرر
ہی کہ کبہی ایک تہیلا بہی نہین کم ہوتا یہہ سچ ہی کہ تمام قوم ترک امانت داری
اور دیانت مین ضرب المثل ہے اور اسیوجہ سے یہہ امور ان لوگون مین اور بہی اسنا ہو گئے ہین

چنانچہ نقل ہے کہ ایک تاجر بنگالہ سے فرانس کو مراجعت کرتا تھا اور اوسکے پاس ایک
تھیلی روپیا شتر برزگی تھی جب وہ تاجر توپ خانے کے لنگرگاہ مین جہاز سے اوترنے لگا
اتفاقاً وہ تھیلی شگافتہ ہوگئی اور روپیہ ساری لنگرگاہ مین پھیل گیا اور اوس مین سے
کچھہ روپیہ سمندر مین بہے گر پڑا اسے لوگ وہانکے اوس روپیہ کو سڑک سی سمیٹ
لینے لگے اور بعضے تو روپیہ نکالنے کو سمندر مین کو دپڑی اور وہ تاجر بیچارا ابہی
ماری خوف کے انہین کے ساتھہ ڈوبتا پہرتا اتہی مین اوسنے دیکھا کہ جہان جہان
لوگ وہ روپیہ پاتے مین اوسے تھیلے مین جمع کرتے جاتے ہین پس یہہ دیکھنے ہی
پہر اوسکی جان مین جان اگئے اور ایک حمال نے اوس تھیلے کو اٹھالیا اور
اوس تاجر کے ساتھہ اوسکے گہر پہنچا آیا جب وہ سوداگر گہر پہنچا تو حمال کو مزدوری
دیکر جلدی جلدی اپنا روپیہ گننے لگا اور دیکھا کہ ایک روپیہ بہی کم نہین فقط

رحم وسخاوت اہل اسلام

واضح ہو کہ ترک وجوہ مرقومۂ ذیل سے مذہب عیسائیہ کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہین
اور یہہ ہم لوگون سے احکام مذہبیہ کی بجالانے مین غفلت اور تساہل اختیار کیا ہے
تا بیان ہم لوگون نے وہ امور دینویہ اختیار کئے ہین جو امور ضروریہ مذہبی مین
مخل ہین ثالثاً ہم لوگ ذلیل ترین مطالب کے انجام دہی کے لئے بلا تکلف
اپنی مذہب سے دست بردار ہو جاتے ہین پس انہین وجوہ سے وہ لوگ
یوروپ کو ملک کفار کہتے ہین اور جب ہمارا ذکر کرتے ہین تو لقب ملحد (یعنی بی ایمان)
کو لفظ کافر کے ساتھہ شریک کر لیتے ہین لیکن یہہ تذلیل و تحقیر اسکا باعث
نہین ہوئے کہ وہ لوگ ہمپر ظلم کرین چنانچہ اس رسالہ مین راقم نے اکثر مقامات

پر بہت سی نظیرون سے ثابت کیا ہے کہ ظلم و تعدی درباب مذہب جن عیوب سے ترک
متہم کیے گئے ہین جہلاء اور عوام الناس اہل اسلام سے بہی ظہور مین نہین آتے چہ جائیکہ
علماء و مخصوصین اسلام جسطرح دنیا مین کوئی چیز عثمانلی سے اوسکا مذہب
نہین ترک کرا سکتے اوسیطرح وہ یہہ نہین چاہتا کہ کسیکے دین مین مخل ہو اور
اگر کوئی شخص کسی ترک کو خوش کرے اور اوسے محبت پیدا کرے تو وہ کہتا ہے کہ
خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس قول سے اوسکی مراد یہ ہے کہ خدا تجہے توفیق دے
کہ تو مسلمان ہوجائے بس اسیقدر ترک مذہب کے باب مین کرسکتا ہے اور اس سے زیادہ
کرنا اوسکے نزدیک ملک خدا مین بدعت کرنا ہے علمائے اسلام کا یہہ قول ہے کہ تقلیب
قلوب خدا کا کام ہے اور انہین علماء کا یہہ بہی مقولہ ہے کہ ہر شخص سے نیکی کرو اور جہلاء
سے محبت نکرو (واضح ہو کہ ممالک روم مین مذہب کے باب مین کبہی ظلم و تعدی نہین ہوئے
بلکہ جو شخص ظلم نصاریٰ سے وہان بہاگ آتا ہے تو وہان کے لوگ اوسے پناہ دیتے ہین اور اگر
اس بات مین کسیکو شک ہو تو تواریخ مین دیکہ لے چنانچہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے
کہ پندرہوین صدی عیسوی تک عین ہزارون بنی اسرائیل ملک اسپانیہ اور پرتگیز سے
نکالدیے گئے اور اسی ملک روم اونہین پناہ ملی اور اس ملک مین چار سو برس
تک اونکی اولاد و احفاد ماموں و محفوظ رہے سوا اون لوگونکے جو ایسے مقامات پر رہتے
تہے جہان ظلم و تعدی نصاریٰ سے خصوصاً فرقہ ضلالت شعار روس کی کہ اونہین اپنے
حفاظت و حراست کرنی پڑی چنانچہ ابتک اتہنس پایہ تخت یونان مین ظلم
نصاری کی یہہ کیفیت ہے کہ جبتک ایسٹر یعنی مسیح کے دوبارہ زندہ ہوکر آسمان
پر چلے جانیکا جشن رہتا ہے جبتک کوئی یہودی گہر سے باہر آنے کی جرات

نہیں کرتا لیکن روم میں یہ حال ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل ہمیشہ نصاریٰ سے اذیت اور
ذلت اوٹھاتے ہیں تو اوس ملک کے حکام اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو اونکی خبر تو لیتے ہیں
لیکن توجہ کرتے ہیں ممالک محروسۂ سلطان روم میں ہر مذہب اور ہر قوم
کے لوگ برابر ہیں یہی سبب ہے کہ مسجد میں گرجا اور سنیاگوگ معبد یہود کے بلند ہوتے
ہیں لیکن نصاریٰ اور یہود کو اونکی عبادت سے ممانعت نہیں کرتیں لیکن قسطنطنیہ
اور شہر روم کے رومن کیتھولک (نصاریٰ قدیم) سقدر ظلم نہیں کرتے جسقدر پاریس اور لینس
(یہ دو شہر ملک فرانس میں ہیں) کے لوگ تعصب کرتے ہیں اور مثل اور نصاریٰ کے
کے نصاریٰ روم میں اب کوئی قانون نہیں کہ رسوم ظاہری مذہبی کی تاکید کرتا ہو لیکن
مگر خدا کو گرجا میں بند کر رکھے بلکہ وہاں یہ دستور ہے کہ جب مردے کو خوابگاہ
عدم کو لیجاتے ہیں تو سب پادری صف بستہ شمعیں لئے ہوئے اور خدا کی تعریف
گاتے ہوئے اوسکی تشییع کرتے ہیں اور یوم ولادت مسیح علیہ السلام کو سب پادریان پیرا اور کلاہ
صف بستہ چلتے ہیں اور اونکے آگے خاص صلیب اور علم مسیح ہوتا ہے اور اونکی ہمراہ
ایک دستہ سرکاری سپاہیوں کا ہوتا ہے جو خود ترکوں کو راستہ سے ہٹاتے
جاتے ہیں تاکہ پادریوں کی جماعت بسہولت گذر جائے لیکن اب اگر کوئی صاحب
راقم سے کہیں کہ پادشاہان فرانس اور شہر پا نصاریٰ بلاد مشرقی کی حفاظت
کرتے ہیں اور شاہ روم نصاریٰ یونان کی حراست کرتے ہیں اور شاہ
انگلستان نصاریٰ فرقہ پراٹسٹنٹ کی نگہبانی کرتے ہیں تو راقم اونکے جواب
میں کہیگا کہ مسلما ایسا ہی ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ بیچاری یہودیوں کو کون
بادشاہ عیسائی بچاتے ہیں دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہودی خنجر والا

حاکم موصوف پاس پکڑ آیا اور اوسکے نسبت بہت تہمت کیگئی کہ آنحضرت صلعم کو دشنام
دی ہی اور اس امر سے سب لوگوں میں تہلکہ سا پڑ گیا جب حاکم موصوف نے
وہ الفاظ دشنام سنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کیے گئے تھی تو وہ بڑی گھبراہٹ
سے یہہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا کہ یہ بخیر ممکن ہے کہ کیسے شخص نے ایسی کلمات
کہے ہوں اور اوسیوقت اوسپر غضب خدا نازل ہوا ہو پس ہم نہیں یقین
کر سکتے کہ یہہ بیچارہ اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور یہہ [illegible] خیال
کرسکتے کہ ایسے شخص کو سزا دوں جسے خدا نے عذاب نہ کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو
اہل اسلام کیے کیا عمدہ نظیر ہے لیکن تعجب ہے کہ کتنے اشخاص اہل
فرانس میں سے اخبارات آسبرگ گزٹ اور ٹائمس ابزرور کے بنا پر یقین کرتے
ہیں کہ اہل روم ہر روز نصارے پر ظلم اور عقوبت کرتے ہیں اور وہ لوگ یعنی
اہل فرانس شعرا اور ظرفا کے قول پر یقین کرتے ہیں کہ سلطان روم
نے سر دربار ایک رومال سے اپنے جاریہ معشوقہ پر پھینکا اور عورتوں کو زندہ
کپڑے میں سلوا کر باسفرس میں ڈبوا دیا واضح ہو کہ شاہنشاہ روم نے جب
قواعد عفو درگذر سے عدول کیا جبکہ اونہوں نے دیکھا کہ اسے عفو شاہی
کے پردے میں لوگ مذہب کے بارے میں زیادتیاں کرتے ہیں اور انکی
نیتوں میں اور مقدمات سلطنت میں فساد پڑتا ہے راقم کہتا ہے کہ فقط
فرفرہ گزارشات جو بیشتر شایع ہیں [illegible] ملک روم میں آئی ہے اپنی کام کو خوب سمجھے
اور اونہیں میں سے کہ یاد رکھے جو لکھ لیویں ٹائمس میں منتشر ہیں درحقیقت صرف
وعظ کا ثمرہ حاصل کرتے ہیں اور حکام روم ان پادریوں کو وعظ سے [illegible]

منع نہیں کرتے بلکہ اونکے نیت خالص سمجھکر اس امر مین اونکے تائید کرتے ہین
کیا ہے شخص (جسکا ذکر ذیل مین ہے) جو ترک تھا اور ترک نے ہے کیا کہ سلطان روم
کے نائب کا زندون مین سے ہے جسے حاسب ... ہے جو ۱۲۲۲ھ مین مدرسہ
بیٹھے پر اشراف جیزین کو ... کیا تھا اور بعد ملاحظہ مدرسہ مذکورہ مدرس ...
کو ایک خلعت فاخرہ بہیجا کہ جو طالب علم غریب ہو اور اس انواع کے لیاقت رکہتا ہو
... کو صدقات کیا جاوے تمام اہل لوگون کے نزدیک کسی شخص کی ... کرنا
سب فرائض پر مقدم ہے جیسا کہ بانی ... ترک نصیحت مین ایسی ہی ... کہتا ہے
کہ ہمیشہ اپنا دروازہ درویش اور غریب کے لیے کہلا رکہہ اسواسطے کہ یہہ آخر خدا کی
... مسجد مین بناتے اور ہمیشہ زکوۃ دیتے اور متواتر حج خانہ کعبہ کرتے ہیں یا
ترسندہ ہی ترکون کے نزدیک خیرات اور مذہب مین کچھ فرق نہین اور جو شخص
زکوۃ دینے مین قصور کرتا ہے وہ نہ فقط فریضہ مذہبی بجا لانے مین تساہل نہین کیا
بلکہ فقط ایسی واجب کے ترک کرنے سے اسلام سے خارج ہو گیا اسواسطے کہ زکوۃ
حج روزہ ماہ رمضان نماز اور اقرار رسالت نبی مذہب یہہ پانچ چیزین اصول دین ...
دین اسلام مین راقم نے کسی مقام پر بیان کیا ہے کہ سخاوت اور خیرات کی
اہل اسلام مین کچھ حد نہین اور اونکے نزدیک خیرات دینے مین فرق مذہب
بلکہ بغض و عداوت ذاتی کا بہی نہ خیال کرنا چاہیے اور ان لوگون سے
سخاوت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ تمام اسباب خانہ دیدیتے ہیں ...
... مین جو کچھ ... ترک کرتے تہے اور یہہ لوگ فقط قصبون مین
غربا و مساکین کے خبرگیری نہین کرتے بلکہ تمام شاہراہون پر عوام الناس

اور شرفاء اہل اسلام نے از راہ سخاوت مسافرون اور غریبون کی پرورش
اور حفاظت کے لئے اسباب مہیا کئے ہین اور یہہ اسباب فقط آدمی ہی کے واسطے
نہین مہیا کئے ہین بلکہ حیوانات کے لئے بھی عبارت مذکورہ بالا مین مسٹر
ای ایپنی صاحب قسطنطنیہ کے جنگلی کتون کی بابت کہتے ہین کہ چونکہ یورپ کے
لوگون نے جو بالفعل اس شہر مین مقیم ہین ان کتون کو نکال دیا ہی اپنے محلہ سے
بعیدترین محلات شہر مین ہانک کر چلے گئے ہین اور وہان کچھہ لوگ ایسے بھی
اونہین مل گئی ہین کہ ہر روز صبح کو اونہین کھانا دیتے ہین اور جب اونکی مادئین
بچے دیتی ہین تو اونکی بھی خبر گیری کرتے ہین اور اونکے بچون کو بچاتے ہین کہ جاڑے
مین ٹھٹھر کے مر جائین بلکہ وہ لوگ اسقدر انسانیت کرتے ہین کہ ان کتون کی
پرورش کے لئے جایداد چھوڑ جاتے ہین یہہ سچ ہی کہ عثمانی لوگ کتے کو مثل سور
کے نجس جانتے ہین اور چونکہ کتے کے رہنے سے اونکی طہارت شرعی مین فطور ہوجاتا
لہذا ویسے اپنے گھر مین نہین رکھتے لکن اپنے محلہ کے کتون کی خبر گیری اپنے اوپر فرض عین
سمجھتے ہین (واضح ہو کہ) آنحضرت صلعم نے سخاوت کا حکم فرمایا ہی اور اس نیکی کو اور
سب نیکیون پر مقدم فرمایا ہی اور سخاوت بھی کیسی کہ جسمین حیوانات بھی
داخل ہین خلاصہ یہہ کہ راقم کے نزدیک یہہ ہے کہ جیسی انسانیت و مروت
کچھہ مین وہ ترکون مین پائی جاتی ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس قوم سے زیادہ
جیسے عیسائی جاہل و بدچلنی سمجھتے ہین کوئی اور قوم بھی صاحب مروت ہے

حصہ سوم جوابات اتہامات نسبت آنحضرت صلعم

باب اول واضح ہو کہ جتنے اتہامات آنحضرت صلعم کی نسبت کئے گئے ہین اون سب کا جواب یہہ

چار تہمتین مرقومہ ذیل ہین تہمت اول آنحضرت نے ایک نیا اور جہوٹا مذہب
بنایا جسمین متعہ کو جایز قرار دیکر رواج دیا حالانکہ یہہ مذہب آپ ہی نے اپنی شہوت نفسانی کی
تسکین کے لئے ایجاد کیا تہا تہمت دوم آنحضرت نے اپنے مذہب کو بزور شمشیر رواج دیا
اور اسیواسطے لاکہا آدمیونکو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت و تکلیف مین مبتلا کیا
تہمت سیوم قران مین بہشت کو اوصاف شہوانی و نفسانی سے متصف کیا ہے تہمت چہارم
تعداد ازدواج کو جایز کرکے گویا آنحضرت نے عیاشی اور بدفعلی کی جرأت دلائی فقط جواب
تہمت اول راقم کہتا ہے کہ اکثر حالات آنحضرت صلعم سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فتح مکہ سے پہلے
ہی سے اور خاص کر اس امر مسلم الثبوت سے کہ حالانکہ آپکی حیات مین آپ کا مذہب
قائم ہوگیا تہا اور حکومت غیر محدود رکہتے تہے لیکن کبہی اس حکومت سے مستفید نہین ہوے
اور کبہی اپنی شوکت و حشمت نہین چاہی بلکہ آپ صلعم کے اطوار و عادات مین جو سادگی
اور بے تکلفی ابتدا مین تہی ویسی آخر عمر تک رہی اب یہہ امر باقی رہا کہ آنحضرت صلعم نے یہہ مذہب
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین کے لئے ایجاد کیا تہا پس اسکا جواب یہہ ہے کہ جبکہ آپ
مبعوث ہوے تہے اوس زمانہ مین تمام عرب مین ازدواج کی کوئی حد مقرر نہ تہی
لہذا یہہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپ ازدواج کی ایک حد معین کر دیتے درحالیکہ
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین مقصود تہی علاوہ ان سب امور کے یہہ دلیل بہی آنحضرت صلعم
کی برأت کی ہو سکتی ہے کہ باوجودیکہ مثل اپنے اہل وطن کے عورتون کی محبت آپکی
طبیعت مین داخل تہی لیکن کبہی آپنے اپنے تئین از راہ تصنع عیوب انسانی سے بری
نہین کیا بلکہ برخلاف اسکے فرمایا کہ مین ایک بشر ہون مثل تمہارے اور داؤد پیغمبر
اور بادشاہ کی نسبت جنکے بارہ مین توریت مین لکہا ہے کہ یہہ شخص خدا کے

دل کا ہے (یعنے خدا کو پسند تھی آنحضرتؐ ایسے ہین جیسا وہ شخص کا ٹکڑا جو داؤد کے
معبد پر ہے (یعنی بہت پاک ہین) اب داؤد کا حال سنیے کہ زوجاؤن کی میکال
دختر ساؤل تھین اور یہہ زوجاؤن کی ایام ذلت مین اونسے جدا ہوگئین تھین اور بعد ازان
پیغمبر موصوف نے انکی عقد بدیگری دیدی تھی لیکن تاہم زوجاؤن کی طلب سے بازنہ آئے اور فیل
اسکو کہ بیاہی ہوئی تھی دوبارہ اپنے عقد مین لائین داؤدؑ اوسکی شوہر دوم سے
زبردستی لے لیا اور چونکہ وہ شخص اپنی زوجہ سے بہت محبت رکہتا تھا تو جب اوسکو
اوس سے چھین لیا تو جہانتک اوسسے ہوسکا اپنی زوجہ کے پیچہے پیچہے روتا ہوا چلا
گیا علاوہ اسکے داؤد نے ایک بادشاہ غیر مختون کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اگرچہ
بہت سی ازواج سے اولاد رکہتے تھے لیکن اسکا بھی لحاظ نہ کیا بلکہ بیت المقدس مین بہت
کسبیان گہر مین ڈالین لیکن ان سب امور سے عجیب تر تو یہہ ہے کہ بتشبا زوجہ اوریا
کے مقدمہ مین علاوہ جرم زنائی محصنہ کے قتل عمداً اور خون ناحق کے بھی مرتکب ہوے
ہرچند اگلے زمانہ کے عقلا نے بہت سے کپڑے داؤد کو اوڑہائے لیکن وہ کسیطرح گرم نہوئے یعنے
ہرچند بہت سی عورتین تہین لیکن تسکین نہوئی) آخرالامر یہہ مشورہ ٹہرا کہ ایک نوجوان باکرہ ملازم
کیجاے جو اونکی خبرگیری کیا کرے اور انکے ساتھہ سویا کرے اور داؤدؑ نے اون عقلا کو حکم کیا کہ سب سے زیادہ
کمسن اور حسین عورت میرے واسطے تلاش کر لاؤ لیکن اب ہم تو پوچھتے ہین کہ آیا کہہ سکتے ہین کہ یہہ فعل جو
داؤد نے کیا نہایت عفیف معصوم کا کام ہے تو خیر عیسائیون کو لازم ہے کہ جب آنحضرتؐ پر شہوت
پرستی کی تہمت کرین تو اس مثل کو یاد کرلین کہ جو لوگ شیشے کے مکان مین رہتے ہین وہ اوروں پر
پہلے پتھر نہ پھینکا چاہئے راقم کہتا ہے کہ ایک صفت کے حاصل کرنے ارادہ سے اوسکو استعمال کرنا
آنحضرت نے حضرت موسیٰ کی متابعت کی اور واقع مین اگر موسیٰ نے ایسی حکومت نہ کی ہوتی

سے جیسے سرگروہ اور سردار اور بانی اور مروج شرع کو چاہیئے تو بنی اسرائیل کو
مصر سے رہا کر کے نہ لیجاتے لیکن اس حکومت کی اختیار کرتے کسی شخص نے
حضرت موسیٰ پر یہہ تہمت نہیں لگائی کہ اس امر عظیم یعنی سربراہ کاری بنی اسرائیل کے
سر انجام دینی سے اونہیں طمع نفسانی مقصود تھی اسواسطے بلکہ بدون اس حکومت
پیغمبر موصوف اوس رسالت کی تکمیل نہ کر سکتے تھے جسکی واسطے بھیجا یعنی خدا نے
اونہیں مبعوث کیا تھا بس یہی حال عرب کے مقدمہ مین بھی ہوا کہ چونکہ یہہ لوگ بہت
سی قبایل مین منقسم تھے اور ہمیشہ آپس مین لڑا کرتے تھے پس آنحضرت کو اونہیں متفق
کر کے ایک گروہ کرنیکی اور اونمین مذہب اسلام قایم کرنیکے اور کوئی تدبیر نہ تھی
بجز اسکی کہ خود سربراہ کاری اور سرداری اختیار کرین پس یہہ امر یعنی سرداری
عرب تہمت طمع سی آپکو بری کرتا ہے اب باقی رہی تہمت جعل یعنی کذب
دیگر پس اس اعتراض کا بطلان اس بات سی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم
کے شریعت مین اول عقاید توحید خدا ہے اور یہہ ایسا عقیدہ ہی کہ خود جناب
مسیح نے تعلیم کیا ہے اب اگر کوئی شخص کہے کہ لفظ جعل سی یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم
نے پیغمبری کا حیلہ کیا تھا اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ دونو امر یعنے بت پرستی کو دفع کرنا
اور ایک خدا برحق کے عبادت مقرر کرنا اون لوگون مین جو پہلی امر مین
گمراہ اور دوسری بات سے جاہل تھی اس لایق ہین کہ اسکے تبلیغ وہدایت
خدا کی طرف سے ہو اور یہہ امر بے یقینی ہے کہ آنحضرت نے عرب مین
ایک خدا کے عبادت قایم کر دی اور بتونکو اوس ملک سے ایسا نیست و نابود
کر دیا کہ ہزار برس سی زیادہ گذرا کہ یہہ کسی پیرایہ مین عبادت اصنام وہان

نہ ہوئے لیکن برخلاف اسکی جب بت پرستی عیسائیون مین دوبارہ رائج ہوئے
تو جس فرقہ نے غلبہ حاصل کیا نہایت شکلون کے تکفیر کرنے لگا فقط اس سبب سے
کہ انہون نے اون بت پرستون کے معبودون کو توڑ ڈالا تہا علاوہ اون ارشادات
کے جنمین یہہ تاکید ہی کہ بت پرستی کو بیخ و بن سے اوکہاڑ ڈالو اور احکام سے
آنحضرت صلعم کے اس امر کی تاکید شدید پائی جاتی ہی کہ وہ مکارم اخلاق اختیار کرے
جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت فرض ہین اور جہان جہان آپ صلعم کا مذہب رائج
ہوا ان اخلاق حمیدہ کے عمل مین لانیکی تاکید رہی اور جو لوگ حضرت صلعم کے سخت
بڑے دشمن ہین وہ بہی اعتراف کرتے ہین کہ ان تمام قوانین مین اخلاق
بجالانیکی تاکید شدید ہے واضح ہو کہ عرب کا دستور تہا کہ اپنی تحریر اور تقریر
مین استعارات اور مجازات اکثر استعمال کرتے تہے چنانچہ حسب رسم عرب اکثر احکام
آنحضرت بہی استعارات و لطائف سے مملو ہین لیکن ان لطائف مین سے کسی لطیفہ
پر مورخین عیسائیہ نے اسقدر طعن اور تمسخر نہین کیا جسقدر آپ صلعم کے سفر شب
یعنی معراج پر کیا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ ان نکتہ چینون کو یاد رکہنا چاہئے تہا
کہ یہہ حکایات اوس قصہ کے نسبت ذرا بہی بعید از عقل اور خلاف قیاس نہین ہے
جسمین یہہ ہے کہ ایک جنگل مین شیطان نے مسیح کو اغوا کیا جیسا کہ انجیل مین لکہا ہے
پہر شیطان اوسے لیئے مسیح کو ایک بڑی اونچی پہاڑ پر لے گیا اور اوسے سب
ملک جتنے روئے زمین کے اور اونکی حشمت دکہلائے سالئے آخر حقیقت یہہ ہے
کہ سفر شب مین ایک استعارہ ہے اور وہ بہت آسانی سے بیان ہو سکتا ہا
مثلاً براق جسکے معنی حقیقی بجلی ہے خیال سے کنایہ ہے اسواسطے کہ خیال

تجلی سے بہی زیادہ جلد دوڑتا ہے اور وہ خود با ان نور جسپر حضرت اور جبرئیل آسمان
تک گئے پہنچے غور سے کنایہ ہے اسوسطیکہ غور کے ذریعہ سے آدمی تمام آسمانون پہر آتا ہے یہان
پہر آتا ہے یہان تک کہ تخت گاہ جناب باری تک پہنچ جاتا ہے اور وہ جو سے الفت
جیلے اون سب سے خدا خوش ہوتا تہا اور جسکے آواز لیسے تشبیہ نئے کہی جسمی او بیکے
ہوا اور نہ اوسکے ذہن مین خطور کرسکے تہے صالحین سکے نماز سے کنایہ ہی اور
علے ہذا القیاس باتے قصہ معراج سیسے تاویل ہو سکے ہیں راقم کہتا ہی اسی قصہ
معراج مین یہہ سوال معقول ہو سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم کو استعمال استعارات مجازا
سے کیون منع کرتے ہو حالانکہ فقہا و متکلمین نصاری نے یہہ سوال مجازا
کیا ہی اسواسطیکہ بہت سے مسائل اونکے طریقہ مین ایسے تہی کہ انہین مجازات
سے حل ہونے تہی اور اگر یہہ استعارات نہ استعمال کرے تو مطلب غلط ہوتا اسواسطے
توریت مین ایک پیغمبر سے نقل ہے کہ آباب کے ترغیب دینی کو خدا سے جو خالق
صدق ہے جن کا ذریعہ شیطان ہے سے مشورہ کیا تہا عبارت تو یہہ ہے
اور خداوند نے کہا کہ کون شخص ترغیب دیگا آباب کو کہ وہ جاوے اور رامو تہ گلید
پر گرپڑے پس کسی شخص نے کچہہ کہا اور کسی نے کچہہ کہا آخر مین ایک جن پیدا ہوا
اور خداوند کے سامنے کہڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین اوسے ترغیب دونگا پس
خداوند نے اوسے کہا کہ جلد جا اوسنے کہا کہ مین جلد جاتا ہون اور مین جہوٹی
روح ہونگا منہہ مین اوسکے سب پیغمبرون کے پس خداوند نے اوسے کہا
کہ اوسے ترغیب دیجو اور اصرار بہی کیجو پس جا اور کر ایسا فقط انتہی راقم
ایسے استعارات کے اور مثالین کتب مقدسہ سے بیان کرتا ہے اور چہاپا گیا

مگر آیا اس بات کے نہین قایل ہو ای نصاری کہ تمام غزل سلیمان مین ایسے
استعارات ہین جنسے کنایۃ یہہ مراد ہے کہ مسیح اپنی مذہب کو بہت دوست
رکہتے ہین یہہ ظاہر تو عہد عتیق ہی ہے اب عہد جدید سے لیجئے تو اوسمین بہی
وہی اعتراض یا استعمال استعارات لازم آتا ہے اسواسطے کہ مسیح ایک مقام پر بجای
اپنی تن کے کہتے ہین کہ مین انگور ہون دوسرے مقام پر کہتے ہین کہ مین راہ ہون
تیسری جگہہ کہتے ہین کہ مین دروازہ ہون چوتہی مقام پر فرماتے ہین کہ روٹی
اور شراب میرا جسم و خون ہے چنانچہ عیسائیان فرقہ رومن کیتہولک مین
اس عقیدہ مذموم کے سبب پرستار جیسے ترنس سبستن شی ایشن کہتے ہین اوسکا
خلاصہ یہ ہے کہ پادری مقلوب الماہیت ہو کر خود مسیح ہو جاتے ہین کاہے کا یہ
منشا یہ ہے کہ اون لوگون نے یہہ قول مسیح کہ روٹی اور شراب میرا جسم و خون ہے کے
معنے مجازی پر نہین محمول کیا بلکہ معنے حقیقی مراد لیے پس یہہ عرض راقم کے
بیجا نہین کہ اگر مثل یہود و نصاری کے اہل اسلام بہی استعارات اور مجازات
باین عرض استعمال کرین کہ مشکلات حل ہو جائین اور جو باتین ظاہر مین بعید
از عقل ہین قریب قیاس ہو جائین اور اگر اون امور بعید از عقل کو اور طرز سے
بیان کرین تو اونکے طریقہ پر اعتراض کا محل رہتا ہے تو اونپر (یعنے اہل اسلام
پر) کوئی الزام نہین عاید ہو سکتا ہے حالانکہ جو استعارات اور مجازات
قران مین مستعمل ہوئے ہین اونمین سے کوئی استعارہ اسقدر خلاف
عقل اور موجب ضلالت نہین ہے جسقدر کہ وہ استعارہ انجیل سے ہے جسپر یہہ عقیدہ
نصاری مبنی ہے کہ ایک پارہ نان چند کلمات سے ایک پادری کے

ہے اگرچہ وہ احمق اور جاہل اور شریر بہی ہو متنفر ہو کر وہ خدا یگانا ہی جسنے عالم
کو پیدا کیا ہی آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہہ بہی کیا گیا ہی کہ آپ نے یہہ حیلہ کیا
کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین دیتا ہون بلکہ اوسی مذہب قدیم کو بحال کرتا ہون
جو خدا نے ابراہیم ع کو دیا تہا اور اونہون نے اسمعیل ع کو جو بانی قوم عرب تہے تاہم آنحضرت
نے بیشک ایک مذہب جدید بنا لیا پس (معاذ اللہ) آپ مرتکب کذب کے ہوے لیکن
راقم اس اعتراض کے جواب مین عرض کرتا ہی کہ اگر مذہب جدید اوسکو کہتے ہین
جو مذہب قدیم سے معبود اور فرائض و احکام مین علیحدہ ہو پس لازم آتا ہی
کہ نہ مذہب موسی ع جدید تہا نہ دین عیسی ع اور نہ ملت محمد صلعم اسواسطے کہ مذہب
موسی ع فقط اوسی مذہب کا مجدد اور موکد تہا جسکا آدم نوح ابراہیم اسحاق ع
یعقوب اور اسمعیل اعتقاد رکہتے تہے اور ان انبیاء کا یہہ مذہب تہا کہ خدای یکتا
کی عبادت کرتے تہے اور اوسکی محبت رکہتے تہے اور اوسکی اطاعت مین بجان و
دل مصروف رہتے تہے اور وہ امور بجا لاتے تہے جو بحکم الہی اور بمقتضے بشریت ایک شخص
کو دوسرے کی نسبت واجب ہین چنانچہ عیسی ع مسیح ہمسے فرماتے ہین کہ
سب سے زیادہ خدا کی محبت رکہنی اور اپنے ہمجنسون کو مثل اپنی النفس کے دوست
رکہنا بس یہی باتین شرع ہین اور یہی پیغمبر آور اسی جناب مسیح ع کی یہہ مراد
ہی کہ حضرت موسی ع اور اور انبیاء نے وہ مذہب بنی اسرائیل کو تعلیم کیا
تہا جسکا مآل یہہ تہا کہ ایک خداے قدیم کی عبادت کرو اور اوسکی محبت
رکہو اور آپسمین بڑی دوستی اور اتحاد رکہو پس اسسے لازم آتا ہی کہ خود
مسیح کی شریعت جدید نہ تہی بلکہ وہی دین تہا جو اون سے پیشتر حضرت

موسیٰ نے تعلیم کیا تھا لیکن اتنا فرق ہے کہ ہمین ایک دوسری کی نسبت نیکی
کرنیکی بہ نسبت امم سابقہ کے زیادہ تر تاکید ہی اور خدا نے ایسا طریقہ
ہمارے واسطے مقرر کیا ہی جسکو سب سے ذلیل ترین اور جاہل ترین شخص بھی
بخوبی جان سکتا ہو کہ جب اسنے ان افعال نیک کی مخالفت کی اور جب
انہین بجا لایا اور وہ طریقہ اس قول مسیح سے بخوبی واضح ہی کہ سلوک کرو
اوروں سے اوسطرح جسطرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمسے پیش آئین (واضح ہو
کہ جب جناب مسیح مبعوث ہوئے تھے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تھے انکے
اخلاق بہت خراب ہو گئے تھے اور انکے علماء اور عوام الناس دونون مین
نفس پرستی اور خود پسندی بہت بڑہ گئی تہی اور اوس ملک مین سواے حرص
وطمع اور ظلم وجور کے اور کچھہ دکھائی دیتا تھا اسواسطے کہ اون لوگون نے
(یعنی یہودیون نے) ایمانکو بعض رسوم اور قواعد شدیدہ ظاہریہ کی بجا لانے پر
منحصر رکھا تھا اور اصل و لب مذہب ضایع کر دیا تھا پس جناب مسیح کی
رسالت کا فقط یہہ مقصود تھا کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت موسیٰ بحال
کرین اسواسطے کہ تمام احکام مسیحی اسی امر کیطرف منجر ہین پس اس تمہید سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ اصل مین شریعت عیسیٰ فقط مجدد ملت موسیٰ
تہی لیکن برخلاف حضرت مسیح کے کہ انہین یہود کو صرف احکام حقہ
تعلیم کرنے تھے) آنحضرت کو فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید نہین
کرنی پڑی تہی بلکہ عبادت خداے یکتا بہی قایم کرنی پڑی تہی اسواسطے کہ تقدیر
الہی سے جن لوگونمین آپ مبعوث ہوئے تھے وہ ان دونون

باتون مین (یعنے عبادت خداے یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ ہتی پس
آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ مذہب اسمعیل علیہ السلام بانی قوم عرب از سر نو رواج دیا
جا اور وہ یہہ تہا کہ خدائی یکتا کی عبادت کرو پس یہی وجہ اس بات کے ثبوت
کرنیکو کافی ہی کہ آنحضرت صلعم اس قول مین بیشک صادق تہے کہ مین عرب کو
مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون بلکہ وہی دین سکہاتا ہون جو انکو جد حضرت
اسمعیل علیہ السلام نی بہت مدت پیشتر رواج دیا تہا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہے کہ
جس شخص نے اپنے ملک کی لوگون کی عقائد و رسوم ابد الآباد کے لیے درست
اور شایستہ کیے ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال
سے اوسکی ملک کے لوگ غرق تہے عبادت خداے یکتا و برحق رواج دی ہو
اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کر دیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ
لہو و لعب ممنوع کر دی ہون جنمین بازی ہوتی ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق
ہین اور جس شخص نی رسم تعدد ازدواج جو اوسکی زمانہ مین مروج تہا اور جسکی کوئی
حد نہ تہی بالنسبۃ محدود کر دیا ہو تو ہم پہر پوچہتے ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین
کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنی ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور
جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تہا اور اوسکی تمام افعال و اقوال مین
محض کذب و ریا تہا آیا ہم یہہ وہم کر سکتے ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ
تہی بلکہ اوسکا ایجاد تہا اور تمام عمر وہ شخص خود اپنی کذب پر متنبہ اور معترف رہا
آنحضرت صلعم بقصد یہہ گمان اوسکی نسبت نہین ہو سکتا یہہ یقین کرنا چاہیے کہ وہ شخص (یعنی آنحضرت)
بخوبی آگاہ تہا کہ مین حق پر ہون اور اسی وجہ سے اخلاص حق مین ہمیشہ مستقل و ثابت قدم

کہ کبھی اوسکا قدم ثبات پیچھے نہیں ہٹا اور نہ اوسکی استقلال کو لغزش نہیں ہوئی
بلکہ جسوقت سے اوس شخص نے اپنی رسالت کا اظہار اپنی زوجہ خدیجہ سے کیا
جبتک کہ آغوشِ عائشہ میں وفات پائی اون اعزّا و رفقا کی کہنی میں کبھی
نہ آیا جو اوسکی حالات سے بخوبی واقف تھے واقع میں ایسے شخص صادق اور صالح
کو جو اپنے خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکہتا تہا اور جسنے عقاید و اعمال عباد کو ایسا
مہذب اور درست کیا یہہ کہنا چاہئے کہ بلاشبہ الصادق اور مرسل من اللہ تہا اور
اس امر کا کون مانع ہے کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین میں نہ سمجہیں تو عباد صالحین
میں تو تصور کریں اور یہہ کیون نہ یقین کریں کہ اوسنے اپنے زمانہ میں اپنی قوم کو
صدق و راستی تعلیم کی تہی اور اوسکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تہا کہ
اپنی امّت کو اوسکی توحید اور صداقت سکہائے اور اونہیں ایسے احکام انتظام ملک اور
اخلاق حمیدہ تعلیم کیے جو اونکی مناسب حال ہون پس اس بیان سے ثابت ہوا
کہ بیشک آنحضرت صلعم کو اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تہا کہ ہر چند کفار نے
تمسخر و استہزا اور مضحکہ اور ظلم و تعدی آپ پر بہت کی لیکن آپ صلعم کا قدم ثبات پیچھے نہ ہٹا
اور ہر چند بہت تخویف کی اور تکلیف دی لیکن آپ صلعم اونہیں توحید و حقیقت خدا
تعلیم کرنے سے باز نہ آئے اور ایسے اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ کی اونہیں ترغیب
دی کہ آپ صلعم کے عہد تک کسی شخص نے کبھی ایسے افعال و نہیں نہ تعلیم کیے تہے
اور آنحضرت صلعم نے نہ تو ریاستِ دنیا طلب کی اور نہ حکومت عقبی بلکہ فقط
عفو و رحم خدا سے طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت
راہ راست پر لائیں در حقیقت آپ صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ بندگان خدا انصاف کریں

اور رحم کو دوست رکھیں اور خضوع و خشوع اپنے خالق کے سامنے حاضر ہوں اور
یہہ عقیدہ بھی آپ نے تعلیم کیا ہی کہ ایک روز سب عادل اور ظالم پھر زندہ
کیے جاوینگے اور خدا اونمیں انصاف کریگا اب راقم کہتا ہی کہ بھلا آنحضرت صلعم کے
پیروان بدذات و نالایق کو آپ سے کیا نسبت بھلا کہاں آپکا رحم او حلم
اور کہاں وہ ظلم و جور جو تیمور نے اصفہان میں اور نادرشاہ نے دہلی میں کیے
بھلا کہاں آپ اور کہاں وہ ظالم جنہوں نے ہمارے زمانہ میں جزائر کیاس
اور سپرس اور سکندریا کو برباد و تاراج کیا حالانکہ بادشاہان ممالک متمدنہ
کا دستور ہی کہ ادہر کسی شہر کو فتح کیا ادہر وہان کے لوگوں کو قتل کرنا شروع
کرتے ہیں خواہ وہ لوگ ہتیار بند ہوں خواہ بی ہتیار خواہ مجرم ہوں خواہ
بی قصور لیکن آنحضرت صلعم کے رحم کو دیکھیے کہ اگرچہ آپ کو کفار سے بہت انتقام
لینے تھے لیکن چند ہی مقامات پر اونسے بدلہ لیا اور آنچہ چند ہوا قعیں بھی اکثر
اونکے جرموں سے بالکل عفو و درگذر کیا اور یہہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ اگر آنحضرت صلعم
لڑے بھی تو اسواسطے کہ خانہ خدا کو نجاست بت پرستی سے پاک کرنیکے لیے
چنانچہ جب آپ بعد فتح مکہ داخل خانہ کعبہ ہوئے تو یہہ کلمات طیب فرمائے
کہ حق آیا اور باطل دفع ہوا اور ان کلمات سے تین سو ساٹھ بتوں میں
جو اوس مقام مقدس پر نصب تھے زلزلہ ڈالدیا اور منہدم کردیا اور جب اپنے
کام (یعنی دفع بت پرستی) کو انجام دیچکے تو پھر اوس شہر مفتوح میں اپنی حکومت
قائم کرنیکی کوشش نہ کی جیسا کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ آپ کے نام فتاح (اشارہ
اپنی فتح و غلبہ کی مراد ہی) سے لیے کیا اور نہ آپ نے اپنی شان و شوکت

ظاہر ہوکر انکے لیے کوہ متصل اوس معبد کے قریب بنایا جو مذہب کی عزت و جلال
ظاہر کرنیکے لیے فتح کیا تہا بلکہ اپنی آبا و اجداد کا مذہبی قوم بالکلی نحوست اور اپنے
مذہب کا معبد یعنے مکہ معظمہ چھوڑ کر اپنی بیت المقدس کو مراجعت کیے اور وہان اپنے
اصحاب وفادار ہیں جو بوقت امتحان آپ کے شریک ہوئی تہی بوجود ناامن اختیار

تہمت دوم

آنحضرت نے بزور شمشیر اپنی مذہب کو رواج دیا اور اسی وجہ سے لاکہا آدمیون
کو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا کیا فقط

جواب

راقم کہتا ہے کہ فرض کیا کہ قول معترض من وجہ صحیح ہے اور یہہ بھی تسلیم کیا
کہ لاکہا بت پرست اسواسطے قتل کیے گئے کہ اونہون نے وحدت خدا کا
انکار کیا تہا تاہم یہہ جواب ہوسکتا ہی کہ جس بات کا خدا نے ایک مرتبہ حکم دیا
وہ بات کیسے زمانہ میں ناحق نہیں ہوسکتے اور چونکہ عیسائیون کو اس بات کا
یقین فرض ہی کہ حق تعالی نے حکم کیا کہ اہل کنعان کو بالکل نیست و نابود کردو
اسواسطے کہ یہہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں اور یہواہ (یعنے خدا) نے اس امر کے
تکمیل کے لیے یہہ معجزہ بھی ظاہر کیا کہ آفتاب اور ماہتاب کو ٹھہرا رکھا تاکہ یوشع
سب دشمنون کو قتل کر ڈالیں لہذا اگر یہ لوگ (یعنے عیسائی) منصف ہونگے تو
اس بات کا اقرار کرینگے کہ اگر آنحضرت نے بھی اوسی ذریعہ سے اپنی
مذہب کو رواج دیا تو بیجا کیا اور کوئی الزام آپ کے نسبت نہیں عائد ہوسکتا
اسواسطے کہ اگر اس بات کو تسلیم نہ کرینگے تو یہہ قباحت لازم آئی گی کہ آنحضرت

کے زمانہ کی نسبت حضرت موسیٰ کے زمانہ مین خدا کو بت پرستی سے زیادہ تر تنفر تھا اور
آپ کے عہد کی نسبت بادشاہان بنی اسرائیل کے وقت مین خدا کو عبادت اصنام
زیادہ تر ناپسند تھی کہ اونکو اور اونکی تمام رعایا کو فقط اسی گناہ کے سبب سے ہلاک کیا
یہہ سچ ہے کہ آنحضرت صلعم نے جنگ کی تھی لیکن آپ کے جہاد مین اور حضرت موسیٰ کی لڑائیو
مین یہہ فرق بین ہے کہ آپ نے بندگان خدا کو بالکل برباد اور غارت نہین
کہ جہاد کرنے مین یہہ مطلب آپ صلعم کی مدنظر تھا کہ تمام قبائل عرب کو متفق کرکے
ایک گروہ کردین اور بت پرستی کو دفع کرکے عبادت خدا سکہا دین اونہین تعلیم کرین
اور جن لوگون نے آپ کی شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسے آپ صلعم بملائمت و
ملاطفت پیش آئے ہان البتہ جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونہین قتل کیا لیکن آپ صلعم نے
عورتون اور لڑکون اور بچون کو بے قصور سمجھکر جان بخشی کی اور اپنے صحابہ کو تاکید کی
کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائین اور اوسکی متابعت اختیار کرین اونہین نہ ستانا بلکہ مثل
بہائیون کی اونسے پیش آنا لیکن برخلاف اسکے حضرت موسیٰ نے قومون کی قومین کبھی قتل
کرڈالین اور نہ اونپر رحم کیا اور نہ اونکی اطاعت قبول کی مگر آنحضرت صلعم نے اسلام
مین حضرت موسیٰ کی متابعت کبھی نہین کی ہان البتہ اکثر سلاطین نصاری نے اس فعل
مین حضرت موسیٰ کی پیروی کی خاص کرکے اہل اسپانیہ نے کہ جب اون لوگون نے پیرو
اور میکسیکو کو فتح کیا تو وہان کے باشندون کو بالکل نیست و نابود کردیا راقم کہتا ہے کہ تمام قرآن
مین کہین ایسے احکام خدا کی طرف نہین منسوب کیے گئے ہین جنسے ایسی بیرحمی اور ناانصافی
ظاہر ہوتی ہو جو بشر کی عقل مین نہ آسکے البتہ توریۃ مین اس قسم کے بہت سے احکام
ہین جنمین سے چند ذیل مین مرقوم ہوتے ہین [illegible] موسیٰ نے کہا کہ خداوند فرماتا ہے کہ جب شہر

سکے ہاتھہ مین تلوار دی اور تمام لشکر مین اندر او باہر دورہ کر او ہر شخص اپنے
بھائی کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے دوست کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو قتل کرے یوشع نے ساری ملک کو اور اوسکی سب بادشاہونکو
قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بلکہ بالکل فنا کر دیا ذی روح چیزون کو
جیساکہ خداوند اسرائیل کے خدا نے اوسے حکم کیا تھا اسپ جنا اصموئیل
نے ساؤل سے کہا) اور قتل کر عمالقہ کو اور بالکل غارت کر دی جو کچھہ وہ
رکھتے ہین اور اونکو زندہ نہ چھوڑ بلکہ قتل کر مرد اور عورت دونو کو بچہ کو اور
شیر خوار کو بیل کو اور بھیڑ کو اور اونٹ کو اور گدہی کو لیکن شہراون کے
جنہین خداوند تیرے خدا نے تجھے ورثہ مین دیا ہیں تو تمام جاندار چیزون
مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو لیکن تو بالکل نیست و نابود کر دیجیو اونہین
یعنی حطیونکو اور عموریون کو اور کنعانیون کو اور حوائیون کو اور یبوسیون کو جیسا
کہ خداوند تیری خدا نے تجھے حکم فرمایا ہی علی ہذا القیاس اقسم پوچھتا کہ جناب
مسیح نے جو اوس کوہ پر خطبہ فرمایا تھا جسمین سوا رحم اور محبت اور شفقت
ہو دستے کسی چیز کا ذکر نہین تھا اوس کلام پاک مین اون گناہان کبیرہ کی ذرا
بھی اجازت یا حکم ہی جن گناہونکی لوگ خود تو مرتکب ہوگئے اور مسیح کا نام پاک بدنام
کیا پس اب ہم کس سے پوچھین کہ وہ آخر وہ گناہان کبیرہ کس شخص کیطرف منسوب
کرین اس سوال کا جواب بہت آسان ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ معاصی بادشاہ
قسطنطین کیطرف منسوب کرنے چاہیئین جسکو ناحق لوگون نے بزرگ کا
خطاب دیا ہے (واضح ہوا کہ بعد وفات مسیح اونکی احکام کے ترجمے کیے گئے

اور انہیں احکام کا نام مذہب عیسائی رکھا گیا ترجمۂ اول تو اونکی حواریین
مرقس اور یوحنا کے سند سے مشہور ہوا اور ترجمۂ ثانی قسطنطین کی سند سے
مروج ہوا بادشاہ موصوف جس نے پنجاہ سال سلطنت آرائی دین مسیحی اختیار
کیا تھا اور جو بسبب اپنی ظلم و جور کے تاسیس شہر قسطنطنیہ و قیصر روم کہلاتا تھا کونسل
نقیا کا سربراہ کار تھا یہہ کونسل جو بنام نقیس مشہور تھی ۳۲۵ء میں منعقد
ہوئی تھی اور پہلے اسی کونسل میں عقیدۂ الوہیت مسیح مقرر کیا گیا تھا
اب اون مباحثات اور مناقشات مذہبی کا حال سنئیے جن میں ہزار ہا عیسائیوں
کے جانیں ناحق تلف ہوئیں اور جن لوگوں کو مناسب تھا کہ آپس میں مثل
بھائیوں اور دوستوں کے رہتے اونہوں نے ایسا ظلم و ستم کیا کہ نہ دیکھے
نہ سنے چنانچہ سنیٹ ہلیری جو اوس زمانہ میں یعنی چوتھی صدی عیسوی میں گذرے
اور جو فرقہ پوکٹیس کے بشپ یعنے مجتہد کلان تھے اور منجملہ قدمای علمای عیسوی
سے تھے اس خرابی پر دین مسیحی کے بہت افسوس کرتے ہیں اور مجتہدین
مذہب عیسوی پر بہت لعنت ملامت کرتے ہیں عبارت مصنف موصوف کی یہہ ہے کہ
افسوس اور خوف کی بات ہے کہ لوگوں کے جتنے رائیں ہیں اوتنی ہی مذہب
ہیں اور جتنی رجحان ہیں اوتنے ہی عقیدے ہیں اور جتنے خطائیں ہم لوگوں کے
ہیں اوتنے ہی عقائد باطلہ پیدا ہوتے ہیں اسواسطے کہ ہم لوگ اپنی رای سے
عقیدے گڑھتے ہیں اور اپنے طبیعت سے اوکے معنے بیان کرتے ہیں
اور ہر سال بلکہ ہر مہینے ہم لوگ اسرار مخفیہ بیان کرنیکے لیے نئی نئی تدبیر
انجاد کرتے ہیں اور ہم لوگ اسی کیفیت سے کہ خود تو اپنی اقبال پر

سے توبہ کرتے ہین اور جو لوگ افعال بد کرتی ہین اونکی طرفداری اور حمایت
کرتے ہین اور جنکی طرفداری اور حمایت کرتے ہین اونہین پر لعنت ملامت
بھی کرتے ہین اور ہم اور ونکے عقائد کی رد کرتے ہین اور وہ ہمارے عقائد
کی رد کرتے ہین پس اس رد و بدل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے اپنے ہاتھہ سے
اپنے تئین برباد کر دیا فقط اسی کو نسل نیقیا مین شاہ قسطنطین نے
ایسے اختیارات پادریون کو دئے کہ اونکی سبب سے بہت خرابیان
پیدا ہوئین چنانچہ اونمین سے چند خرابیان ذیل مین مذکور ہوتی ہین پہلی
خرابی یہہ ہوئی کہ عیسائیون نے دو برس کے عرصہ مین بوجہ ورنقصہ
نوجہا دشدید ترکون سے کئے اور لاکہا آدمی قتل و قمع او تباہ و برباد ہوئے
دوسری خرابی یہہ تھی کہ فرقہ انابیٹسٹ قتل کیا گیا یہہ فرقہ نصاری
تا ہنگام بلوغ اصطباغ کو حرام جانتا ہی تیسری خرابی یہہ تھی کہ فرقہ لیبوپہر
اور رومین کنہو لک کے لوگ دریائے رہین سے تاحد و د شمالی قتل کئے
گئے چوتھی خرابی وہ قتل و قمع تہا جو شاہ ہنری ہشتم اور اوسکی
بیٹی شاہزادی میری کے حکم سے ہوا تہا پانچوین خرابی قتل و قمع
شہور یہہ سینٹ بر تہالیمیو جو ملک فرانس مین ہوا تہا چھٹی خرابی یہہ
تہی علاوہ قتل و قمع مذکور کے اور قتل و قمع چالیس برس کے عرصہ
مین ہوئی یعنی از عہد شاہ فرانسس تا داخلہ ہنری چہارم شہر پارس
مین ساتوین خرابی وہ قتل و قمع تہا جو بحکم پادریان محکمہ انکوئیزیشن
ہوا تہا یہہ قتل عام اور مقاتلون سے بہی بدتر تہا اسواسطے کہ

لوگ کارِ ثواب سمجھکر اس گناہِ عظیم کے مرتکب ہوئے علاوہ انکی اور بہت
سی خرابیاں ہوئین مثلاً پادریون مین تفرقہ اور اختلاف پڑگیا اور بیس برس
کے عرصہ تک پوپ پوپ سے لڑا کئے اور بشپ بشپ سی سرگرم جنگ رہے
اور بعض لوگون کو زہر دیکر مار ڈالا اور بعضون کو تلوار سے قتل کیا اور بعضون
کا مال و اسباب لوٹ لیا اور بارہ پوپ سے زیادہ نے مکر و فریب کئے اور چھہ
پوپ بیزار ہوا اور نکالا گیا قیصرانِ روم سے بہی ہر قسم کے گناہ اور بدی اور
شرارت مین زیادہ تہی آٹھوین صدی خرابی یہہ تہی کہ بارہ لاکھہ آدمی نئی دنیا یعنی
امریکا مین قتل کئے گیے حالانکہ ہنگامِ قتل ان سب کے ہاتہہ مین صلیبِ مسیحی
تہی لیکن راقم کہتا ہی کہ واقع مین ایسی شدید اور ہولناک لڑائیان جنکا ابہی
ذکر ہوا عیسائیون مین فقط مذہب کیواسطے چودہ برس کے عرصہ تک ہوتی رہین
کہ سوا اونکی ایسے قتال و جدال کسی فرقہ مین نہین ہوئے اور جن فرقون کو ہم لوگ
کفار کہتی ہین درحقیقت و ہنود سے کسی فرقہ نے مباحثات اور مناقشات مذہبی
مین ایک قطرہ خون بہی کبہی نہین بہایا چنانچہ مسٹر جیوبر صاحب صاف کہتی ہین کہ ہمین
واجب ہی کہ امرِ حق بیخوف بیان کرین وہ امرِ حق یہہ ہی کہ سلاطینِ نصاریٰ
نے ملک فرانسیس اور سپینش مین حکومت مسلمانون کے طریقون سی قائم کیا
اور ایسی ہی ظلم و جور سے سلطنت سلاطین نصاری ممالک شمالی مین بہی
قائم کی گئی اور یہی سلوک فرقہ والڈینسز اور البیجنسز سے بہی کئے گئے
اسواسطیکہ ان فرقون نے پوپ کی مخالفت پر کمر باندہی تہی اور یہی
سلوک باشندگان نئی دنیا سے بہی کئے گئے پس ان سب

ظلمون اور تعدیون سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگ محمدؐ کو اس بات کا الزام نہین
دی سکتے کہ اونہون نی اپنا مذہب بظلم و تعدی مروج کیا اور کسی ملت کے
لوگون سے عفو و درگذر نہین کیا سو اسطیکہ اس اعتراض کے جواب مین فد
(محمدؐ) یہہ دلیل کرسکتی ہین کہ اگر نفس ظلم ناجائز ہے تو اوسکا استعمال کسی زمانہ مین
از روی شرع نہین ہوسکتا حالانکہ تم لوگون نی چوتھی صدی عیسوی سے
سے اس زمانہ تک ظلم و جبر کیا تاہم تم کہتے ہو کہ ان سب ظلمون مین سے
کوئی حرکت بیجا نہین کیے بلکہ سب بجا کیا پس تم لوگون کو لازم ہی کہ اس بات
کو قبول کرو کہ یہہ طریقہ ظلم در باب مذہب فی نفسہ ناجایز نہین ہے لہذا مین ایسے محمدؐ ہی ابتداے
زمانہ نبوت مین اس طریقہ ظلم کے عمل مین لانیکا شرعاً بجا تہا سو اسطیکہ یہہ
عذر بالکل خلاف عقل ہی کہ ایک فعل پہلے صدی عیسوی مین تو گناہ کبیرہ
مین داخل تہا اور وہی فعل چوتھی صدی مین جایز ہوگیا یا ایک فعل چوتھی صدی
مین جایز ہوگیا لکن پہلی صدی مین حرام تہا البتہ یہہ عذر جب بجا ہوتا کہ اگر خدا نے
چوتھی صدی مین نئی قوانین جاری کیے ہوتی مسلمان حسب احکام مذہب خود
اس امر پر مامور ہین کہ اونہون کے تباہ و برباد کرنیکی لئی شدت اور سختی
کرتے تاہم اس زمانہ مین تو وہ لوگ اور مذہب کے لوگون سے عفو و درگذر
کرتی ہین اور یہہ امور اونہون نے بہت عرصہ سے اختیار کیے ہین لکن عیسائیون
کو سوا وعظ و نصیحت کے اور کسی بات کا حکم نہین ہی تاہم معلوم نہین کہ کتنے
عرصہ سے ان لوگون کا یہہ شعار ہی کہ اور مذہب کے لوگون کو جلا دیتی ہین اور
قتل ہی کرتی ہین گبن صاحب مورخ مشہور اہل اسلام کا عفو و درگذر اور

عیسائیون کا تعصب و ظلم علی سبیل المقابلہ کیا خوب بیان کرتے ہین مورخ صفحو
لکھتے ہین کہ واضح ہو کہ حالانکہ اہل اسلام کی لڑائیون کی خود اونکے پیغمبر نے
تحسین کی تھی تاہم اونکے خلفاے (یعنے آنحضرت کے) افعال اور اقوال حمیدہ سے
ایسے نصائح عفو و درگذر منتخب کیے تھے جو دفع تمرد و جحود کفار کے لئے کافی
ہوگئے عرب تو خدای محمد کا معتقد تھا لکن اور باشندگان روے زمین کو تو
اونہون نے ایسی نظر محبت سے دیکھا اور نہ ایسی نگاہ حسد او پر ڈالی جو مشرک اور
بت پرست آپکی رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے اونکی دفع کرنی ہین کچھ حاجت
نہ تھی لکن بعد اب کے زمانہ کے عدل و انصاف کا انتظام معقول کیا گیا جیسا
فاتحین اسلام نے پہلے تو ہندوستان مین کچھ تعصب و ظلم کی باتین لکن بعد
اوسکی انصاف کیا اور اوس ملک کو آباد اور متعصب کے پتھانون سے
نہین مزاحمت کی اور پیروان حضرت ابراہیم و موسی و عیسی کو نصیحت و وعظ و
اس امر کی طرف دعوت کی گئی کہ آنحضرت پر ایمان لائین اور آپکی رسالت کو اپنے
پیغمبرون کی نبوت سے اکمل و اولی جانین اور اگر اون لوگون نے ایک
جزیہ معتدل المقدار دینا قبول کیا تو اونہین اختیار دیا کہ جو مذہب
چاہین اختیار کرین اور جس طرح چاہین عبادت کرین اور جو لوگ جنگ مین
اسیر ہوتے تھے بشرط قبول اسلام رہا کر دیے جاتے تھے اور جو عورتین بندی
مین آتی تھین اونہین اپنے مالکون کا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا اور جو لڑکے
صغیر السن قید ہوتے تھے اونہین تعلیم دیجاتی تھی یہانتک کہ وہ اطفال
خورد سال رفتہ رفتہ ایک گروہ مسلمانان کامل الایمان ہو جاتا تھا اور اغلب کہ

لاکہا باشندگانِ افریقیہ اور ایشیا جنہون نے مذہب اسلام قبول کیا
تہا اور مسلمانان عرب کے لشکر مین آملی تہی وہ لوگ بوعظ و نصیحت
اس عقیدہ کی طرف دعوت کیے گئے تہے کہ خدا ایک ہی اور محمد اوسکے
رسول ہین نہ بظلم و تعدی ایک کلمہ پڑہنے سے اور ایک اگر کی
کہال کے کٹنے سے (یعنی ختنہ سے) رعیت اور غلام اسیر اور
مجرم مسلمانانِ فتاح کی ہمجنس اور ہم مرتبہ ہوجاتے تہے اور جو لوگ اسلام
قبول کرتے تہے اپنے تمام گناہانِ ماضیہ کا کفارہ دیتے تہے اور
عہود اور معاملات سابقہ شکست کرتے تہے اور عہدِ رہبانیت
اور تجردی شکست کر کے موانست اور موالفت اختیار کرلیتے تہے
اور جو لوگ اپنے اپنے ملک مین صوامع اور گوشہ ہای تنہائی مین
بآرام تمام سویا کرتے تہے صدای قرنای لشکرِ اسلام سے خوابِ غفلت سے
بیدار ہوے اور انقلاب زمانہ سے ہر شخص نے گروہون مین سے
اوس درجہ قابلیت اور جرات تک پہونچگیا جو اوسی خلقت سے
حاصل تہا اب راقم ذیل مین ایک فرمانِ عام آنحضرتؐ کا نقل کرتا ہے
تاکہ جو کچہ کہ مورخ موصوف (یعنی گبن صاحب) نے آنحضرت
کی عفو و درگذر کے بارے مین لکہا ہے اوسکی صحت ثابت ہوجاے
فرمانِ مرقوم ذیل ایک کتاب مسمی بہ اسٹی ڈسکرپشن آف دی ایسٹ
اینڈ اور کنٹریز مصنفہ رچارڈ پاکوک صاحب پادری کلان میتہہ
مطبوعہ سنہ ۱۷۴۳ع سے نقل کیا گیا ہے اور زہد و تقوی اور علم

و فضل مصنف موصوف اس فرمان کی صحت اور اعتبار کو کافی ہے فقط

فرمانِ تمام حضرت محمد بنام راہبانِ کوہ سینا و دیگر عیسائیان علی العموم

ازانجا کہ خدا بزرگ اور حاکم ہے اور اوسنے سب پیغمبر بھیجے ہین تا کہ اوسپر کوئی حجت نہ باقی رہی پس واضح ہو کہ منجملہ اون نعمتون کے جو خدا نے بندون کو دی ہین محمد بن عبداللہ رسول خدا اور امین مؤسس کل دنیا نے یہ فرمان اون لوگون کے نام لکھا ہی جو اوسکی قوم اور اوسکے مذہب کی ہین اور یہہ فرمان بطور اقرار صحیح اور قطعی کے قوم عیسائی اور قبایل نصاری کی نسبت تکمیل دیا جاوے جس گروہ سے وہ لوگ ہون خواہ اشراف ہون خواہ اجلاف خواہ معزز ہون خواہ نہون حسب مدات مرقومۂ ذیل اول جو شخص میری امت مین سے یہہ جرات کرے گا کہ میری عہد مندرج اقرارنامہ ہذا کو شکست کرے اوسنے خدا کی عہد کی مخالفت کی اور اس اقرار کے خلاف عملمین لایا اور میری شریعت سے انحراف کیا (اللہم احفظنا من ذالک) اور وہ شخص سزاوار لعنت ہوا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو خواہ اور کوئی شخص دوم جب کوئی شخص راہبون مین سے سفر مین اتفاقاً کسی پہاڑ یا پہاڑی

یا گاؤن مین مقیم ہو یا کسی اور مقام قابل السکونت مین قیام پذیر
ہو خواہ سمندر پر خواہ صحرا مین خواہ کسی صومعہ مین خواہ گرجے
مین خواہ اور کسی مکان عبادت مین پس مین اونکا شریک ہونگا
اور اون کی حفاظت اور حمایت کرونگا اور سب لوگ
میرے قوم کی اونکی شرکت کرینگے اسواسطیکہ وہ لوگ (یعنے
راہب) میری قوم مین سے ہین اور میری عزت ہین سوم
علاوہ امور مذکورہ بالا کے مین تمام افسرون کو حکم کرتا ہون کہ اونسے
جزیہ یا اور کوئی خراج نہ طلب کرین اور ایسی باتونمین اونپر
جبر نہ کرین چہارم کوئی شخص اون کے حاکمون اور قاضیون
کی تبدیل کی جرات نہ کرے بلکہ وہ اپنے عہدون پر رہین اور نہ
معزول نہ کیئے جاوین پنجم کوئی شخص اثنائے راہ مین اونہین
نہ ستائے ششم جو کنائس اون کے قبضہ مین ہین کوئی شخص اونسے
نہ چھینے ہفتم جو شخص کسی حکم کو میرے احکام مین سے مخالفت
کریگا پس وہ یقین کرے کہ اوسنے حکم خدا سے انحراف کیا ۰
ہشتم علاوہ امور مندرجہ بالا کے اون کے قاضی اور حاکم اور
راہب اور خدمتگار اور شاگرد اور اور متعلقین مستوجب جزیہ نہین
اور کوئی اس بارے مین اونہین تکلیف اور ایذا نہ دے اسواسطے کہ
مین اونکا محافظ ہون جو کوئی وہ ہون اور جہان ہون خواہ
بر مین خواہ بحر مین خواہ مغرب مین خواہ مشرق مین خواہ شمال

ہفتم ہشتم مین اسواسطیکہ وہ لوگ اور اون کی متعلقین عہدنامہ او قرآن
ہا مین داخل ہین ششم جو لوگ اونہین سے چھپکے اور تنہا پہاڑون پر بیٹھے
ہین میری امت کو لوگ نہ اوسے جزیہ بجبر لین اور نہ دسوان حصہ اونکے
آمدنی مین سے اور نہ کبھی مسلمان اون کی مال واسباب مین شریک ہو
اسواسطے کہ وہ لوگ فقط اپنی بسر اوقات کے لیئے مشقت کرتے ہین
نہم جب غلہ زمین کا اپنے وقت معین پر فراوان ہو
تو باشندگان ملک اسلام کو واجب ہے کہ فی
صاع کسیقدر غلہ اونہین بھی دین یازدہم ۱۱ نہ مسلمان لڑائی
کے وقت اونہین اون کے مکانات سے نکال لیجائین اور نہ اونہین
لڑائیون مین شریک ہونیکا جبر کرین اور جنگ مین بہی اونسے
جزیہ طلب کرین واضح ہو کہ احکام مذکورۂ بالا مین فقط راہبون کے
بارے مین لکھا ہے اور سات ہدایات مرقومۂ ذیل مین سب عیسائیون
کے بابمین لکھا ہے دوازدہم ۱۲ جو عیسائی شہرون مین بودوباش
رکھتے ہین اور اسقدر مال رکھتے ہین اور تجارت کرتے ہین کہ جزیہ
دے سکتے ہین تو اون سے بارہ ۱۲ درہم سے زیادہ نہ لیجائین
سیزدہم ۱۳ سوا مبلغ مذکورۂ بالا کے اور کچھ اونسے نہ طلب کیا جائے
حسب قول جناب باری جو فرماتا ہے کہ ہرگز نہ ستاؤ اون لوگون کو
جو ادب کرتے ہین اون کتابون کا جو بھیجی گئی ہین خدا کی جانب سے
بلکہ چاہیے کہ مہربانی سے دو تم اپنی نعمتون مین سے اونہین اور

اور اون سے کلام کرو اور منع کرو ہر شخص کو اون کی ایذا رسانی سے
چہاردہم اگر احیاناً کوئی زن نصرانیہ کسی مسلمان سے عقد کرے
تو مرد مسلمان اوسے گرجا جانے دے اور اوسی اوسکے اعمال
مذہبی بجا لانے دے اور اس امر میں اپنی زوجہ کی خواہش کے
خلاف نہ کرے پانزدہم کوئی شخص اونہیں ترمیم کنائس سے
منع نہ کرے شانزدہم جو شخص میری اس فرمان کی خلاف عمل میں
لائیگا اور کسی امر کا خلاف اسکے اعتبار کریگا تحقیق کہ وہ دین خدا
سے مرتد ہوگیا اور رسول خدا سے منحرف ہوگیا اسواسطے کہ مینے
حسب اقرار نامہ ہذا اونہیں پناہ دی ہے ہفتدہم کوئی شخص
اونپر ہتھیار نہ باندھے بلکہ برخلاف اس کے مسلمان اون کی طرف سے
لڑیں ہیجدہم اس فرمان کے ذریعہ سے میں حکم کرتا ہوں کہ میری
امت میں سے کوئی شخص تا قیام قیامت اس اقرار نامہ کے خلاف
عمل میں نہ لاوے فقط۔

اسمای گواہان

علی ابن ابیطالب عمر بن خطاب جعفر بن ابو عمون سعد بن معاذ
وغیرہ ۞ یہ فرمان امیر المومنین خلیفہ علیؑ بن ابی طالب نے لکھا
اور رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ میں
دستخط کی مرقومہ ۳ ماہ محرم سنہ ۲ ہجری تمام شد فرمان
آنحضرت بنام نصاری ۞

راقم گمان کرتا ہے کہ دلائل اور امورِ واقعیہ مذکورۂ بالا اسبات کے لیے
کافی ہین کہ ہر شخص صاف قلب اور غیر متعصب کے نزدیک ثابت ہوجاتے
کہ چونکہ تہمتِ دوم نسبت بآن حضرت بالکل بے اصل ہے لہذا محض
غلط ہے اور آپ کی بدگوئی ہے فقط

تہمت سوم

قرآن مین بہشت کو اوصاف نفسانی اور شہوانی سے متصف کیا ہے
واضح ہو کہ علاوہ ہر دو تہمتہاے مذکورۂ بالا کے ایک تہمت آن حضرت
کی نسبت یہہ بھی کی گئی ہے کہ جن لذات بہشت کا وعدہ آپ نے
اون لوگون سے کیا ہے جو آپ کی شریعت پر ایمان لاتین اور اوسکی
احکام کے موافق عمل کرین وہ سب لذات نفسانی اور شہواتی ہین
لیکن راقم کہتا ہے کہ اگر غور کیجیے تو ظاہر ہوجاویگا کہ اسمین کوئی بات
ایسی خلاف عقل نہین جیسا کہ اکثر عیسائی وہم کرتے ہین اسلیے کہ
ہمین خبر دی گئی ہے کہ روز قیامت کو ہمارے اجسام ایسی ہیات کامل
اور پاک حاصل کرینگے کہ بالکل ہماری وہم وگمان سی باہر ہے اور ہماری
حواس مین ایسی قوت اور حدت آجائیگی کہ سرور موفور اور لذت عظیم
محسوس کرینگے اور ہر حاسہ اون چیزون سے محظوظ اور متلذذ ہوگا
جو اوس کی موافق ہین اسواسطے کہ اگر ان حواس کا استعمال انسان
نہ کرین یعنی اگر انہین اون چیزون سے محروم رکھین جو اونکی تفریح
اور تسکین کے لیے مناسب ہین تو لازم آتا ہے کہ یہہ حواس حق تعالی

نے ہمین فقط عبث اور بیفایدہ نہین عنایت کی بلکہ ہمیشہ کی قلق
اور تکلیف اوٹھانے کے لیے تو دیے اور جبکہ یہ امر یقینی کہ جسم اور روح
ہمین پھر دیجاویگی اور ہمارے اجسام حالت کمال حاصل کرینگے
پس سمجھ مین نہین معلوم ہوتا کہ کن وجوہ سے یہ گمان کر سکتے ہین کہ
عقبی مین حواس کو ایسی چیزین نہ ملینگی جنسے وہ متلذذ اور مسرور
ہون اور اون کے سرور سے ہمارے نفس کو بھی فرحت حاصل ہو
اور راقم پوچھتا ہے کہ ایسے لذات اور نعمات سے متلذذ اور متنعم ہونے
مین کیا گناہ اور کیا قباحت لازم آتی ہے اور کون شرم اور ذلت
کی بات ہے اب باقی رہی وہ لذت جو سب لذات بہشت سے زیادہ
مورد طعن ہے یعنی جو لذت حوران اور غلمان بہشت سے حاصل ہوگی
پس راقم پوچھتا ہے کہ آیا خدای قادر مطلق نے یہ نعمت اپنی
اکمل عباد (یعنی آدم وحوا) کو نہین عنایت کی تھی اور جس طرح
حق تعالی نے اونکے واسطے تمام اسباب اور ضروریات زندگی بافراط
وزیادہ الی مہیا فرمائے تھے اوسی طرح اوسنے اونہین (یعنی آدم و
حوا کو) قوت شہوانی بھی ایسی عنایت کی تھی کہ سب سے زیادہ لذت و
سرور اوس فعل مین حاصل کرین جسپر خود جناب باری نے اونہین
مامور کیا تھا تاکہ اون کی ذریت اور نسل بکثرت ہو یہ سچ ہے کہ آنحضرت
نے قران مین مومنین سے حورون کا وعدہ کیا ہے اور باغہاے
فرحت بخش اور اور لذات نفسانی بیان کیے ہین لیکن یہ غلط ہی

کہ آپنے سرورِ حقیقی کا حصر انہین چیزون پر کیا ہے چون کہ روح جسم سے الطف اور اشرف ہے لہذا حضرت نے چاہا کہ جسم کو لذاتِ نفسانی سے متلذذ ہونے کا وعدہ کرین اور اس ثواب کے وعدہ سے آپ کی یہ غرض تھی کہ چونکہ عرب از حد جاہل اور وحشی تھے اور سوا لذاتِ نفسانیہ خبیثہ کے اور کوئی چیز اونہین نہ سوجھتی تھی لیس اونہین عبادت خداے برحق اور ریکیا کی ترغیب اور تشویق کی اس سے بڑہ کے کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایسی نعمات کا وعدہ اون سے کیا جاتا لکن آنحضرت صلعم نے ہمیشہ روح سے اون لذات کا وعدہ کیا جو اسکے لیے مخصوص ہین مثلاً نورِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا کہ اس سے زیادہ اور کوئی لذت روح کو نہ حاصل ہوگی اور سرور کامل حاصل کرنا کہ یہ لذاتِ روحانی تمام لذاتِ نفسانی بہشت بہلادینگی اسواسطے کہ نعماتِ (جسمانیہ) مین تو وہ مواشی بھی داخل ہین جو کہیتون مین چرا کرتے ہین اور جو شخص اپنے باغات اور ازواج اور اسباب اور حشم و خدم ہزار برس کی راہ تک دیکھیگا وہ تو اہلِ بہشت مین ادنے مرتبہ رکہتا ہوگا لکن سب اہلِ بہشت مین وہ شخص خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتبِ عزت پر فایض ہوگا جو نورِ الٰہی صبح شام مشاہدہ کرے گا پس یہہ گمان غلط ہے کہ لذاتِ بہشتِ موعودِ آن حضرت صلعم فقط جسمانی ہین اور استعمال جسمانیات سے حاصل ہون گے اور یہ بھی غلط ہے کہ سب

اہلِ اسلام ان لذات کو جسمانی قرار دیتے ہیں بلکہ برخلاف اس کے اکثر مسلمان یہ حجت کرتے ہیں کہ یہ لذات جسمانی علے سبیل الکنایہ والمجاز بیان کیگئی ہیں اور حقیقتاً ان سے لذاتِ روحانی مراد ہیں جیسا کہ علمائے عیسائی ثابت کرتے ہیں کہ غزلِ منسوب بحضرت سلیمانؑ فقط شادی کا گیت نہیں (یعنی غزل عاشقانہ نہیں) بلکہ اوسے معنی روحانی (یعنی مجازی) پر محمول کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مجازاً اوس غزل میں محبت و شفقت مسیحؑ نسبت اپنی علمائے دین کے مراد ہے چنانچہ عالمِ مشہور ہائڈ صاحب اپنی حاشیہ منسمی بہ اڈیتوی ٹرکر لٹرگی صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ جو مسلمان زیادہ تر عقیل ہیں ان لذاتِ جسمانی بہشت کو معنی مجازی پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لذات کو بطور لذاتِ جسمانی کے اسواسطے بیان کیا ہے تاکہ عقلِ انسانی بخوبی انکا ادراک کر سکے جیساکہ کتبِ مقدسۂ سماویہ میں اکثر باتیں انسان کے طور پر بیان کی گئی ہیں اور اس عقیدہ اہلِ اسلام کی نسبت لذاتِ بہشت کی مجھی اسطرح تصدیق ہوئی کہ ایک مرتبہ میں نے سفیر مراکو کو ایک باغ کے بارہ میں لکھا کہ یہ باغ ایسا فرحت بخش ہے جیسا باغِ بہشت تو سفیرِ موصوف نے میرے کلام کی رد کی اور لکھا کہ بہشت ایسی شے ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اوس کے مشابہ نہیں ہو سکتی اور ایسی چیز ہے کہ نہ آنکھ نے کبھی دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ وہم و گمان میں آسکتی ہے انتہی قول

کی تائید عالم مشہور ہنری لیٹ صاحب کے قول سے بھی ہوسکتی ہے جنہوں نے اپنی کتاب مسمی بہ بائبلو تھکا اوریئنٹلز میں پہلی توجیہ بیان کیا ہے کہ اہل اسلام اپنا نفع حقیقی فضل خدا پر موقوف جانتے ہیں اور لذات بہشت مشاہدۂ نورِ الٰہی پر منحصر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں وجہ اللہ ہی وہیں بہشت ہی اور بعد اسکی عالم موصوف کہتے ہیں کہ پس یہ قول بعض مورخین کا جنہوں نے اہل اسلام کی رد کی ہے اور کہا ہے ان لوگوں کے نزدیک کوئی اور لذت بہشت میں نہ ملیگی سوا اون لذات کی جو حواس پر اثر کرتی ہیں صحیح نہیں راقم کہتا ہے کہ دلائل مذکورہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات جو بعضی لوگ کہتے ہیں اور بعضی لکھتے ہیں کہ آن حضرت کا مذہب لذات نفسانی اور شہوانی سے متصف ہے بعید از انصاف ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر بعض رسوم و عقاید باشندگان ممالک مشرقیہ (یعنی اہل اسلام) من حیث دین مسیح اور من حیث العقل دیکھیے تو وہ رسوم و عقاید نکتہ چینیان یورپ کی نظر میں عیوب اور قبایح عظیمہ ہیں لکن خلق اور مروت عیسائیت کا یہ مقتضی ہے کہ ہم ان عیوب پر ایسی طعن نہ کریں بلکہ ہمیں یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہہ عیوب اثر قومیت اور اثر آب و ہوا اور ضروریات اور حوائج بشری سے پیدا ہوئے ہیں راقم کہتا ہے کہ جن لوگوں نے او صاف نفسانی اور شہوانی بہشت سے یہ بات نکالی ہے کہ آنحضرت صلعم خود بھی انہیں صفات سے متصف تھے اور (معاذ اللہ) آپ کو حیا از دل

مکار اور عیاش کہتی ہین کہ اون لوگون نے اگر دین و دانستہ بے انصافی نہین کی تو غلطی عظیم تو کی ہے اسواسطیکہ بالکل برخلاف اون کی قول کی آنحضرتؐ تو ایک مرد غریب اور مسکین اور جفاکش تھے اور اون کی خزانون کی بھی پروا نہ رکھتی تھے جنکے واسطے ارذال و اجلاف اسقدر سرگرمی سے سعی اور مشقت کرتے ہین فقط۔

تہمت چہارم

تعدد ازواج کے جائز کرنے سے آنحضرتؐ نے عیاشی اور بدفعلی کی جرات دلائی

جواب

واضح ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کی زمانہ سے رسم تعدد ازواج تمام ممالک مشرقیہ مین چلا آتا ہے اور اکثر کتب مقدسہ سماویہ سے جنہین سی بعض آیات راقم نقل کریگا ثابت ہوتا ہے کہ اون قرون طاہرہ مین یہ فعل داخل معصیت نہ تھا اور تعدد ازواج قدمائے یونانیین مین بھی مجاز تھا جیساکہ کلام پلوٹارک (مورخ یونانی) سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل یونان نے جوانون کو لشکر سے جدا کر لیا تھا تاکہ اپنے گھرون مین ازواج سے متلذذ ہون اور اس رسم کی حکمائے یونان سے یعنی یوریپیدیز اور افلاطون نے بھی تائید کی تھی لیکن چونکہ قدمائے رومیین بہ نسبت یونانیون کے اخلاق مین سخت تر تھے لہذا اون لوگون نے اس رسم پر کبھی عمل نہین کیا اگرچہ وہ نہین بھی

اوسکی ممانعت نہ تہی کہتے ہین کہ پہلے جس شخص نے رومیون مین کئی زوجین
کی تہین وہ مارک انٹنی تہا چنانچہ اوس زمانہ سے یہ رسم ملک روم مین
ذرا عام ہوگیا تہا یہانتک کہ بادشاہان تہیوڈوسیس ہانوریس اور ارکیڈیس
نے بذریعہ ایک قانون خاص کے اس رسم کی ممانعت کردی بعد ازان
بادشاہ ویلنٹینین نے ایک فرمان کی ذریعہ سے اپنے ملک کی تمام
رعایا کو اجازت دی کہ جتنی ازواج چاہین کرین اور اوس زمانہ کے
کسی تاریخ مذہبی سے بہی نہین ثابت ہوتا کہ اوس وقت کی پادریان
کلان نے اس رسم کی رواج مین کوئی عذر کیا تہا چنانچہ والنٹین
قسطنطین پسر شاہ قسطنطین کلان بہت سی ازواج رکہتا تہا اور کلوویس
شاہ فرانس اور ہیر بارٹس اور ہاپرکس اوسکے بیٹے بہی بہت سی
ازواج رکہتے تہے اور علاوہ ان کے پپن اور شارلمین کی بابت مین
سینٹ ارسن پرجینس کہتے ہین کہ یہ بادشاہ بہی کئی زوجین رکہتے تہے
اور لوتہیر اور اوسکا بیٹا اور آرنالفس شاہ جرمن جو شارلمین کی نسل
سے تہا اور فریڈرک باربروسا اور فلپ ہتیا ڈیٹس شاہ فرانس یہ
سب بادشاہ متعدد ازواج رکہتے تہے اور پہلے خاندان بادشاہان فرانس
مین سے گونٹرن اور کیری برٹ اور سیگی برٹ اور چیلپرک ایک ہی زمانہ
مین متعدد ازواج رکہتے تہے چنانچہ بادشاہ موسوم بہ گونٹرن کی
ازواج منکوحہ وینرنڈا اور مرکاٹرڈ اور اوسٹری جلڈ تہین اور شاہ کاری
برٹ کی ازواج میرفلاڈیا اور مارکونیسا اور تہیوڈاجلڈا تہین پادری

دانیال صاحب کہتے ہین کہ بادشاہان فرانس تعدد
ازواج رکہتے تہے اور کہتے ہین کہ بادشاہ ڈاگوبرٹ اوّل تین بیبیان
رکہتا تہا اور تہیوڈوبرٹ نے ڈیٹری سے عقد کیا تہا حالانکہ
یہ عورت شوہر رکہتی تہی بادشاہ موصوف بہی ایک زوجہ
مسمّاۃ وشیجاڈ رکہتا تہا اور پادری صاحب موصوف یہ بہی کہتے
ہین کہ امر تعدد ازواج مین تہیوڈوبرٹ نے اپنے چچا کلڈیبر کا تتبع کیا
تہا جسنے کہ انگوبیر کی زن بیوہ سے عقد کیا تہا حالانکہ اور تین
زوجین بہی رکہتا تہا اب تعدد ازواج کو از روے دلائل طبیہ
ملاحظہ کیجے مانٹیگو صاحب طبیب مشہور کہتے ہین کہ گرم ملکون مین
عورتین آٹہ یا نو یا دس برس کے سن مین شادی کی قابل ہوجاتی
ہین لہذا ان ملکون مین بچپن ہی مین عورتون کی شادی کردیتے ہین
اسواسطے کہ بیس برس کے سن مین تو وہ پیر ہوجاتی ہین اور انکا
حسن اور عقل ساتہ نہین رہتی یعنی جب انکا حسن شباب پر ہوتا ہے
تو عقل نہین ہوتی اور جب عقل آتی ہے تو حسن نہین رہتا
پس لازم ہے کہ ان ملکون کی عورتین عالم تجرد مین نہ رہین اسواسطے
کہ بڑہاپے مین عقل سے وہ دلربائی اور معشوق پن نہین حاصل
ہوسکتا جو اجتماع شباب اور حسن سے حاصل تہا لہذا یہ بات ہرگز
خلاف عقل نہین کہ اگر ان ملکون مین کوئی قانون مانع نہو تو مرد
ایک عورت کو چہوڑکر دوسری کرلے اور رسم تعدد ازواج رواج دیا

بالسا

جاوی لیکن جن ملکون کی آب وہوا معتدل ہے اور جہان عورتون کا حسن
بڑہی مدت تک باقی رہتا ہے اور سن کہولت تک دیر مین پہونچتے ہین اور
اولاد بہی ذرا زیادہ عمر مین ہوتی ہے اون ملکون مین زوجہ شوہر سے
پیشتر ہی پیر ہوجاتی ہے اور اگر عورت کو ہنگام عقد عقل اور علم بہ نسبت
مرد کے فقط اسوجہ سے زیادہ ہو کہ وہ اوسی سن مین بڑی ہو تو اس
حالتمین ضرور ہے کہ مرد اور عورت مین ایک قسم کی مساوات ہوجائے
لہذا ایک ہی زوجہ کرنیکا قانون مقرر کیا جائے مگر خدا نے عقل اور طاقت
جسمانی سے ممتاز کیا ہے اور سوا عقل اور قوت کو اور کوئی حد اوسکے
اختیار کی نہین معین کی اور عورت کو حق تعالی نے حسن عنایت
کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ اوسکا غلبہ جبتک مرد پر رہے جبتک کہ
اوسکا حسن باقی رہے لکن چونکہ گرم ملکون مین عورت فقط شباب
مین حسین ہوتی ہے اور سن کہولت مین اوسکا حسن بالکل جاتا
رہتا ہے لہذا جس شریعت مین فقط ایک زوجہ کی اجازت ہو از روی
عقل اقلیم یورپ مین جاری ہوسکتی ہے اسواسطے کہ وہان کی آب وہوا
کا یہی مقتضی ہے لکن ایسی شریعت اقلیم ایشیا مین نہین جاری
ہوسکتی اسواسطے کہ وہان کی آب وہوا کا یہ مقتضی نہین چنانچہ یہی وجہ
ہے کہ دین اسلام ایشیا مین ایسی آسانی سے قایم ہوگیا اور یورپ
مین ایسی مشکل سے مروج ہوا اور یہی سبب ہے کہ مذہب عیسائی
یورپ مین باقی ہے اور ایشیا سے جاتا رہا اور یہی باعث ہے کہ

مذہب اسلام نے چین مین اسقدر ترقی کی اور دین مسیحی نے اسقدر شایان
کم رواج پایا قیصر روم (جسنے انگلستان کو فتح کیا تھا) کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین ہمارے بزرگون مین رسم تعدد
شوہر جاری تھا یعنی دس بارہ شوہر ایک زوجہ مین شریک ہوتے تھے
لیکن جب رومن کیتھولک اون اگلے زمانہ کے لوگون مین آئے تو
اونہون نے رہبانیت اور تجرد کی رواج دی اور یہہ فتوی دیا کہ
جو شخص کسی زن بیوہ سے عقد کریگا وہ مرتکب جرم عقد دو چندین ہوا
اور ازروے شریعت مسیحی مستحق سزا ہوگا آخر الامر گھٹتے گھٹتے ہم
لوگون مین ایک زوجہ کا اسم رہ گیا اور تاریخ مصنفہ ہڈاسپین سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہی رسم قدمائے اہل جرمن مین بھی تھا اب باقی رہی
یہ بات کہ آیا جواز تعدد ازدواج کتب مقدسہ سماویہ سے بھی ثابت ہوتا ہے
یا نہین پس آیات مشار الیہا سے واضح ہوجائیگا کہ یہواہ (یعنی خدا نے)
تعدد ازدواج کو ناپسند نہین کیا بلکہ مبارک اور میمون کیا ہے
آیات مشار الیہا ملاحظہ طلب ہین باب سی ام کتاب پیدایش موسی ۴
باب بست و یکم کتاب الخروج باب بست و هفتم کتاب پنجم موسی صحیفہ
اولی صموئیل آیات ۱-۲-۱۱-۲۰ صحیفہ اولی صموئیل باب بست و پنجم
آیات ۴۳-۴۴ صحیفہ ثانیہ صموئیل آیت ۱۳ کتاب القضاۃ باب پنجاہ و
سیم آیت ۳۰ کتاب القضاۃ باب دہم آیت ۴ - کتاب القضاۃ باب پنجم
آیات ۹-۱۴ فقط

سینٹ کرائیسٹم صاحب حضرت ابراہیمؑ اور ہاجرہ کے بارے مین کہتے ہین
کہ یہ باتین (یعنی تعدد ازواج وغیرہ) اوس زمانہ مین ممنوع نہ تھین
اور سینٹ آگسٹین صاحب بھی کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین یہ رسم تھا کہ
اگر ایک مرد کئی زوجین کرتا تھا تو کچھ قباحت نہ تھی بلکہ یہ فعل فرض
تصور کیا جاتا تھا اور اگر تعدد ازواج سے زیادتی نسل مقصود ہو تو یہ
فعل کسی مذہب مین ممنوع نہین لیکن اس زمانہ مین یہ امر عیاشی اور
بدفعلی مین داخل ہے بونیفیس قاضی بلاد جنوبی ملک جرمن نے
پوپ گریگوری سے ۷۲۶ء مین یہ استفتاء کیا کہ کن حالات مین
مرد دو زوجین کرنیکا مجاز ہے قاضی القضاۃ موصوف (یعنی گریگوری)
نے ۲۲ نومبر سنہ الیہ کو اوس استفتاء کا جواب یہ لکھا کہ اگر زوجہ
کسی مرض مین مبتلا ہو اور اوسکی سبب سے امور زوجیت کی قابل نہ
رہی ہو پس اس حالت مین اوسکا شوہر دوسری زوجہ کرسکتا ہے
لیکن زوجہ علیلہ کا نان و نفقہ اوسپر واجب ہے (واضح ہو کہ مورخین
عیسائی نے بھی بہت سی کتابین ثبوت جواز تعدد ازواج مین تصنیف
کی ہین چنانچہ برنارڈو اوکائینو پیشواے فرقہ کپوچینس نے قریب
وسط سولہوین صدی کے چند دلائل ثبوت جواز فعل مذکور مین لکھین
اور قریب اوسی زمانہ کے ایک اور رسالہ ثبوت جواز کثرت ازواج مین مشہور ہوا
سیلڈن صاحب اپنی کتاب مسمّیٰ بہ اکسر ہیبریکا مین ثابت کرتے ہین
کہ تعدد ازواج فقط یہودیون مین جائز نہ تھا بلکہ اور فرقون مین بھی

مباح تھا لیکن مثبتین جواز تعدد ازدواج مین سے جان ملٹن صاحب
سب سے زیادہ مشہور و ممتاز ہین صاحب موصوف اپنے رسالہ
مسمی بہ ٹیٹیزان دی کرسچین ڈاکٹرن مین پہلے تو بہت سے آیات
متورۃ در باب حلت فعل معلوم لکھتے ہین بعد ازان کہتے ہین کہ علاوہ
اسکے یہ بھی کہ صحیفہ حزقیل کے باب ۲۳ نسبت رسوم چند اپنے بارے مین فرماتا
ہے کہ میری دو زوجتین ہین ایک زوجہ کا نام اہولاہ ہے اور دوسری
کا نام اہولیباہ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازدواج جو اس قول خدا سے
مفہوم ہوتا ہے واقع مین کوئی ہتک اور بیشرمی کی بات ہوتی تو
یہواہ یعنے خدا اسطرح تو بطور مثل کے بھی اپنی نسبت نہ فرماتا اور
اپنی ذات پاک پر اس فعل کو روا نہ رکھتا پس اب راقم پوچھتا ہے کہ
کس وجہ سے ایسا فعل خلاف عزت اور خلاف حیا ہوسکتا ہے جس کی
مخالفت کتب مقدسہ سماویہ سے بھی نہین ثابت ہوتی اور جو رسوم
وقوا بعد قبل رواج اس رسم کے جاری تھے سب حکم الٰہی در باب جواز
فعل معلوم اون رسوم کا مبطل نہین البتہ کتب مقدسہ سماویہ سے
فقط یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ حکام اور پادری صرف اون لوگون سے
مقرر کیے جاوین جو ایک زوجہ رکھتے ہون لیکن اس حکم سے یہ
نہین نکلتا کہ ایک زوجہ سے زیادہ کرنا گناہ ہے اسواسطے کہ اگر ایسا
ہوتا تو ازدواج کی قید سب لوگون کی نسبت مقرر کیجاتی بلکہ اس حکم کا
فقط یہ سبب تھا کہ جسقدر عیسائی مقدمات خانگی مین کم مبتلا ہونگے

رہی قدر امور دینی کے بجالانیکی اونہین فرصت ملیگی لہذا تعدد
ازواج کتب مقدسہ مین صرف خادمان کلیسیا کی نسبت ممنوع ہے اور
اون کی نسبت بہی اگر اس فعل کی ممانعت ہی تو اس راہ سے نہین
کہ اسمین کوئی گناہ ہے چونکہ تمام متعلقین گرجا
کسی آیت مین اس فعل سے منع نہین ہین پس لازم آتا ہے
کہ یہ فعل باقی متعلقین گرجا کو مباح تہا اور اونہین سے اکثر نے
یہ فعل کیا اور مجرم نہین قرار دیے گئے جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا راقم
کی آخری دلیل درباب حلت تعدد ازواج عیسائیون کے نامہ بابت تیم
آیت ۴ — پر مبنی ہے اور اس بنا پر یہ فعل تین حال سے خالی نہین یا
عقد صحیح ہے یا زنائے محصنہ یا زنائے غیر محصنہ سوا اسکے شاگرد مسیح
(مجوز زنائے غیر انسان) چوتھی شق نہین بیان کرتے راقم یقین کرتا ہے کہ
عظمت اور عفت انکے بزرگان دین مسیحی کی جو متعدد ازواج رکھتے تھے
(اور جنکا ذکر سابق مین ہوا) ہر شخص کو اس بات سے مانع ہوگی کہ فعل
مذکور کو زنائے محصنہ یا غیر محصنہ سمجھے اسواسطے کہ زناکارون اور اوباشون
کے بارے مین خود حق تعالی فرماتا ہے کہ مین ان سب فاسقون کا خود
انصاف کرونگا حالانکہ بزرگان دین مسیحی مورد فضل و رحمت خاص
جناب باری تھے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے پس یہ امر لازم آتا ہے کہ اگر
تعدد ازواج واقع مین عقد ہے تو شرعا بہی حلال ہے اور کوئی ستانے کی
بات نہین اسواسطے کہ وہی شاگرد مسیح جنکا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہین کہ عقد

سب لوگونکے واسطے مباح ہے اور بہشتری جائز ہے پس دلایلِ مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اوس فعل کی اجازت دی جسکو خدا نے فقط مباح نہین کیا بلکہ حسب شرایع سابقہ مبارک اور میمون فرمایا ہے اور حسب شریعتِ جدید (مسیحی) جائز و حلال کیا ہی لهذا ضرور ہے کہ آنحضرت صلعم تہمتِ تحلیل تعدّدِ ازواج اور ترغیبِ عیاشی اور بدفعلی سے بری سمجھے جاوین ❊

واضح ہو کہ منکرین حلتِ تعدّدِ ازواج نے دلایلِ قویّہ مرقومۂ ذیل بیان کیے ہین اوّلاً اس فعل کے سبب سے شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی اور ظلم و غصب پیدا ہوتا ہے اور اون دونون از روے مرتبہ مساوات نہین رہتی ثانیاً اس فعل سے شوہر اور زوجہ مین محبت اور اتحادِ دلی جاتا رہتا ہے ثالثاً یہ فعل رشک اور خانگی نااتفاقیون کا منشا ہے اہل یورپ گمان کرتے ہین کہ جن ملکون مین تعدّدِ ازواج مباح ہے وہان یہ کیفیت ہے کہ جو شخص بہت سی زوجین رکھتا ہے اونپر ظلم و جبر کرتا ہے لکن راقم کہتا ہے کہ یہ گمان غلط ہے اور اسکی غلطی کا یہ منشا ہے کہ وہ لوگ رسوم و عاداتِ ممالک ایشیا سے واقف نہین البتہ ان بلاد مین وہ لوگ اپنی ازواج سے جھگڑا اور فساد کرتے ہین جو بسبب مفلسی کی ایک ہی زوجہ پر کفایت کرنا چاہتے ہین لکن یہ باتین اہل دول مین نہین ہوتین اور ان ملکون مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص کئی زوجین رکھتا ہے تو اونمین سے ایک زوجہ

قی پر حکومت کرتے ہین اور شوہر اپنے کاروبار مین مصروف رہتا ہے جن لوگون نے وہ کتب مصنفۂ اہل مشرق دیکھی ہین * جنمین اون بلاد کی رسوم اور عادات تفصیل اور صحت سے مرقوم ہین وہ لوگ فوراً سمجھ جاینگے کہ یہ گمان کہ اونکے ہان عورتون پر امور خانگی مین ظلم و جبر ہوتا ہے محض وہم اور بے اصل ہے جیسا کہ اٹکنسن صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کے لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ممالک مشرقیہ مین ہر جگہ عورتون کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اون کے شوہر اونپر ظلم کرتے ہین اور اونہین مثل لونڈیون کے رکھتے ہین اور اونہین گھرونمین اس طرح مقید رکھتے ہین جسطرح قیدخانہ مین قیدیون کو رکھتے ہین لیکن مورخ موصوف اس باتکا انکار کرتے ہین اور یہہ ثابت کرتے ہین کہ اہل اسلام مین عورتون کو بڑا اختیار ہوتا ہے راقم کہتا ہے کہ مسلمانون مین گھر عورتون کے لیے ہرگز قیدخانہ نہین بلکہ اون کے لیے آزادی کا مکان ہے جہان مرد اجنبیون مین شمار کیا جاتا ہے اسواسطے کہ جو ہین اوسکا قدم دہلیز سے آگے بڑھتا ہے ہر بات سے اوسے معلوم ہوتا ہے کہ مین اس گھر کا مالک نہین اور لڑکے اور نوکر اور غلام سب بی بی کو مالک و مختار سمجھتے ہین خلاصہ یہہ کہ مسلمانون مین سارا اختیار گھر کا زوجہ کو ہوتا ہے اور جب وہ خوشمزاج ہوتی ہے تو ہر ایک کام اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جب وہ بدمزاج ہوتی ہے تو کوئی کام اچھی طرح نہین ہوتا چنانچہ قریب ساٹھ یا اسی برس کے گذرے کہ ایک

شخص روساے عجم سے میرزا ابوطالب خان نامی وارد انگلستان ہوے
اور بہلو گون کی رسوم و عادات خانگی پر بخوبی نگران رہے اور بعد ازان
خان موصوف نے اپنے ورود کی کیفیت لکہی اور وہ کیفیت انگریزی
مین بہی ترجمہ ہو چکی ہے اور اوسمین بہ دلائل ثابت کیا ہے کہ بہ نسبت
یورپ کی عورتون کے اہل اسلام کو عورتون کو زیادہ اختیار اور آزادی
حاصل ہوتی ہے اور اوس گمان کو بہی باطل کیا ہے کہ جو لوگ بہت سی
ازواج رکہتے ہین اونپر ظلم کرتے ہین بلکہ رئیس موصوف کہتے ہین کہ
میرے نزدیک دو تین بیبیون کے ساتہ رہنا دو بیبیون کے ساتہ رہنے سے
آسان تر ہے نیبر صاحب سیاح مشہور کی بہی یہی راے ہے اور
وہ کہتے ہین کہ یہہ گمان اہل یورپ کا غلط ہے کہ جو کیفیت عورتون کی
مسلمانون مین ہوتی ہے عیسائیون مین وہ کیفیت نہین ہوتی ٭
اسواسطیکہ عرب مین تو مینے کوئی بات ایسی نہین دیکہی جس سے یہ
معلوم ہو کہ زنان اہل اسلام اور عورات یورپ مین بڑا فرق ہے بلکہ
اوس ملک کی عورتون کو بہی ایسا آزاد اور خوش پایا کہ اوس سے زیادہ یورپ کی عورتین
آزاد اور خوش نہین ہو سکتین یہہ سچ ہے کہ مسلمانون میں تعدد ازواج مباح ہے اگرچہ ہماری عورتین ایسی
نازک مزاج ہوتی ہین کہ اس امر کے تصور کی بہی متحمل نہین لیکن
عرب مین یہ بات شاذ و نادر ہے کہ چار عقد شرعی بہی کرین اور
جسقدر چاہین کنیزین بہی رکہین حالانکہ وہان کے لوگ شرعاً
ان باتون کے مجاز ہین بلکہ اون لوگو نہین سوا وہ لقہ ... اعیان ...

نہ کرے اور کوئی شخص محبت سے عقد نہیں کرتا اور اونہیں بہی جو لوگ معقول ہین اس فعل پر اونہین ملامت کرتے ہین حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ عقلمند ہین اس فعل کو باعثِ تکلیف سمجھتے ہین نہ یہ کہ اسی سبب راحت جانین اسواسطے کہ ازروے شرع شوہر پر واجب ہے کہ اپنی ازواج کو اون کے مرتبہ کی موافق رکھے اور اپنی محبت سب کی نسبت برابر رکہو لکن اکثر اہل اسلام ان احکام کی پابندی کرنے کی قوت نہین ہین اور یہ عیاشی کی باتین عرب کے قوم مقدور سے باہر ہین اسوسطے کہ وہ لوگ خوشحال نہین ہوتے اب باقی رہی یہ بات کہ تعددِ ازواج سے محبت دلی جاتی رہتی ہے یہہ بات سچ ہے کہ اگر اس ملک (یعنی یورپ) مین تعددِ ازواج مباح کردیا جاتے تو فقط روسا اور امرا ایسا کرسکتے ہین اسوسطے کہ غربا اتنی ازواج کے خرچ کے متحمل نہو سکین گے لکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہان کے لوگون مین سے کئی عقد کرے تو جو پہلی زوجہ سے باہم محبت و لطف تہا وہ کیفیت اور ازواج سے نہ رہیگی ہمارے ملک مین اہل دوَل کا یہ دستور ہے کہ معاملات عقد مین طرفین سے بفایدہ اہتمام کیے جاتے ہین اور شوہر اور زوجہ اپنا اپنا محلہ علیحدہ رکہتی ہین اور مثل اسکے اور اور انتظامات خانگی کیے جاتے ہین پس جب شوہر اور زوجہ مین یہ تکلفات ہوئی تو باہم لطف و محبتِ خالص کہان رہی اور باوجودیکہ رسم تعددِ ازواج ہملوگون مین مروج نہین تاہم شادی کے امور مین ایسے

اہتمام اور تکلفات ہوتی ہین کہ یہہ کہنا چاہیئے کہ عورت کی شادی نہین
کرتے بلکہ اوسی شوہر کے ہاتھ بیچ ڈالتی ہین لیکن جن ملکون مین تعدد
ازواج مرسوم ہے وہان یہ نہین ہوتا راقم کہتا ہے کہ وہی بیہودہ
لوگ ازراہ تعصب اور نفسانیت یہ گمان بھی کرتے ہین کہ تعدد ازواج
سے زوجہ اور شوہر مین باہم لطف و محبت جاتی رہتی ہے جو کہ ہمین فقط انگلستان کی
لوگون کو آزادی اور دلجمعی حاصل ہے اور کسی ملک کے لوگونکو نہین
اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازواج مین ایسی شدید قباحتین
ہوتین جیسے لوگ کہتے ہین اور اگر اس فعل سے ضرر بہت پیدا
ہوتے اور فایدے کم ہوتے تو اتنی ممالک روی زمین مین یہ
رسم مباح اور مستحسن نہ سمجھا جاتا حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ اونلکو لوگونمین
تہذیب اور شایستگی بہت کم ہے ✣ ✣

حصۂ چہارم اوصاف قران شریف

آیات درباب زکوۃ

۱۔ جو کچھ کہ تم تجارت مین شریک کرو کہ اور دن کی مال کے ساتھہ
بڑہے پس خدا کی طرف سے اوسمین زیادتی نہ ہوگی لیکن جو کچھ کہ
تم دوگے خیرات مین خدا کی خوشی کے لیے وہ تمہارے لیے
دونا کر دیا جاویگا ۲۔ پس خدا سے ڈرو جسقدر تمسے ہوسکے اور
سنو اور اطاعت کرو (اوسکے احکام کی) اور خیرات دو اپنے ہی بہتری

نیکی کے لیے اسواسطے کہ وہ لوگ جو بچاتے ہین اپنے تئین طمع سے +
رستگار ہونگے ۔ وہ لوگ جو دیتے ہین اپنا مال خیرات مین
دن کو اور رات کو خفیہ اور علانیہ پاوینگے اپنا ثواب اپنی خدا سے
کوئی خوف اونپر نہ آویگا اور نہ وہ مغموم کیے جاوینگے ۔ اور جو کچھ
تم نذر کرو بہ تحقیق کہ خدا پسند کرتا ہے اوسے لکن وہ لوگ
جو عمل نیک نہین کرتے نہ پاوینگے مددگار کیا تم زکوۃ علانیہ دیتے ہو یہ
بہتر ہے کیا تم اوسے چھپاتے ہو اور دیتے ہو غریبون کو پس
یہ بھی اچھا ہے اور نفع بخشیگا تمہین اور پاک کریگا تمہین تمہارے
گناہون سے خدا جانتا ہے والا ہے تمہارے فعلونکا فقط

آیات در باب اجر مومنین

اے لوگو اون لوگو تمہین سے جو ایمان لاتے اور کی ہین وہ باتین نیک جو
ہین ہم کسی شخص پر اتنا بوجھ نہ رکھینگی جو اوسکی طاقت سے باہر ہو وہ
لوگ ہونگے باشندے بہشت کے اور ہمیشہ رہین گے وہان +
+ اور ہم دفع کرینگے جو برائی اون کے سینو مین ہوگی نہرین اونکے
پاس جاری ہونگے اور وہ کہین گے سب تعریفین ثابت ہین خدا کو
کے لیے جسنے ہدایت کی ہے ہمین اور ہم نہ ہدایت پاتے اگر خدا ہمین
ہدایت نہ کرتا تحقیق کہ پیغمبر ہمارے خدا کے آئے تھے ہمارے پاس
ساتھ سچائی کے پس ایک ہاتف اونسے کہیگا کہ یہی بہشت جس کی
تم وارث کیے گئے ہو اپنے عملون کی جزا مین ۔ لیکن اون

لوگونکے واسطے جو ایمان لاتے ہین اور بجالاتے ہین وہ باتین جو نیک ہین پس ہم لے جائینگے اونہین اون باغون مین جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور وہان وہ رہینگے ہمیشہ اور وہان وہ پاوینگی زوجین پاک و پاکیزہ اور اونہین کو ہم لیجائینگے ایسے باغون مین جو ہمیشہ سایہ دار ہین فقط ۞

آیات درباب خلقت

۱ خدا ہی نے پیدا کیا ہے آسمانون کو بغیر ستونون کے جنہین تو دیکھ سکے پھر وہ چڑھ گیا اپنے تخت پر اور آفتاب اور مہتاب کو دی اوسنے قانون پس ہر ایک اونہین سے جاتا ہے اپنی مقام مقرر تک ۲ وہ حکومت کرتا ہے سب چیزون پر وہ کرتا ہے اپنی نشانیون کو آشکار تاکہ تم سب کامل اعتقاد کرو ملاقات کا اپنی خدا سے ۳ اوسنے (یعنی خدا نے) پیدا کیا ہو زمین اور آسمان کو اپنے سچائی ظاہر کرنے کو پس اوسکی حمد کرو اون خداؤن سے زیادہ جو اوسکے شریک کیے گئے ہین ۴ کیا تم حقیقت مین اعتقاد نہین کرتے ہو اوس خدا کا جنہنے دو دن مین پیدا کیا زمین کو اور کیا تم اوس کے شریک گردانتے ہو خدا عالمونکا وہی ہے ۵ اور اوسنے رکھے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنے برکت نازل کی اوسپر اور تقسیم کیا رزق تمام دنیا مین واسطے سیر ہو

سب کی یکسان چارون مین پھر اونسے مشغول کیا اپنے تئین آسمانون
مین جو اوسوقت تھی فقط وہوان اور اونسے اور زمین سے اوسنے فرمایا
آؤ تم لیس اوہون نے جوابدیا کہ ہم آتی ہین فرمانبرداری سے ۵ ـــ
کوئی خدا نہین سوا اوسکے وہ زندہ ہے وہ قدیم ہے نہ اونگہائی آتی
ہے اوسے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچہ کہ ہے آسمانون اور زمینون پر
کون شخص ہے جو شفاعت کرسکتا ہے اوسکے بغیر اوسکی اجازت کے
وہ جانتا ہے جو کچہ کہ تہا پیشتر اون کے اور جو کچہہ ہوگا بعد اون کے تاہم
کوئی چیز اوسکے علم کی وہ نہ سمجھینگی اِلّا وہ چیز جو وہ چاہیگا اوسکا تخت کشادہ
ترہے آسمانون اور زمینون سے اور اوسکی بادشاہت پہیلی ہے آسمانون پر اور زمین پر اور ان دونونکو
سنبھالنا اوسپر کوئی بوجہ نہین ہے وہی بزرگ اور صاحب قوت ہے
۱ ـــ جو کچہ کہ ہے آسمان اور زمین پر تعریف کرتا ہے خدا کی وہ ہی قوی
اور حکیم اوسی کی ہے بادشاہت آسمان اور زمین کی وہی زندگی بخشتا ہے
اور موت دیتا ہے اور وہی ہے قادر سب چیزون پر اور وہی ہے سب سے
پیشتر اور سب کے آخر وہی ہے آشکارا اور وہی ہے پنہان اور وہی جانتا ہے
سب چیزونکو اور اوسنے پیدا کیئے ہین آسمان اور زمین چہہ دنمین اور پھر
چڑہ گیا کرسی پر وہی جانتا ہے وہ چیز جو داخل ہوتی ہے زمین مین اور جو
نکلتی ہے اوسمین سے اور وہ چیز جو اوترتی ہے آسمان سے اور جو چڑہتی
ہے اوسپر اور وہی ہے تمہارے ساتھہ جہان کہین تم ہو واسطے کہ خدا
دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو اوسی کی بادشاہت ہے آسمان اور زمین پر اور

اور خدا کیطرف ہر چیز بازگشت کرتی ہے وہی سبب ہوتا ہے رات کی بعد
آنیکا دن کے اور وہی جانتا ہے حال لوگون کی دلونکا ❊

آیات درباب خصائل الٰہی

١

۷ — سب تعریفین ثابت ہین خدا کے لیئے جو بادشاہ ہے عالم کا اور رحیم
رحمٰن ہے اور حاکم ہے روز حساب کا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور
تجھی سے مدد طلب کرتے ہین لیجا ہمین سیدھی راستہ کو راستہ اونلوگونکا
جنپر مہربان تو ہے نہ راہ اونکی جو مورد غضب ہین یا جو گمراہ ہین ۸ — کہہ وہ ہے
خدا ہے یکتا خدا ہے قدیم کوئی چیز اوس سے نہین پیدا ہوئی اور نہ وہ کسی چیز سے
پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے ۹ — مبارک ہے وہ خدا جسکے
قبضہ مین ہے بادشاہت اور وہ توانا ہے سب چیزون پر جسنے پیدا کی
موت اور حیات تاکہ معلوم ہو کہ کون شخص تم مین سے ہے سب سے
زیادہ سچا اپنے کامون مین وہی ہے طاقتور اور بخشنے والا جسنے پیدا کیے
ہین سات آسمان یکدوسرے پر کوئی عیب نقص نہین نکال سکتا ❊
خلقت مین خدا ے رحیم کے بار بار دیکھہ تو نظر غور سے پس تیری نظر
سست ہوکر اور تھک کر تیرے ہی پاس پھر آئیگی ۱۰ — تو نہین دیکھتا
خدا جانتا ہے جو کچھ کہ ہے بیچ آسمان اور زمین پر کوئی کلام خفیہ تین شخصون مین
نہین ہوتا مگر وہ اونمین کا چوتھا ہے اور پانچ مین مگر وہ اونمین کا چھٹا
ہے نہ ان سے کم لوگ ہین اور نہ اوس سے زیادہ ہین مگر وہ اونکا شریک ہے
جہان کہین وہ ہون اور وہ کہیگا اون سے جو کچھ کہ اونہون نے کیا ہے ف

قیامت کو اسواسطے کہ خدا جانتا ہے سب چیزین ۱۱۔ خدا کی پاس ہین سب
کنجیان مخفی چیزون کی کوئی اونہین نہین جانتا سوا اوس کے وہ جانتا
ہے سب وہ چیز جو ہے خشک زمین پر اور سمندر مین کوئی پتا نہین گرتا مگر
وہ اوسے جانتا ہے نہ ایک دانہ ہے تاریک مقامون مین زمین کی
نہ کوئی سبز چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہے کتاب ظاہر مین ۱۲۔ بزرگ
ہے وہ (خدا) بہت بلند مرتبہ ہے وہ ساتون آسمان اوسکی حمد کرتے
ہین زمین اور جو چیزین کہ ہین اوسپر کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اوس کی
قدرت نہ ظاہر کرتی ہو لکن اونکا تعریف کرنا تم نہین سمجھتے خدا کی پاس
ہین راز آسمانون اور زمین کے پس دیکھو اور سن تو فقط اوسکو
آدمی کوئی ولی نہین رکھتا سوا اوس کے لکن بہت لوگ شریک نہین
ہین اوسکی انصافون مین جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر خدا کا ہے اور جو
کچھ کہ تم لاتے ہو روشنی مین اور جو کچھ کہ ہے تمہارے دلون مین یا جو کچھ
کہ تم چھپاتے ہو تحقیق کہ خدا اوسکا تم سے حساب لیگا ۱۳۔ خدا کی قسم نہ
کہاؤ جبکہ تم عہد کرو کہ تم نیکی کروگے اور خدا سے ڈرو اور لوگون مین
اصلاح کرو اسواسطیکہ خدا وہ ہے جو سنتا ہے اور جانتا ہے خدا تم پر عتاب
کریگا بسبب غلطی تمہارے عہدون کے لکن وہ سزا دیگا تمہین بسبب
اوس چیز کے جو تمہارے دلون نے کی ہے خدا ہے فضل کرنیوالا
اور رحیم ۱۴۔ خدا کی ہین پوشیدہ چیزین آسمانون کی اور زمین کی
اور اوسی کے طرف سب چیزین بازگشت کرتی ہین پس اوسکی عبادت

کرو اور اوسپر تکیہ کرو تیرا خدا تیرے فعلون سے غافل نہین ہے
اے لوگو تم فقیر ہو خدا کے لکن خدا غنی ہے اور لائق تعریف
ہے جو دیا کرتا ہے تمہارے لئے رزق کو آسمان اور زمین سے جو رکھتا ہی
قدرت سماعت پر اور نظر پر اور جو پیدا کرتا ہے زندون کو مردون سے
تحقیق کہ وہ جواب دینگے خداوند تو ایسا ہی ہے پس کہہ تو کہ کیا تم نہ ڈرو گی۔
اوس سے ۱۵ - کیا کوئی شخص بزرگی چاہتا ہے سب بزرگیان خدا
ہین ہین نیک بات چلی جاتی ہے اوسکے پاس اور نیک عمل کو وہ
عزت دیگا لکن عذاب ہولناک منتظر ہے اوس شخص کا جو بانصافی
کرتا ہے اور فریب ایسے لوگون کی تحقیق کہ وہ (خدا) باطل
کر دیگا ۱۶ - وہ لوگ کہتے ہین کہ خدائے رحیم اولاد رکھتا ہے پس تمنے
کلمہ کفر کہا قریب ہے کہ آسمان اور زمین شگافتہ ہوجائین اور پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین بسبب اسکی کہ وہ نسبت دیتے ہین بیٹے کے
خدائے رحیم کیطرف حالانکہ یہ نہین شایان ہو خدائے رحمن کو اولاد
رکھنے تحقیق کہ کوئی چیز آسمان اور زمین پر نہین ہے مگر وہ جاینگی
خدائے رحمن پاس مثل اوسکے بندون کے ؛

آیات وار راحت و مصیبت (کن لوگونکو ہوگی ؛)

قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ چھپا لیتی ہے اپنی تاریکی قسم ہے اوس
دن کی جبکہ وہ روشن ہوتا ہے قسم ہے اوس شخص کی جسنے

پہنچا کیے ہین نزادر مادہ تحقیق کہ تم جدا جدا مطالب رکہتے ہو لکن وہ شخص
جو دیتا ہے زکوۃ اور ڈرتا ہے خدا سے اور اطاعت کرتا ہے نیکوں کی
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ خوشی کی لکن جو شخص کہ حریص
ہے اور دولت کی طرف مائل ہے اور جہٹلاتا ہی نیکی کو کہ جہوٹ ہے
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ مصیبت کی ۲- یہ خدا ہی جسنے
مستحکم کی ہے بنیاد زمین کے اور اوسپر بنایا ہی
آسمانوں کو اور بنایا ہے تمہین اور کین ہین تمہاری صورتین اچہی
اور دیتا ہے تمہین رزق حسن یہ خدا تمہارا رب ہی پس مبارک
ہے خدا مالک تمام عالمونکا کوئی خدا نہین سوا اوسکے پس جاؤ اوسکے
پاس اور اوسکی عبادت خالص کرو جمیع تعریفین ثابت ہین خدا کیلیئے
جو پروردگار ہے تمام عالمونکا وہی دیتا ہے زندگی اور موت اور جب
وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ ہوجا تو پس وہ
ہوجاتی ہے فقط

آیات دربارۂ ناشکرگذاری انسان بنسبت خدا کے

قسم ہے اون ہنہنانے والے گہوڑون کی اور اون گہوڑون کی جنکی
ٹاپون سے ہنگام جنگ چنگاریان نکلتی ہین اور اون کی جو چہاپہ
کرکے حملہ کرتے ہین صبح کو اور اپنے ٹاپون سے خاک اوڑاتی ہین اور
صفین چیرکے لشکر مین گہس جاتی ہین تحقیق کہ انسان اپنے پروردگار
کا ناشکرگذار ہے اور اس امر کا وہ خود گواہ ہے اور تحقیق کہ وہ بہا

دنیا کی نفع کی بہت محبت رکہتا ہے کیا وہ نہین جانتا کہ جب وہ چیز
جو قبر مین ہے محشور کیجاویگی اور جو چیز آدمیون کی دلونمین ہی
ظاہر کیجاویگی تحقیق کہ اونکا پروردگار آگاہ ہوگا اوسدن انسے

آیات در باب روز قیامت

اوس روز (آخری) کو صور پہونکا جائیگا پس جو چیزین کہ زمین مین ہین
سب خوف زدہ ہوجاینگی سوا اوس شخص کے جس کو خدا چاہیگا
کہ نجات دے اور سب جاوینگی اوسکی خدمت مین مثل سائلون کے
۲۔ اور تو دیکھیگا کہ وہ پہاڑ جنکو تو ایسا مضبوط خیال کرتا ہے
اسطرح پارہ پارہ ہوجاینگے جس طرح ابر پہٹ جاتا ہے یہ صنعت ہے
خدا کی جو انتظام کرتا ہے ہر چیز کا جو کچھ کہ تم کرتے ہو وہ خوب جانتا
ہے ۳۔ جبکہ زمین مین زلزلہ پڑ جاویگا اور وہ اپنے بوجھ
نکالکر پہینک دیگی اور لوگ کہینگے کہ اوسے کیا ہو گیا ہے
اوسدن وہ کہدیگی اپنی خبرین اسواسطے کہ تحقیق خدا اوسپر وحی
کریگا اوسدن بنی آدم آئینگے صف بستہ دیکہنے کو اپنے
اعمال اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کے نیکی کی ہوگی پس
اوسے دیکھیگا اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کی بدی کی
ہوگی پس اوسی دیکھیگا ۴۔ جبکہ آسمان پہٹ جاینگے اور
جبکہ ستارے منتشر ہوجاینگے اور جبکہ دریا آپسمین ملجاینگے

اور جبکہ قبرین اولٹ دیجاینگی پس ہر نفس لیگا اپنے پیشتر اور حال
بے اعمال لکن جبکہ ایک مرتبہ صور پھونکا جائیگا اور زمین اور
پہاڑ شق ہو جاینگے پس اوسدن وہ عذاب جسکو فورا آنا
چاہیئے فورا آ لیگا اور آسمان پھٹ جائیگا اسواسطے کہ اوسدن وہ
ہوگا نرم اوسدن تم حاضر کیے جاؤگے سامنے اوسکی (خدا کی) اور کوئی
عمل تمہارے مخفی عملون سے چھپا نہ ہیگا ۔ جبکہ آفتاب لپیٹا جایگا
اور جبکہ ستارے گر پڑینگے اور جبکہ پہاڑ حرکت مین لائے جاوینگے
اور جبکہ اونٹ جو دس مہینہ کا حمل رکھتی ہون گی چھوڑ دیئے جاینگے
اور جبکہ جانوران صحرائی جمع کیے جاینگی اور جبکہ دریا جوش مین آ
اینگے اور جبکہ روحین اپنے جسمون سے پھر ملائی جاینگی اور جب کہ
اوس لڑکی سے جو زندہ دفن کردیئے گئے تھے پوچھا جائیگا کہ کس
جرم پر وہ قتل کیے گئے تھے اور جبکہ جہنم سے شعلے بلند ہون گے اور
جبکہ بہشت قریب لایا جائیگا اوسوقت ہر نفس جانیگا جو کچھہ کہ
اوس نے کیا تھا فقط۔

آیات در تعریف خلق و مہمان نوازی

۱۔ نیکی کرو اپنے ماں باپ سے اور اپنے خاندان سے اور یتیمون سے
اور غریبون سے اور ہمسایہ سے خواہ تمہارا عزیز ہو خواہ غیر اور مسافر
سے اور راہگیرون سے اور اون غلامون سے جو تمہاری ملکیت مین

ہین ہون ۲ – علاوہ اس کے ہمنے حکم کیا ہے کہ انسان کو کہ اپنی ماں
باپ سے مہربانی پیش آوے ساتھ تکلیف کے اوسکی مان حمل کرتی
ہے اوسکا اور ساتھ تکلیف کے جنتی ہے اوسے اور اوسکا حمل
اور جدائی تیس مہینون ہوتی ہے اور جبکہ وہ طاقت حاصل کرتا ہی
اور چالیس برس کا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ خداوندا توفیق دی
مجھے کہ تیری نعمتون کا شکریہ ادا کرون جو تونے دی ہین مجھے اور میرے
مان باپ کو فقط –

آیات درباب قرآن مجید

مبارک ہے وہ شخص جسنے نازل کیا ہے قران بہشتی بخشنے والا اپنی
بندے پر تاکہ وہ تمام مخلوقات کو تنبیہ کرے اوسی کی ہی سلطنت
آسمانون کی اور زمین کی اور کوئی بیٹا نہین رکھتا ہے اور نہ کوئی
شریک رکھتا ہے اپنے ملک مین سب چیزین اوسنے پیدا کی ہین اور
مقدر کی ہین اون کی تقدیرین قسم ہے اوس ستارے کی جبکہ
وہ غروب ہوتا ہے کہ تمہارا صاحب (یعنے محمد) جھوٹ
نہین کہتا اور نہ گمراہ ہے اور نہ وہ کلام کرتا ہے موافق اپنے
خواہش نفسانی کے قران نہین ہے مگر وحی جو نازل کی ہے
اوسپر اور تعلیم کی ہے اوسے وہ کتاب ایک شخص صاحب قوت عقل
نے تم کیا خیال کرتے ہو کہ تم نکالتے ہو آیا تم وہ درخت پیدا کیا ہی جسسے کہ

ہ لیتے ہو یا ہم اوس کی پیدا کرنے والے ہین ہمنے مقرر کیا ہے
اوسی واسطے تنبیہ کے اور کیا ہی اوسے نافع واسطے مسافران صحرا کے
پس ۵ تعریف کر تو نام کی اپنے پروردگار کی جو خدائے جلیل ہے
مین قسم کھاتا ہون ستارون کے غروب ہونیکی اور کیسے
بڑی قسم اگر تم اوسے سمجھو کہ یہ عزت کیا گیا قران ہے جس کی اصل
لکھی ہے لوح محفوظ پر پس کوئی نہ مس کرے اوسے مگر وہ لوگ جو
پاک ہین یہ ایک وحی ہے اوس خدا کیجانب سے جس نے پیدا
کی ہین سب چیزین فقط۔

آیات درباب دیانت و معاملات

افسوس ہے اون لوگون پر جو خراب کرتے ہین پیمانہ کو یا وزن کو
جبکہ اورون سے پورا وزن لیتے ہین لکن خود اونہین کم وزن
دیتے ہین کیون کیا وہ نہین گمان کرتے کہ وہ پھر زندہ کیے جاوینگے
اوس روز عظیم کو وہ روز جبکہ تمام بنی آدم حاضر ہونگے سامنے
رب العالمین کے ۲۔ خدائے رحیم نے سکھایا ہے اپنے بندے کو
قران پیدا کیا ہے اوسے اور تعلیم کیا ہے اوسے کلام فصیح
آفتاب اور ماہتاب ہر ایک اپنی سیر رکھتا ہے اپنا وقت مقرر اور نباتات
اور درخت جھکتے ہین بندگی کے لیے اور آسمان کو اوس نے بلند کیا
ہے اور مقرر کیا ہے میزان کو تاکہ میزان مین تم تعدی نہ کرو پس وزن

ساتھ دیانت کے اور نہ گھٹاؤ میزان کو ۔ وہ صدا وہ صدا کیا ہے کون
شخص تجھے بتاویگا کہ وہ صدا کیا ہے وہ روز جبکہ آدمی ہونگے
مانند پروانہائے پراگندہ کے اور پہاڑ ہونگے مثل دھنکی ہوئی
روئی کے اوس دن جس شخص کے پلہائے عمل بھاری
ہونگے وہ خوش ہوگا لیکن وہ شخص جسکی پلہائے عمل ہلکی ہونگی
اوسکا مسکن وہ خندق ہے اور کون تجھے بتا سکتا ہے کہ وہ
خندق کسقدر خوفناک ہے (خندق تہا جہنم سے) تحقیق کہ وہ ہے
آتش شعلہ بار فقط ۔

آیات در باب محمد (قران آپ پر نازل کیا گیا)

تاکہ تو رنجیدہ نہ ہو (اے محمد) ہمنے نازل کیا ہے یہ قران تجھپر مثل ایک
تنبیہ کے اون لوگون کے واسطے جو ڈرتے ہین یہ ہے ایک پیام
اوس شخص کی جانب سے جسنے بنایا ہے زمین کو اور بلند کیا ہے
آسمانون کو خدای رحیم بیٹھتا ہے اپنے تخت پر اوسی کا ہے جو کچھ ہے
آسمانون پر اور جو کچھ کہ ہے زمین پر اور جو کچھ کہ ہے اون دونون کے
درمیان ہین اور جو کچھ کہ ہے نیچے گیلی مٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے
کہ تو بلند کرے اپنی آواز اسواسطے کہ وہ جانتا ہے خفیہ باتین اور
جو کچھ کہ اوس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کوئی خدا نہین ہے سوا
اوس کے بہت بڑے ہین اوس کے نام تمہیں ہے وہ یہی کی

کی روشنی کی اور قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک ہوئی ہے
خدا نے تجھے نہین چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہے
یقین کر تو (ای محمد) کہ زمانۂ آیندہ ہوگا تیرے واسطے بہتر بنسبت
زمانۂ گذشتہ کے اور خدا دیگا تجھے ایسا ثواب کہ تو خوش ہو جاویگا
کیا نہین اوسنے تجھے یتیم پایا پس پناہ دے تجھے اور کیا
نہین پایا اوس نے تجھے گمراہ پس ہدایت کی تجھے اور کیا نہین پایا
اوس نے تجھے غریب پس امیر کر دیا تجھی پس ظلم نہ کر تو یتیم پر مد
نہ رد کر تو سائیل کو لیکن ظاہر کر تو نعمت اپنے پروردگار کی
پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جسنے پیدا کیا پیدا کیا انسان کو
ایک لطخۂ خون سے پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جو سب سے زیادہ بزرگ ہے
اور جس نے سکھایا ہے تجھے (وحی لکھنے کی لئے) ساتھ قلم کے سکھایا ہے
انسان کو جو وہ نہین جانتا تھا۔ مین قسم کہاتا ہون اوس روز
کی تحقیق کہ انسان کی قسمت مین ہی تباہی سوا اونلوگون کے جو
ایمان لائے ہین اور کرتے ہین وہ باتین جو نیک ہین اور حکم
کرتے ہین راستی کا اور ترغیب دیتے ہین نیک چلنی کی
ایک دوسرے کو فقط۔

آیات درباب اخلاق حمیدہ

آ۔ زنا سے سروکار نہ رکھو اسواسطے کہ یہہ بری بات ہے اور خراب

طریقہ ہی ۲ کہہ تو مومنین سے کہ وہ روکین اپنی آنکہین اور لحاظ رکہین عصمت کا اپس اس طرح وہ ہوجاینگے زیادہ تر پاک خدا خوب جانتا ہے جو کچہ کہ وہ کرتے ہین ۳ نہ چل غرور سے زمین پر اسواسطے کہ تو نہین شگافتہ کرسکتا اوسے نہ تو برابری کرسکتا ہی پہاڑون کی قدمین یہ سب برا ہے اور مکروہ ہے نظرمین پروردگار کے تہم ۴ نرمی کرو اون لوگون سے جو حاضر ہوتے ہین سامنے پروردگار کے صبحکو اور شام کو ورد ایکہ وہ چاہتے ہین اوسکی خوشنودی اور تو نہ پہیر اپنی آنکہین اون کی طرف سے تلاش مین دنیا کی حشمت کی اور نہ اطاعت کر تو اوس کی جس کی دلسے ہمنے بہلادی ہے اپنی یاد اور جو پیروی کرتا ہے اپنی نفسانی خواہشون کی اور چہوڑدیتا ہے راستی کو ۵ آؤ مین پڑہتا ہون جو کچہ تمہارے پروردگار نے تمپر فرض کیا ہے کہ تم کسی چیز کو اوسکا شریک نہ کردانو اور نہ قتل کرو اپنے لڑکون کو بسبب مفلسی کے اون کو اور تمہین خدا رزق دیگا اور بری چیزون کے قریب نہ جاؤ نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین اور قتل نہ کرو اوس شخص کو جسکی قتل کو خدانے منع کیا ہی مگر ساتھہ حق کے یہ اوسنے تمہین حکم کیا ہی تاکہ تم سمجہو ۶ اے مومنو بتحقیق کہ شراب اور وہ لہو و لعب جسمین بازی ہوتی ہے اور بت اور تقسیم کرنے والی تیر ہین بدکام شیطان کے پس پرہیز کرو اوسی تاکہ تم رستگار ہو شیطان کوشش کرتا ہے کہ بوسے تم مین

تخم بغض و عداوت بسبب شراب کے اور قماربازی کی اور بازرکھیں تمہین خداکی یاد سے اور نماز سے پس کیا تم اون سے نہ پرہیز کروگے کلمات
کروخداکی اور اوس کی رسول کی اور ہوشیار ہوے آیۃ وہ لوگ جو
ایمان لاۓ ہو انصاف کا لحاظ رکھو جبکہ تم گواہی دو سامنے خدا کے
اگرچہ وہ ہو تمہارے یا تمہارے مان باپ یا خاندان کے
مخالف خواہ وہ فریق امیر ہو خواہ غریب خدا سزاوار ہے اون
دونون سے پس نہ پیروی کرو اپنی خواہشون کی گواہی دینے مین
ایسا نہ ہو کہ تم پھر جاؤ راستی سے اور اگر تم روکوگے اپنی گواہی یا انکار
کروگے اوس کی اظہار سے پس بتحقیق کہ خدا جانتا ہے جو کچھ کہ تم
کرتے ہو ہے کیا چیز ہے سب سے ضرور گواہی دینے مین کہہ تو کہ خدا
گواہ ہے درمیان میرے اور تمہاری اور اوسکا قرآن بھیجی وحی کیا گیا
ہے تاکہ مین تنبیہ کرون اوسکے ذریعے سے تمہیں اور اون سب کو
جن تک یہ پہنچ سکے فقط

آیات دربابِ ایتام

دو تم یتیمون کو اونکا مال اور نہ بدلوا اچھی کم قیمت چیزون کو اون کی
بیش قیمت چیزون سے اور نہ کھا جاؤ اون کے مال
اسواسطے کہ یہہ بڑا گناہ ہے آیۃ اور وہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہین
یتیمون کے بارے مین پس کہہ تو کہ اصلاح اونمین بہتر ہے لکن اگر تم

دست اندازی کرد اوس چیز مین جو اون کی ہے پس اونکو دے
ضرر نہ ہو پہنچا اسواسطے کہ وہ ہین تمہارے بہائی خدا امتحان کرتا ہے
سب بے ایمان اور ایماندار مین اور اگر خدا چاہے گا تو تمہین عذاب کریگا

آیات در باب والدین

پروردگار حکم کرتا ہے کہ تم نہ عبادت کرو کسیکی سوا اوسکے اور مہربانی
کرو اپنے ماں اور باپ سے خواہ ایک اونمین سے خواہ دونون پیر
ہو جاتین اور نہ کہو اون سے اُف اور نہ اونہین ملامت کرو بلکہ بہت
عزت سے کلام کرو اون دونو سے اور اونسے بہ انکساری پیش آؤ اور
کہو کہ خداوندا رحم کر اونپر جسطرح کہ اونہون نے مجھے تربیت کیا جبکہ مین
چھوٹا سا تہا - اور ہمنے حکم کیا ہے آدمیون کو کہ مہربانی کرین اپنے
ماں باپ پر اوسکی ماں برداشت کرتی ہے اوسے ساتھ تکلیف کے
اور جنتی ہے اوسے ساتھ اذیت کے اور اوسکا حمل اور فصال
تیس مہینون مین ہوتا ہے فقط

آیات در باب زہد و تقوی

اے کوئی نیکی نہین ہے تمہارے مونہہ پہیرنے مین طرف مشرق کے
یا مغرب کے لکن پرہیزگار وہ شخص ہے جو ایمان لایا ہے خدا پر اور
روز قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتب سماویہ پر جو شخص کہ خدا کی محبت سے

دیتا ہے اپنی دولت اپنی عزیزون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون
کو اور اون لوگون کو جو سوال کرتے ہین جو خیال رکھتا ہے نماز کا
اور دیتا ہے زکوۃ اور جو ہی اون لوگو مین سی جو ہوتے ہین وفا
کرنے والی اپنی عہدون کی جبکہ وہ عہد کرتے ہین اور جو صبر کرتی ہین
مصیبتون اور تکلیفو مین یہ لوگ وہ ہین جو سچا دل اور پرہیزگار
ہین یہ لوگ وہ ہین جو ڈرتے ہین خدا سے فقط

آیات درباب نماز

پڑہ تو وہ چیز جو وحی کی گئی ہے تجہپر قران سے اور ہمیشہ بجا لا نماز اسواسطیکہ
نماز منع کرتی ہے بدی اور ناپاک چیزون سے اور تحقیق کہ
یاد کرنا خدا کا بہت بڑا امر ہے ۲ـ ہو تم ہمیشہ بجا لانیوالی نماز کے اور
دو زکوۃ اور جو نیکی کہ تمنے کی ہے اور بہیجی ہے پیشتر واسطے راحت دینے
اپنی روحون کے تم پاؤگے اوسی خدا سے اسواسطے کہ تحقیق خدا
دیکہتا ہے جو کچہ کہ تم کرتے ہو ۳ـ خدا کا ہے مشرق اور مغرب پس جسطرف کہ
کہ پہیرو گے تم اپنی منہون نماز کے لیئے اوسی طرف خدا ہے اسواسطیکہ وہ ہی
ہر جگہ حاضر اور جانتا ہے ہر چیز کو ۴ـ تحقیق وہ جو پڑہتے ہین کتاب خدا
اور لحاظ رکہتی ہین نماز کا اور دیتے زکوۃ خفیہ اور علانیہ اوس
چیز مین سے جو ہمنے دی ہے او نہین امید رکہین ایک تجارت
کی جس کے لیئے زوال نہین ہے فقط

آیات درباب اون لوگون کے جو غیبت اور بدی کرتے ہین

افسوس ہے ہر بدگو اور غیبت کرنیوالی پہ جو جمع کرتا ہے مال اور گنتا ہے اوسے آیندہ کے لیے تحقیق کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اوس کی دولت رہیگی ساتھ اوسکے ہمیشہ ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ وہ ڈالا جائیگا حطمہ[له] مین اور کون بتائیگا تجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ ہی ایک آگ ہے جسے روشن کیا ہے خدا نے جو ظاہر ہوگی دلونپر گنہگارون کے بہ تحقیق کہ وہ چڑہے گی اونپر مانند ایک محراب دار چھت کے جو قائم ہو بڑی بڑی ستونون پر فقط

[له] یہہ ایک نام ہی جہنم کی نامون مین سے فقط منہ

آیات درباب روح

قسم ہے آفتاب اور اوسکی روشنی کی قسم ہے ماہتاب کی جبکہ وہ بعد آتا ہے اوس کے قسم ہے اوس دن کی جبکہ وہ ظاہر کرتا ہی اوسکی بزرگی قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک کرتی ہے اوسی قسم ہے آسمان کی اور اوس شخص کے جسنے بنایا ہی اوسے قسم ہے زمین کی اور اوس شخص کی جسنے گسترده کیا ہے اوسے قسم ہے نفس کی اور اوس شخص کی جسنی عمدہ بنایا ہی اوسے اور دیا ہی اوسے علم تاکہ وہ تمیز کرے اور دی ہے اوسے قدرت تاکہ وہ پسند کرے راستی یا گمراہی بس رستگار ہے وہ شخص جسنے رکھا ہی

رکہا ہے اوسی پاک اور گمراہ ہی وہ شخص جسنے رکہا ہو اوسے نجس ؕ

آیات درباب زنان

اور تو کہہ زنان مومنات سی کہ وہ باز رکہین اپنی آنکہین اور لحاظ رکہین
عفت کا اور وہ نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنے شوہرون کے اور اپنے
آبا کے اور اپنے بیٹون کے اور اپنے شوہرون کے بیٹون کے اور نہ
وہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی لونڈیون اور غلامون
اور نوکرون اور اون لڑکون کے جو نہین سمجہ سکتے عورتون کی
برہنگی اور نہ بجائین اپنے پاؤن تاکہ ظاہر کرین اپنے مخفی زیور
عورتین نہ ہنسین اور عورتون کو ذلیل کرنے کو جو کہ شاید بہتر ہین
اون سے نہ ایک دوسرے کو بدنام کرے اور نہ ایک دوسرے کو پکارے
بری ناموں سے فقط۔

تمت بالخیر

آغاز صحت نامہ کتاب مظاہرات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۴	بوجہ	یہہ ہوں یعنی	″	۱۳	سمجھے	سمجھتے	۳۲	۸	تمام	گرید اتمام
۴	۱۱	المثال	المثل	۲۲	۵	بشتر	نشتے	۳۵	۱۳	خدیجہ	خیطہ نے
۹	۱۶	عدنان	عدنان سے	۲۳	۱	سبا رنج ہو چکا ہو	لکھا ہی کہ	۳۸	۱۸	بعد ازان وہ کلمہ	تاکہ حضرت کی وہ کلمہ
۱	۱۳	اور	جو	۲۴	۷	اوس	اور	۳۹	۸	زور بود	درود
ایضاً	۱۴	حار	چار	۲۵	۱۴	جسکا تھا	جسکا بھیہ تھا	۴۰	۴	سال بین	سال بہہ
ایضاً	۱۹	تھے	کہتے	۲۶	۱۳	ذیلمین مرقوم ہو	ذیل مین مرقوم ہوئی	″	۱۳	اوراوہر	ادہر
۱۳	۱۱	اورانکے	اونکے	″	۱۵	وحی ہی	وحی ہوئی	۴۲	۱۸	گرمی	گرمی
۱۴	۱۲	ہوتھا	ہوتا تھا	۲۷	۸	تابعدار	تابعداری	۴۵	۷	دیکھو مین	دیکھو مین [illegible]
″	″	نہ ہو	نہ بھی ہو	″	″	کوئی	کوئی فرق سبب	″	۸	کو دیکھتا ہون کہ	فرشتہ [illegible] ابھی
″	۱۵	حمیلہ	حمید	″	۱۱	نہین	کبھی	۴۷	۱۴	اور	[illegible]
۱۷	۱	اضاف	اوصاف	۲۸	۷	بہت	بحث	۴۸	۱	اوراسکا	جسکا
″	۱۲	کرتی	لیتے	۲۹	۱۰	دہی	داہنے	″	۱۶	یہ	حضرت
۱۸	۳	ے	سے	۳۰	۲	عقل	محفل	″	۱۹	اور نہ	کچھ نہ
″	۱۶	سب	بہت	″	۱۳	قیس	قبیس	۴۹	۹	گرہ	گریہ
″	۹	مکہ	مکّہ	″	۱۸	یعنی عمر	عمر	۵۰	۱۲	دیکھو	دیکھو
۲۰	۲	اپتے	اپنے	۳۱	۱۸	بعث	بعثت	″	۱۶	اس	اوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	[illegible]	کنور	کوار	۶۴	۱۶	تعریف اوسکی اسم مقدس کی	لائق تعریف ہے اوسکا اسم مقدس	۸۳	۴	جوں ہیں	جو خیال	〃	۱۴	ایعی	ایسے
〃	۱۵	بھیجدین	بھیجدے	〃	۱۹	ازان	اسکی	۸۴	۴	وہ ہیں	وہ مثل	〃	۱۴	ملکین	[illegible]
۵۵	۱	کیورا	کیبو	۶۵	۱	اوس	آپکی	〃	۱۰	کی موت	کی اور موت	[illegible]	۱۸	مجھی	قوی
۵۷	۱۳	خدالو	خدالم	۶۹	۳	ہی کی	یکی	۸۶	۸	سترہم	ستر ہزار	[illegible]	۶	عقفا	وعقفا
〃	۱۷	الفنو	قسوہ	۷۱	۳	کی	کو	〃	۹	حکم	احکام	〃	۴	اکرلیا	نہ کرلیا
۵۸	۱۰	ہوازن	ہوازن	۷۲	۶	تہی	تہی فقط	〃	〃	لکہا ہی	لکہے ہیں	[illegible]	۷	وہان	جلد تھان
〃	۱۱	دار	دارا	[illegible]	[illegible]	قریب ہر شخص ابھی درجہ بلند اسو شکم	انسانیت ہر شخص ادنی ہی اور	۸۷	۵	صفحہ	[illegible]	〃	〃	کوجلد	کو روح
۵۹	۱۰	آئی	آئی	۷۵	۲	اور وہ	وہ حضرت	۸۸	۱۲	سغیت	مشیت	[illegible]	۸	کہ	ہتی کہ
〃	۱۴	اگر	اگر اسپے	〃	۴	لیکن	اور	۹۱	۱۴	لصنام	اصنام	〃	۹	اور	اپس
۶۰	۱	نامی	نہایت نامی	۷۶	۱	ہین اور	ہین بڑے	۹۲	۱۸	بارہ	بارے	[illegible]	۳	عمارت	عمارات
〃	۲	ایمانا	اور بڑا	۷۷	۹	جسکی	جس	۹۵	۱۳	وسلو	اصل ماہیت	[illegible]	۸	چنانچہ	اسواسطے کہ
〃	۱۳	کو	کو فقط	〃	۱۸	یہ صرف	یہ کتاب	۹۷	۱۰	کو	لوگون	〃	۹	ہین	سی
۶۱	۱۴	[illegible]	اون لو	۷۸	۷	کہ	ہی کہ	۹۹	۱۹	سورہ مذکورہ	[illegible]	〃	۱۰	ہین	سے
〃	۱۴	فتاح مذہبی	مجاہد فی سبیل اللہ	۷۹	۱۸	آئیت	آیات	۱۰۰	۱۹	دق	ترق	[illegible]	۷	لوگ	لوگ رؤسا
۶۲	۱۴	کی	دی	〃	۱۹	جشن	جشنین	[illegible]	۱۹	اقرار	اصرار	[illegible]	۳	ہین	اظہار ہین
۶۳	۸	ابنہ اون	نہ تواون	۸۱	۹	ہین لیسی	ہین جالیہ	[illegible]	۳	مجوش	محبوس	〃	۷	پا	کیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۹	۸	بعض	فی بعض	″	″	عقائد	عقیدہ	۱۶۵	۳	گوک	گوک	۱۹۰	۸	کران	[illegible]
″	۱۶	سلطی والی جزیرہ	متفرق	۱۵۱	۷	جدہ سرا	جدا	″	۶	ستقدر	اسقدر	″	″	[illegible]	مین ان اختلاف
۱۳۰	۱۲	سکے	سکے تھی	۱۵۲	۸	امیری	میرے	″	″	اتہاکراقی	کرتے	″	۱۱	ہمی	بہی
۱۳۱	۴	تو	تو نتھی	″	۱۰	عطیات	عطیات	″	۸	ظاہرے	ظاہرے	″	۱۶	لہ	کہ
۱۳۲	۷	حیلوںکی	فرانس کو	″	۱۲	ہبی ہو	ہوئی	″	″	تکبید	تاکید	″	۱۷	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۷	مصاحو	مصاحکہ	۱۶۲	۶	پہرانا	پہرتا تھا	″	۹	کوس کرخدا	خداکو	۱۹۲	۱	[illegible]	[illegible]
۱۳۴	۱۲	شہرہ	مین شہرہ	″	۹	مزدورے	مزدور	″	۱۲	صلیب	صلیب اور	″	۴	[illegible]	[illegible]
۱۳۸	۱۶	جماعت کو دی	کیا حکم	″	۱۳	ہیہم	ہیکہہم	″	۱۵	آسنٹر	آسنٹر	″	۱۲	[illegible]	[illegible]
۱۳۹	۴	اور	لہذا	″	″	مذہبے	مذہبی	″	۱۸	سلمنا	سلمنا	۱۹۸	۳	[illegible]	[illegible]
″	۱۸	حدو	سرحدو	″	۱۵	دبنی	وبینی	۱۷۱	۱۷	پہنے	پہنچے	″	۴	مجاز	مجازگا
″	۱۹	در	اور	″	۱۷	ذکرتی	ذکرکیتی	۱۷۴	۱۹	بارہ	باری	۱۹۹	۲	کہا	کہ
۱۴۰	۵	اسقدر	اور اسقدر	۱۵۷	۱۳	تک علیسوکے	علیسوی مین	۱۷۸	۱	کو	کو بہت	۲۰۰	۳	جبکے	جسکے
۱۴۱	۱۷	رہین	ابتک موجود ہین	″	۱۴	نکاہری	نکادری	″	۱۰	ڈال	ڈال لیٹ	″	۵	اواو	اونسے
۱۴۲	۱۲	ملک	ملک کے	″	″	روم اور	روم مین اور	″	″	شیبا	شیبا	″	۶	تمسے	تھبے
۱۴۵	۱۹	یعنے	کہ	″	۱۷	انہتش	[illegible]	″	۱۱	عمدا	عمد	″	۸	اوکی	[illegible]
۱۴۶	۴	نظرین	نظیرین	۱۶۵	۱	یونی	یونانی	۱۸۵	۱	چاہین	چاہیئے	″	۹	[illegible]	[illegible]
″	۱۵	سنہ ۱۲۸۱ع	سنہ ۱۳۰۱ع	″	″	ہاتہہ	ہاتہوں	″	۱۶	آ	ا	″	۱۹	انسے	آپ
۱۵۰	۵	عقائد	عقیدہ	″	۲	ماتو	تو	″	″	آ	ا	۲۰۵	۱	حباد	عباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱	[illegible]	باقی	۱۹۲	۲	مرد بنے	شہر اپنے	۲۰۱	۳	بعض	اون	۲۳۳	۸	تو	جوزرو
″	۲	وین	دین	″	۲	با	کا	″	۱۰	گواباد	آباد	۲۳۶	۶	صدق	خندق
″	۳	لے	کے	″	۹	تشلیم	تسلیم	″	۱۷	پیٹرتا	پڑھتا	۲۳۷	۵	نہہیں	نہیں پایا
″	۶	لکن	جھکن	″	۱۵	بو	یو	۲۱۱	۲	سینا	سینا ہیز	۲۴۰	۱۹	مہمت	محبت
″	″	جن	حسن	۱۹۶	۷	کہتے	رکھتے	″	۶	اور کہا	کہ	×	×	×	×
″	۷	کئی	لئی	″	۸	ستر	ستیر	۲۱۲	۱	اکرہ اون	اون	[illegible]			
″	۸	علقہ	بطلبہ محبت	″	″	سبل	سبیل	۲۱۴	۳	باد	اور یاد	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	″	سمال	سال	″	″	بہیر	بھیڑ	۲۱۵	۷	مر	مرد	۷	۲	بونا	یونا
۱۹۱	۱۲	انسنچے	بالشتہ	″	۱۶	کروہ	کرہ آتش	۲۱۷	۱۳	حسیس	خیبن	″	۲۰	درا	دریا
″	۱۳	گہمین	گمان	۱۹۸	۱۵	ہو	ہوا	۲۱۹	۱۲	ستعدہ	ستعدو	″	۲۴	دامی	داری
″	۱۷	ستنبہ	متنبہ	۱۹۹	۲	پاڈر	پادر	″	۱۸	سنک	ہنک	۸	۱۴	جوبکہ	جیسی
″	″	مسترف	متعرف	″	۱۴	بیخوف	بیخوف	۲۲۰	۴	چابیز	جائیز	″	۳۳	کور	مذکور
″	۱۸	اہین	یقین	۲۰۰	۶	ہر	جبر	″	۴	علعا	علط	۱۱	۱۵ ۱۶	[illegible]	کہ جب قضائی
″	۱۹	قدم	قدم ہا	″	۹	مجاز	مجاز	۲۲۶	۱۸	کہے	رکھے	″	۲۷	گلمبز	گلمبیز
۱۹۲	۱	سعد	معبد	″	۱۰	عذر بانکل	عذر بالکل	۲۲۹	۸	مو	ہو	″	۴۴	جرمر	جرمن
″	″	سند	خدا	″	۱۱	حو	چو	۲۳۳	۸	عمل	عمل	″	۴۵	سینہ	سینہ
″	″	مرتب	عزت	″	۱۲	سمجے	سمجھنے	۲۳۴	۱	اسرار انسان	انسان	″	۴۶	ڈین	شرین

تتمہ صحت نامہ حاشیہ کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٢	٩	حلیمہ	حلیمہ آ	″	″	رومی	روی	٣٦	٢٠	نادر	مادر	١٠	١١	بحرم	در بحرم
″	١٠	تکلہ	تکملہ	[illegible]	٢	تاک	تارک	″	٢٣	اسیی	ایسے	″	١٢	شل جزیرہ	ہیں بعینہ
″	١١	ملاقا	ملاقات	″	١٠	کہلاین	کہلائین	″	٢٣	س سی	اوسی	″	١٤	ترمیم	رحم
″	١٤	روایت چنانچہ	تھی وہ خود	″	١٦	فتوی	فتوے	″	[illegible]	لمت	نسبت	[illegible]	٢١	وحمہ	وجہہ
″	٣٦	یہود اخبار	یہودیو کے	″	١٩	اسن	اِس وزن	٨	١	کا	اسلام کا	[illegible]	١٣	جو	کرتی جو
١٣	٥	کی تھی	کے	″	٢٢	لیئی	ہی	٤٢	٧	تشکیں	تشکیں	″	١٥	سے	سے
١٩	٣	م	محمد	″	٢٣	ان ہیبت اور	سخن اور رحیم	٩٢	٩	مسکن	مشکل	[illegible]	″	جاتا	جاتا
″	٥	بنگہ	نہ تھے بلکہ	٥٦	٩	اوس	اون	٩٣	٩	ستر	ستر	″	٣	کہیے	کہتے
٢٥	١	ستل	سبیل	٧٨	٥	لو	بو	″	٩٤	حصہ اختر	اختر	″	٧	الکن	لیکن
″	٨	اوپر	اونپیر	″	١٠	ہنابی	ہنابی	٩٧	١٣	ارواح	روح	″	١٤	آخر	الی آخر
٢٩	٤	بہر	پہر	٧	٣١	ہوتی	ہوتی	١٠	٢	مروت	مروتا	[illegible]	٨	گوں	گون
″	٤	تثبت	ستت	″	٨	کسی	کے	″	٢٣	سزای	سزا کے	[illegible]	٣	نروری	فروری
″	٧	خیالی	خیالی	″	١٩	جیش	جبن	″	٥	سنگام	ہنگام	١٥٤	٢١	لو	کو
٣٢	٢٣	غربی	عربی	″	٢٤	بیجل	بیجل	″	٦	[illegible]	[illegible]	١٥٨	٣	رو	رہ
″	″	اسعد	اسعین	[illegible]	″	بصیل	اصل					١٦٢	٦	سن	سنن
٣٢	٢	پیر	کو	٤٣	١	آں	آن					″	٩	نہ کہاتا	نہ تھی
″	٣	قرا	خزا	″	١٨	صلب	صلیب	١٠	٧	حون	خون	تمت بالخیر والعافیہ			

٢٩٢

DUE DATE

DATE	No.	DATE	No.